ISLAMIC STUDY (UM)

9TH CLASS

PUNJAB BOARD NOTES

Presented by:

Urdu Books Whatsapp Group

STUDY GROUP

0333-8033313
راؤ ایاز

0343-7008883
پاکستان زندہ باد

0306-7163117
محمد سلمان سلیم

سُوْرَۃُ الْاَنْفَال

تعارف

یہ سورت مدنی ہے، قرآن مجید کے پارہ نمبر ۹ اور ۱۰ میں واقع ہے۔ اس کے ۱۰ رکوع اور ۷۵ آیات ہیں۔ یہ قرآن مجید کی آٹھویں سورت ہے۔ یہ سورت سن 2 ہجری میں غزوہ بدر کے فوراً بعد نازل ہوئی۔ اس سورت کا نام سورۃ الانفال اس سورت کی پہلی آیت کے حصے "یسئلونک عن الانفال" سے ماخوذ ہے۔ لفظ الانفال "نفل" کی جمع ہے جس کے معنی 'مال غنیمت' کے ہیں۔ مال غنیمت وہ مال و اسباب جو کفار سے دوران جنگ یا جنگ کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ لگتا ہے۔ اس سورت میں اسلام اور کفر کی پہلی جنگ (غزوہ بدر) کا تفصیلی تبصرہ موجود ہے۔

مضامین

رکوع نمبر:۱

☆ مال غنیمت کی تقسیم کے احکام
☆ مؤمنین کی صفات
☆ نبی ﷺ کی دعا کی قبولیت
☆ فرشتوں کے ذریعے اہل ایمان کی مدد

رکوع نمبر:۲

☆ نیند اور بارش کے ذریعے اہل ایمان کی مدد
☆ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی مخالفت کا انجام
☆ کفار سے مقابلے کی صورت میں ہدایات
☆ کفار کی طرف کنکریاں پھینکنا

رکوع نمبر:۳

☆ اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ

☆ ہدایت (سماعت) سے محروم لوگ

☆ عذاب الٰہی کی نوعیت

☆ اہل ایمان پر احسان

☆ خیانت کی ممانعت

☆ مال اور اولاد کے ذریعے آزمائش

رکوع نمبر:۴

☆ تقویٰ کے انعامات

☆ کفار کی چال بازیاں اور اللہ کی منصوبہ بندی

☆ کفار کی کج شناسی

☆ کفار کا عذاب کا مطالبہ اور جواب الٰہی

☆ کفار کی بیت اللہ میں عبادت

☆ مسجد محترم (بیت اللہ) کے حقیقی متولی

☆ ناپاک کا انجام

رکوع نمبر:۵

☆ کفار کو اللہ کی تنبیہہ

☆ فتنہ وفساد کے مکمل خاتمہ تک جہاد کا حکم

☆ مال غنیمت کی تقسیم کا دوسرا حکم

☆ میدان بدر میں لشکر اور قافلہ کی جگہ

☆ خواب اور حقیقت میں کفار کی تعداد میں کمی

رکوع نمبر:۶

☆ کفار سے مقابلے کی صورت میں ہدایات

☆ نزول ملائکہ اور شیطان کا ردعمل

رکوع نمبر:۷

☆ اہل اسلام کی تیاری اور منافقین کا تبصرہ

☆ فرشتوں کے ذریعے کفار کو عذاب

ختم نبوت ﷺ زندہ باد　　　　　　　　　　عظمت صحابہ زندہ باد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

معزز ممبران: آپ کا وٹس ایپ گروپ ایڈ من "**اردو بکس**" آپ سے مخاطب ہے۔

آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ:

- گروپ میں صرف PDF کتب پوسٹ کی جاتی ہیں لہذا کتب کے متعلق اپنے کمنٹس / ریویوز ضرور دیں۔ گروپ میں بغیر ایڈ من کی اجازت کے کسی بھی قسم کی (اسلامی و غیر اسلامی، اخلاقی، تحریری) پوسٹ کرنا سختی سے منع ہے۔
- گروپ میں معزز، پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے ممبرز موجود ہیں اخلاقیات کی پابندی کریں اور گروپ رولز کو فالو کریں بصورت دیگر معزز ممبرز کی بہتری کی خاطر ریموو کر دیا جائے گا۔
- کوئی بھی ممبر کسی بھی ممبر کو انباکس میں میسیج، مس کال، کال نہیں کرے گا۔ رپورٹ پر فوری ریموو کر کے کاروائی عمل میں لائے جائے گی۔
- ہمارے کسی بھی گروپ میں سیاسی و فرقہ واریت کی بحث کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔
- اگر کسی کو بھی گروپ کے متعلق کسی قسم کی شکایت یا تجویز کی صورت میں ایڈ من سے رابطہ کیجئے۔
- سب سے اہم بات:

گروپ میں کسی بھی قادیانی، مرزائی، احمدی، گستاخِ رسول، گستاخِ امہات المؤمنین، گستاخِ صحابہ و خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، گستاخ اہلبیت یا ایسے غیر مسلم جو اسلام اور پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا میں مصروف ہیں یا ان کے روحانی و ذہنی سپورٹرز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لہذا ایسے اشخاص بالکل بھی گروپ جوائن کرنے کی زحمت نہ کریں۔ معلوم ہونے پر فوراً ریموو کر دیا جائے گا۔

- تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش / ڈاؤنلوڈ کر کے **فری آف کاسٹ** وٹس ایپ گروپ میں شیئر کی جاتی ہیں۔ جو کتاب نہیں ملتی اس کے لئے معذرت کر لی جاتی ہے۔ جس میں محنت بھی صرف ہوتی ہے لیکن ہمیں آپ سے صرف دعاؤں کی درخواست ہے۔
- عمران سیریز کے شوقین کیلئے علیحدہ سے عمران سیریز گروپ موجود ہے۔
- **لیڈیز کے لئے الگ گروپ کی سہولت موجود ہے جس کے لئے ویریفکیشن ضروری ہے۔**
- اردو کتب / عمران سیریز یا سٹڈی گروپ میں ایڈ ہونے کے لئے ایڈ من سے وٹس ایپ پر بذریعہ میسیج رابطہ کریں اور جواب کا انتظار فرمائیں۔ برائے مہربانی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہوئے موبائل پر کال یا ایم ایس کرنے کی کوشش ہر گز نہ کریں۔ ورنہ گروپس سے تو ریموو کیا ہی جائے گا بلاک بھی کیا جائے گا۔

نوٹ: ہمارے کسی گروپ کی کوئی فیس نہیں ہے۔ سب فی سبیل اللہ ہے

0306-7163117	0343-7008883	0333-8033313
محمد سلمان سلیم	پاکستان زندہ باد	راؤ ایاز

پاکستان زندہ باد　　　　　　　　　　پاکستان پائندہ باد

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو

☆ فرعون اور آلِ فرعون کی ہلاکت کے اسباب

☆ کفار کی جانب سے عہد شکنی کی صورت میں طرزِ عمل

رکوع نمبر:۸

☆ دشمن سے مقابلے کے لئے ہمہ وقت تیاری

☆ صلح اور امن کا حکم

☆ اُلفت کی وجہ رحمت خداوندی

رکوع نمبر:۹

☆ اہل ایمان کو جہاد کی ترغیب

☆ جنگی قیدیوں کے بارے میں نبی ﷺ کو ہدایات

رکوع نمبر:۱۰

☆ جنگی قیدیوں کے بارے میں حکم الٰہی

☆ مہاجرین اور انصار کی فضیلت

سورۃ الانفال میں

کثرت سے استعمال ہونے والے اضافی حروف اور الفاظ

مِنْ	سے	بَعْدَ	بعد میں
مَن	کون، جو	عَلٰی/فَوْقَ	پر، اُوپر
لِمَا	جو	لَیْسَ	نہیں
اَنَّ	بے شک، یقیناً	کُمْ	تم سب، تمہارا
اِنَّ	بے شک، یقیناً	مَعَ/بِ	ساتھ
اِنَّمَا	بے شک، یقیناً	اِذْ	جب (ماضی)
لٰکِنَّ	لیکن	اِذَا	جب (حال، مستقبل)
الَّذِیْنَ	وہ (سب) جو	س	عنقریب (مستقبل قریب)/ابھی
الَّذِیْ	وہ (ایک) جو	عِنْدَ	پاس، نزدیک، قریب

اَیُّ	کس، کو	اِلٰی	تک، کی طرف
مَا	نہیں، کیا، جو	اَنتُمْ	تم (سب)
بَیْنَ	میں، درمیان	یَا/یَاَیُّھَا	اے
فِیْ	میں	حَتّٰی	یہاں تک کہ
کَاَنَّمَا	گویا	لَعَلَّ	شاید/ تاکہ
کَانَ	تھا، ہے	اِلَّا	مگر، سوائے
لَمْ/لَنْ	نہیں	قَدْ	تحقیق
ھُمْ	وہ سب، اُنکا	ثُمَّ	پھر
ھِمْ	اِنکا، اپنا	اَوْ	یا
قُلْ	کہدو	فَ	پس، تو
بِہٖ	اس سے، اس کے ساتھ	کَ	طرح، جیسے، تم
بِھَا	اس سے، اس کے ساتھ	عَنْ	سے، کے بارے میں
لَ	ضرور/ بھی	ہٗ	وہ/ اُس کا
لِ	کیلئے، تاکہ، اُس سے	لَا	نہیں
ذُوْ	والا	وَلَوْ	اور اگر
اُولٰئِکَ	یہ	ذَالِکَ	یہ
کُنتُمْ	تم ہو	ھٰٓؤُلَآءِ	یہ سب

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

تعارف سورۃ الانفال کے سوالات

1۔ سورۃ الانفال کی آیات ہیں۔

(الف) 55　(ب) 65　(ج) 75　(د) 85

2۔ سورۃ الانفال میں کتنے رکوع ہیں؟

(الف) 12　(ب) 10　(ج) 9　(د) 11

3۔ سورۃ الانفال سورت ہے۔

(الف) مدنی　(ب) مکی　(ج) مکی مدنی　(د) کوئی بھی نہیں

4۔ سورۃ الانفال میں ذکر ہے غزوہ:

(الف) بدر کا　(ب) احد کا　(ج) احزاب کا　(د) فتح مکہ کا

5۔ غزوہ بدر اسلام کی جنگ تھی:

(الف) پہلی　(ب) دوسری　(ج) تیسری　(د) چوتھی

6۔ غزوہ بدر میں مسلمان تھے۔

(الف) 213　(ب) 313　(ج) 413　(د) 513

7۔ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے بھیجے۔

(الف) ایک ہزار　(ب) دو ہزار　(ج) تین ہزار　(د) چار ہزار

8۔ قریش کے تجارتی قافلے کا سردار کون تھا؟

(الف) ابوجہل　(ب) حضرت ابوسفیانؓ　(ج) اُمیہ بن خلف　(د) ابولہب

9۔ مکی لشکر کا کمانڈر انچیف کون تھا:

(الف) ابوجہل　(ب) حضرت ابوسفیانؓ　(ج) اُمیہ بن خلف　(د) ابولہب

10۔ غزوہ بدر میں مسلم فوج کے کمانڈر تھے۔

(الف) حضرت ابوبکرؓ　(ب) حضرت عثمانؓ　(ج) حضرت محمدؐ　(د) حضرت ابوہریرہؓ

11۔ سورۃ الانفال کے پہلے رکوع میں کس غزوہ پر تبصرہ کیا گیا۔

(الف) غزوہ احزاب　(ب) غزوہ تبوک　(ج) غزوہ حنین　(د) غزوہ بدر

جوابات

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
ب	ب	ج	ب	الف	د	ج	ب	ب	د	الف

سوالات کے مختصر جوابات

تعارف سورۃ الانفال

س 1۔ سورۃ الانفال کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

ج۔ سورۃ الانفال کی وجہ تسمیہ

اس سورت کا نام سورۃ الانفال اس سورت کی پہلی آیت کے حصے "یسئلونک عن الانفال" سے ماخوذ ہے۔ لفظ الانفال "نفل" کی جمع ہے جس کے معنی 'مال غنیمت' کے ہیں۔ مال غنیمت وہ مال واسباب جو کفار سے دوران جنگ یا جنگ کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ لگتا ہے۔ اس سورت میں اسلام اور کفر کی پہلی جنگ (غزوہ بدر) کا تفصیلی تبصرہ موجود ہے۔

س 2۔ سورۃ الانفال کب اور کہاں نازل ہوئی؟

ج۔ سورۃ الانفال کا نزول

سورۃ الانفال سن 2 ہجری میں غزوہ بدر کے فوراً بعد مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔

س 3۔ سورۃ الانفال میں کس غزوہ کا ذکر ہے؟

ج۔ سورۃ الانفال میں مذکور غزوہ

سورۃ الانفال میں غزوہ بدر کا ذکر ہے۔ یہ اسلام کی پہلی جنگ ہے جو سن ۲ھ میں مدینہ منورہ کے قریب میدان بدر میں لڑی گئی۔

س 4۔ سورۃ الانفال کی آیات اور رکوعات کی تعداد بیان کریں۔

ج۔ سورۃ الانفال کی کل آیات اور رکوع

سورۃ الانفال کی کل 75 آیات اور کل 10 رکوعات ہیں۔

س 5۔ سورۃ الانفال قرآن مجید میں کہاں واقع ہے؟

ج۔ سورۃ الانفال کی قرآن مجید میں جگہ

یہ سورت مدنی ہے، قرآن مجید کے پارہ نمبر ۹ اور ۱۰ میں واقع ہے

س 6۔ سورۃ الانفال میں الانفال یعنی مال غنیمت سے کیا مراد ہے؟

ج۔ الانفال سے مراد

الانفال "نفل" کی جمع ہے جس کے معنی 'مال غنیمت' کے ہیں۔ مال غنیمت "وہ مال واسباب جو کفار سے دوران جنگ یا جنگ کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ لگتا ہے۔"

س 7۔ سورۃ الانفال کا نام اس کی کون سی آیت سے لیا گیا ہے؟

ج۔ سورۃ الانفال کا نام

سورۃ الانفال کا نام اس کی پہلی آیت سے لیا گیا ہے۔

س 8۔ غزوۂ بدر کب پیش آیا؟

ج۔ غزوۂ بدر

غزوۂ بدر 17 رمضان 2 ہجری کو پیش آیا۔

س9۔ پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد کہاں رکھی گئی؟

ج۔ پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد

پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد ''مدینہ'' میں رکھی گئی۔اس کی بنیاد نبی اکرم ﷺ نے رکھی۔

س10۔ تجارتی قافلے کی قیادت کون کررہا تھا؟

ج۔ تجارتی قافلے کی قیادت

تجارتی قافلے کی قیادت ابوسفیان کررہا تھا۔

س11۔ جنگی لشکر کی قیادت کون کررہا تھا؟

ج۔ جنگی لشکر کی قیادت

جنگی لشکر کی قیادت ابوجہل کررہا تھا۔

سورۃ الانفال رکوع نمبر: 1

(آیت نمبر 1 تا 10)

مشتق الفاظ معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اَلْاَنْفَالِ	مال غنیمت	اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ	اپنے آپس کے تعلقات درست رکھو
وَجِلَتْ	ڈرتے ہیں/ ڈر جاتے ہیں	کٰرِھُوْنَ	ناگواری محسوس کرتے ہیں
یُسَاقُوْنَ	وہ ہانکے جاتے ہیں	اِحْدٰی	ایک (مؤنث)
دَابِرَ	جڑ	تَسْتَغِیْثُوْنَ	تم فریاد کرتے ہو
مُرْدِفِیْنَ	لگا تار آنے والے	غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ	بغیر اسلحے اور قوت کے

لفظی اور با محاورہ ترجمہ

یَسْئَلُوْنَکَ	عَنِ الْاَنْفَالِ	قُلِ	اَلْاَنْفَالُ	لِلّٰہِ	وَ الرَّسُوْلِ	فَاتَّقُوا
دریافت کرتے ہیں تم سے	مال غنیمت کے بارے میں	کہ دو	مال غنیمت	اللہ کا	اور رسول کا	پس ڈرو تم

(اے محمدﷺ! مجاہد لوگ) تم سے مال غنیمت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ کیا حکم ہے) کہ دو مال غنیمت خدا اور اُس کے رسول کا مال ہے۔ تو خدا سے ڈرو

اللّٰہَ	وَ اَصْلِحُوْا	ذَاتَ بَیْنِکُمْ	وَ اَطِیْعُوا	اللّٰہَ	وَ رَسُوْلَہٗ	اِنْ
اللہ سے	اور صلح رکھو	آپس کے (معاملات) میں	اور اطاعت کرو	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اگر

اور آپس میں صلح رکھو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا اور اُس کے رسولﷺ کے حکم پر چلو (1)

کُنْتُمْ	مُّؤْمِنِیْنَ (1)	اِنَّمَا	اَلْمُؤْمِنُوْنَ	الَّذِیْنَ	اِذَا	ذُکِرَ اللّٰہُ
ہو تم	مومن	حقیقت یہ ہے کہ	مومن	وہ لوگ	جب	ذکر کیا جائے اللہ کا

مومن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے

وَجِلَتْ	قُلُوْبُھُمْ	وَ اِذَا	تُلِیَتْ	عَلَیْھِمْ	اٰیٰتُہٗ	زَادَتْھُمْ
ڈر جائیں	دل ان کے	اور جب	پڑھی جائیں	انکے سامنے	اس کی آیتیں	زیادہ ہو جائے ان کا

تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اُنھیں اُس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں

اِیْمَانًا	وَّ عَلٰی	رَبِّھِمْ	یَتَوَکَّلُوْنَ (2)	الَّذِیْنَ	یُقِیْمُوْنَ	الصَّلٰوۃَ
ایمان	اور پر	پروردگار اپنے	بھروسہ کرتے ہیں	جو لوگ	قائم کرتے ہیں	نماز

تو اُن کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے، اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں (2) (اور) وہ جو نماز پڑھتے ہیں

وَ مِمَّا	رَزَقْنٰهُمْ	يُنْفِقُوْنَ (3)	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْمُؤْمِنُوْنَ	حَقًّا
اوراس میں جو	رزق دیا ہم نے ان کو	خرچ کرتے ہیں	یہی (لوگ) ہیں	وہ	مومن	سچے

اور جو مال ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں (3) یہی سچے مومن ہیں،

لَهُمْ	دَرَجٰتٌ	عِنْدَ	رَبِّهِمْ	وَ مَغْفِرَةٌ	وَّ رِزْقٌ	كَرِيْمٌ(4)
اُن کے لیے	درجے ہیں	پاس	پروردگاران کے	اوربخشش	اور رزق	عزت

اور اُن کے لیے پروردگار کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش اور عزت کی روزی ہے۔(4)

كَمَا	اَخْرَجَكَ	رَبُّكَ	مِنْۢ بَيْتِكَ	بِالْحَقِّ	وَ اِنَّ	فَرِيْقًا
جس طرح	نکالا تجھے	تیرے رب نے	تیرے گھر سے	حق کے ساتھ	اورتحقیق	ایک جماعت

(ان لوگوں کو اپنے گھروں سے اسی طرح نکلنا چاہیے تھا) جس طرح تمھارے پروردگار نے تم کو تدبیر کیساتھ اپنے گھر سے نکالا اور (اُس وقت) ایک جماعت

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	لَكٰرِهُوْنَ(5)	يُجَادِلُوْنَكَ	فِي الْحَقِّ	بَعْدَ مَا	تَبَيَّنَ	كَاَنَّمَا
مومنوں میں سے	ناخوش تھی	جھگڑتے تھے وہ تجھ سے	حق (بات) میں	اس کے بعد کہ	ظاہر ہو چکی تھی	گویا کہ وہ

مومنوں کی ناخوش تھی (5)، وہ لوگ حق بات میں اس کے ظاہر ہوئے پیچھے تم سے جھگڑنے لگے گویا

يُسَاقُوْنَ	اِلَى الْمَوْتِ	َ هُمْ	يَنْظُرُوْنَ (6)	َ اِذْ	يَعِدُكُمُ	اللّٰهُ
دھکیلے جارہے ہیں	موت کی طرف	اوروہ	دیکھ رہے ہیں	اور جب	وعدہ کرتا تھا تم سے	اللہ

موت کی طرف دھکیلے جاتے ہیں اور اُسے دیکھ رہے ہیں (6) اور اُس (وقت کو یاد کرو) جب خدا تم سے وعدہ کرتا تھا

اِحْدَى	الطَّآئِفَتَيْنِ	اَنَّهَا	لَكُمْ	وَ تَوَدُّوْنَ	اَنَّ	غَيْرَ
ایک	دوگروہوں میں سے	کہ وہ	تمھارے لیے	اورتم چاہتے تھے	کہ	بغیر

کہ (ابوسفیان اور ابوجہل کے) دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمھارا (مسخر) ہو جائے گا اور تم چاہتے تھے کہ جو قافلہ

ذَاتِ الشَّوْكَةِ	تَكُوْنُ	لَكُمْ	وَ يُرِيْدُ	اللّٰهُ	اَنْ	يُّحِقَّ
اسلحے یا شان وشوکت کے بغیر	ہو جائے	تمھارے لیے	چاہتا تھا	اللہ	کہ	سچا ثابت کرے

بے (شان و شوکت) یعنی (بے ہتھیار) ہے وہ تمھارے ہاتھ آ جائے اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے فرمان سے حق کو قائم رکھے

الْحَقَّ	بِكَلِمٰتِهٖ	وَ يَقْطَعَ	دَابِرَ	الْكٰفِرِيْنَ(7)	لِيُحِقَّ	الْحَقَّ
حق کو	ساتھ باتوں اپنی کے	اور کاٹے	جڑ	کافروں کی	تاکہ سچ کردے	دین کو یا سچ کو

اور کافروں کی جڑ کاٹ (کر پھینک) دے (7) تاکہ سچ کو سچ

وَ يُبْطِلَ	الْبَاطِلَ	وَ لَوْ	كَرِهَ	الْمُجْرِمُوْنَ(8)	اِذْ	تَسْتَغِيْثُوْنَ
اور جھوٹا کردے	باطل کو	اور اگرچہ	ناخوش	مجرم یا مشرک	جب	تم فریاد کرتے تھے

اور جھوٹ کو جھوٹ کردے، گو مشرک ناخوش ہی ہوں (8) جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے

رَبَّكُمْ	فَاسْتَجَابَ	لَكُمْ	اَنِّي	مُمِدُّكُمْ	بِاَلْفٍ	مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ
اپنے رب سے	پس قبول کیا اس نے	تمھارے لیے	کہ میں	مدد کروں گا تمھاری	ساتھ ہزار	فرشتوں سے

تو اُس نے تمھاری دُعا قبول کر لی (اور فرمایا) کہ (تسلی رکھو) ہم ہزار فرشتوں سے

مُرْدِفِيْنَ (9)	وَ مَا جَعَلَهُ	اللّٰهُ	اِلَّا	بُشْرٰی	وَلِتَطْمَئِنَّ	بِهٖ
لگا تار آنے والے	اور نہیں بنایا اس کو	اللہ	مگر	بشارت	اور تا کہ اطمینان حاصل کریں	اس سے

جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے تمھاری مدد کریں گے (9)! اور اس مدد کو خدا نے محض بشارت بنایا تھا کہ تمھارے دل اس سے اطمینان حاصل کریں

قُلُوْبُكُمْ	وَ مَا	النَّصْرُ	اِلَّا	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	اِنَّ	اللّٰهَ
دل تمھارے	اور نہیں	مدد	مگر	اللہ ہی کی طرف سے	بے شک	اللہ

اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ بے شک خدا

عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ (10)
غالب	حکمت والا

غالب حکمت والا ہے۔ (10)

آیات کے مفاہیم

آیت نمبر 1

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

ترجمہ: (اے محمد ﷺ مجاہد لوگ) تم سے غنیمت کے مال کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ کیا حکم ہے) کہہ دو کہ مال غنیمت خدا اور اس کے رسول ﷺ کا مال ہے۔

مفہوم:

اس آیت میں مال غنیمت کی تقسیم کے معاملے پر احکامات بیان ہوئے ہیں۔ اسلام سے قبل مال غنیمت کی تقسیم کا کوئی با قاعدہ طریقہ مقرر نہیں تھا اس لئے جنگوں میں مال غنیمت جس کے قبضے میں آ جاتا تھا وہی اس کا مالک ہوتا تھا۔ اسی وجہ سے مال غنیمت کی تقسیم کے معاملے پر لڑائی جھگڑے برپا ہوتے تھے۔ غزوہ بدر میں کفار کو بدترین شکست ہوئی۔ اور کثیر مقدار میں مال غنیمت مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ چونکہ اسلام قبول کرنے کے بعد ان لوگوں کو پہلی بار پرچم اسلام کے نیچے لڑنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس لیے انہیں جنگ کے ضابطے کا علم نہ تھا۔ اور مال غنیمت میں جو کسی کے ہاتھ لگا وہ اسے اپنا مال سمجھ بیٹھا تھا۔ مسلمان مجاہدین میں مال غنیمت کی تقسیم پر اختلاف پیدا ہو گیا۔ صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کے سامنے اس معاملے کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ آیت نازل کی۔ اس میں اہل ایمان کو یہ واضح کر دیا گیا کہ مال غنیمت کے حقیقی مالک اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔ یہ ان کی مرضی ہے کہ وہ مال غنیمت کو کن لوگوں میں اور کس مقدار میں تقسیم کرتے ہیں۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: تو خدا سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو۔ اور اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو۔

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں اہل ایمان کو اللہ سے ڈرتے رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور ساتھ ہی مال غنیمت کی وجہ سے پیدا ہونے والے جھگڑے سے اجتناب کر کے آپس میں صلح رکھنے کا حکم دیا گیا۔ مومن کی پہچان اللہ تعالیٰ کے احکامات کی فرمانبرداری ہے۔ اگر کوئی اپنے آپ کو مومن کہتا ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت بھی کرتا ہو۔ اس لئے یہاں یہ حکم بھی دیا جا رہا ہے کہ اگر یہ واقعی ایمان والے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں۔

آیت نمبر 2

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ

ترجمہ: مومن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں مومنین کی یہ صفت بیان کی جا رہی ہے کہ جب ان کے تنازعات کے درمیان اللہ کا ذکر یا اس کا حکم آجائے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور وہ کانپ اٹھتے ہیں، اللہ کی یاد سے تھرتھراتے رہتے ہیں۔ اللہ کا ڈر ان میں سمایا ہوا ہوتا ہے اسی وجہ سے نہ تو حکم کے خلاف کرتے ہیں نہ منع کئے ہوئے کام کو کرتے ہیں۔ اگر کوئی برائی سرزد ہو بھی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اپنے گناہ سے استغفار کرتے ہیں۔

وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا

ترجمہ: اور جب انہیں اسکی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں مومنوں کی یہ صفت بیان کی جا رہی ہے کہ جب اُن کے سامنے اللہ کے قرآن میں سے احکام پر مبنی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ مکمل طور پر اس کی اطاعت کرتے ہیں جس سے ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان ایک ہی حالت پر نہیں رہتا بلکہ اللہ کی فرمانبرداری سے اس میں اضافہ اور اس کی نافرمانی سے اس میں کمی واقع ہوتی رہتی ہے۔

وَّ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ

ترجمہ: اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں.

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں مومنین کے بارے میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ جس کام کا انہیں حکم دیا جاتا ہے وہ اس کو پورا کرنے کے لئے تمام وسائل کا استعمال کرتے ہیں مگر ان کا بھروسہ ان وسائل پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ اپنی پوری کوششوں کے بعد وہ اس کام کے انجام اور نتیجہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ گویا مومنین سچے دل سے اللہ پر مکمل بھروسہ کرتے ہیں۔

آیت نمبر 3

الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ

ترجمہ: اور وہ جو نماز پڑھتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ سچے مومن وہ ہیں جو ایمان لانے کے بعد محبت الٰہی کی عملی شکل اطاعت کو اپناتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کو رزق دیا ہے وہ اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ زکوٰۃ وصدقات، غرباء و مساکین کی مدد کرنا ان کا شیوہ بن جاتا ہے۔ اللہ کے لئے سخاوت کرتے ہیں تاکہ اس کی رضا حاصل کرسکیں۔

آیت نمبر 4

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ o

ترجمہ: یہی سچے مومن ہیں اور ان کے لیے ان کے پروردگار کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار بندوں کے لیے انعام کا ذکر فرمایا ہے۔ یقیناً کامل ایمان والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند درجات ہوں گے، بخشش اور عزت کی روزی بھی۔ پس سچے مومنوں کو اللہ تعالیٰ اعلیٰ درجات اور گناہوں سے بخشش کے ساتھ باعزت رزق عطا کرے گا۔ مگر درجات ومراتب کا دارومدار مسلمان کے اپنے کردار اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر ہے۔ اس لئے اہل ایمان کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کرنی ہوگی پھر آخرت میں اچھے بدلے کہ اُمید رکھنی ہوگی۔

آیت نمبر 5

کَمَآ اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْۢ بَیْتِکَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکٰرِھُوْنَ o

ترجمہ: (ان لوگوں کو اپنے گھروں اس طرح نکلنا چاہیے تھا) جس طرح تمہارے پروردگار نے تم کو تدبیر کے ساتھ اپنے گھر سے نکالا اور اس وقت مومنوں کی ایک جماعت ناخوش تھی۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر کے بارے میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا تو اس وقت بعض مسلمانوں کو گراں گزرا۔ مسلمانوں کی یہ جماعت کفار سے جنگ کرنے پر آمادہ نہ تھی۔ اسلام کی سچائی اور حقانیت ان لوگوں کے سامنے تھی مگر یہ لوگ ایسی سچی اور طے شدہ چیز

میں پس وپیش کر رہے تھے اور حجتیں نکال رہے تھے جو اللہ کو پسند نہ تھیں۔ ابوجہل کے لشکر سے مقابلہ کرنا ان کو اس قدر تکلیف دہ محسوس ہوا کہ وہ دبے الفاظ میں ناپسندیدگی کا اظہار کرنے لگے۔اس کیفیت کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ ہم جنگ کی غرض سے نہیں نکلے نہ ہماری تیاری ہے اور نہ ہی اتنا جنگی ساز وسامان موجود ہے کہ دشمن کا مقابلہ کر سکیں۔

آیت نمبر 6

يُجَادِلُوْنَکَ فِی الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ کَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ٥

ترجمہ: وہ لوگ حق بات میں اس کے ظاہر ہوئے پیچھے تم سے جھگڑنے لگے۔ گویا موت کی طرف دھکیلے جاتے ہیں اور اسے دیکھ رہے ہیں۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ جب صحابہ کرامؓ سے جنگ کے حوالے سے مشورہ کیا گیا تو اُن میں سے بعض نے جواب میں اپنی کمزوری اور پست ہمتی کا اظہار کیا۔ حضور نبی اکرمﷺ سے بحث وتکرار کرنے لگے۔ وہ ناپسندیدگی کا اظہاریوں کر رہے تھے جیسے موت اُن کی آنکھوں کے سامنے ہو اور زبردستی اُن کو اس کی طرف دھکیلا جارہا ہو۔ صحابہ کرامؓ نے اگرچہ کوئی نافرمانی نہیں کی تھی مگر رسولﷺ کے ساتھیوں سے ایسی رائے کا اظہار بھی ان کے مقام بلند کے اعتبار سے اللہ تعالی کے نزدیک ناپسند تھا اس لئے اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی کی طرف سے اظہار ناراضگی کیا گیا۔

آیت نمبر 7

وَاِذْ يَعِدُکُمُ اللّٰهُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَکُمْ

ترجمہ: اور (اس وقت کو یاد کرو) جب خدا تم سے وعدہ کرتا تھا کہ (ابوسفیان اور ابوجہل کے) دو گروہوں میں ایک گروہ تمہارا (مسخر) ہو جائے گا۔

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنا وعدہ یاد کروایا جس میں ابوسفیان کے تجارتی قافلے یا ابوجہل کے جنگی لشکر پر فتح کی خوشخبری دی گئی تھی۔ بنیادی طور پر مسلمان ابوسفیان کے تجارتی قافلے کو اپنے قبضے میں کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے نکلے تھے۔ مگر ابوسفیان کو خبر ہوگئی اور اس نے اپنے قافلے کا رُخ بدل دیا اور اصل شاہراہ کے بجائے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ اب ابوجہل سے مقابلے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا تو مسلمانوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا گیا۔

وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْکَةِ تَکُوْنُ لَکُمْ

ترجمہ: اور تم چاہتے تھے کہ جو قافلہ بے شان وشوکت (یعنی بے ہتھیار) ہے وہ تمہارے ہاتھ آجائے۔

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ ابوجہل کی آمد کی خبر سن کر حضورﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ دو گروہوں میں سے کس سے مقابلہ کیا جائے۔ مخلص صحابہ کرامؓ نے بڑے پر جوش انداز میں مسلح گروہ کو اختیار کرنے اور ان کے خلاف لڑنے اور جہاد کرنے کے عزم کا اظہار کیا۔ اور اس کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کا اعلان واظہار کیا۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ مسلح گروہ کے بجائے تجارتی قافلہ کے غیر مسلح گروہ کو اختیار کیا جائے تا کہ خطرات اور مشکلات

سے سامنا نہ کرنا پڑے اور سامان تجارت پر آسانی سے قبضہ ہو جائے۔

وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ

ترجمہ: اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے فرمان سے حق کو قائم رکھے اور کافروں کی جڑ کاٹ کر (پھینک) دے۔

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں ابو جہل کے جنگی لشکر سے لڑنے کی وجہ بیان جا رہی ہے کہ کفار کے جنگی لشکر سے اہل ایمان جنگ کریں اور اللہ کی نصرت سے وہ جیت جائیں۔ کیونکہ کافروں کی جڑ اور ان کے شر وفساد کا مرکز اس وقت کفار قریش ہی تھے۔ اور ان کو کاٹ دینے اور ان کی کمر توڑ دینے کا مطلب اس وقت تمام کافروں کی جڑ کاٹ دینے اور ان کی کمر توڑ دینے کے مترادف تھا۔ یہ امر اس لئے بھی ضروری تھا کہ اسطرح حق کا پھیلانا آسان ہو جائے جو کہ نبوت کا اصل اور حقیقی مقصد ہے۔

آیت نمبر 8

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

ترجمہ: تاکہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کر دے۔ گو مشرک ناخوش ہی ہوں۔

مفہوم:

اس آیت میں ان صحابہؓ کے بارے میں بتایا جا رہا ہے جو چاہتے تھے کہ تجارتی قافلہ پر حملہ ہو، تاکہ لڑے بغیر بہت سا مال ہاتھ آجائے لیکن خدا کی مرضی یہ تھی کہ مسلمانوں کے چھوٹے اور کمزور لشکر کو کفار کے بڑے لشکر سے لڑایا جائے تاکہ وہ اپنے فرمان کے ذریعے سچ کو سچ کر دکھائے اور جھوٹ کو جھوٹ ثابت کر دے۔ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ اہل اسلام حق کے علمبردار ہیں، وہ جس رب کو مانتے ہیں وہ ہر حال میں ان کی مدد کرے گا۔ اور کفار جھوٹ اور کفر کے علمبردار ہیں وہ جن بتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ کسی صورت اُن کی مدد نہیں کر سکتے۔ یہ بات کفار کے لئے کافی ناگواری کا باعث بنی۔

آیت نمبر 9

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝

ترجمہ: جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کر لی (اور فرمایا) کہ (تسلی رکھو) ہم ہزار فرشتوں سے جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے تمہاری مدد کریں گے۔

مفہوم:

جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی جب کہ کافر ایک ہزار کے قریب تھے اور پھر مسلمان نہتے اور بے سروسامان تھے جب کہ کافروں کے پاس اسلحے کی بھی فراوانی تھی ان حالات میں مسلمانوں کا سہارا صرف اللہ کی ذات ہی تھی جس سے وہ گڑگڑا کر مدد کی فریادیں کر رہے تھے۔ روز بدر رسول کریم ﷺ نے دیکھا کہ مشرکین کی تعداد ایک ہزار ہے اور آپکے اصحاب تین سو تیرہ تھے تو آپ ﷺ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے مبارک ہاتھ پھیلا کر اپنے رب سے یہ دعا کرنے لگے، ''یارب جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے پورا کر یارب جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا عنایت فرما، یارب اگر تو اہل اسلام کی اس جماعت کو ختم کر دے گا تو زمین میں تیری پرستش نہ ہو گی۔'' اسی طرح حضور ﷺ دعا کرتے رہے یہاں تک کہ کندھے مبارک سے چادر مبارک اتر گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور چادر مبارک جسم اقدس پر ڈالی اور عرض کیا یا نبی اللہ آپ ﷺ کی مناجات اپنے رب کے ساتھ کافی ہوئی، وہ بہت جلد اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ

نازل ہوئی۔ جس میں ایک ہزار فرشتوں کی آمد کی خوشخبری دی گئی۔

آیت نمبر 10

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ

ترجمہ: اور اس مدد کو خدا نے محض بشارت بنایا تھا کہ تمہارے دل اس سے اطمینان حاصل کریں۔

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ جب مسلمانوں کو بدر کے دن یہ خبر پہنچی کہ ابوجہل ایک ہزار فوج لے کر آ رہا ہے تو اس خبر سے مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے ایک ہزار فرشتوں کا لشکر بھیج دیا۔ مسلمانوں کے لئے یہ مدد خوشخبری ثابت ہوئی۔ اگر فرشتوں کی آمد نہ ہوتی تو وہ اپنے سے تین گناہ کافروں کا مسلح لشکر دیکھ کر حوصلہ چھوڑ بیٹھتے، یہ اطلاع فقط اہل ایمان کا حوصلہ بڑھانے اور انہیں ثابت قدم رکھنے کی وجہ سے دی گئی تھی۔

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

ترجمہ: اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے بیشک خدا غالب حکمت والا ہے۔

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں مسلمانوں کو اور باقی انسانیت کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ جو مدد بھی کہیں سے ملتی ہے خواہ ظاہری صورت ہو یا مخفی انداز سے سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ کیونکہ تمام طرح کی قوتوں اور طاقتوں کا سرچشمہ اللہ ہی کی ذات ہے۔ فرشتوں کے ذریعے مدد بھی اسی کی طرف سے تھی۔ اسی طرح باقی انسانیت کو بھی پیغام دیا جا رہا ہے کہ جو اللہ پر ایمان لے آتے ہیں اور اسی کی فرمانبرداری میں زندگی گزارتے ہیں، مشکل گھڑی میں وہ اُنہیں بے یارومددگار نہیں چھوڑتا۔ اور اللہ ہی ہر شئے پر غلبہ رکھتا ہے اور سب سے زیادہ حکمت ودانائی رکھتا ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

مشقی الفاظ معانی کے سوالات

12۔ اَلْاَنْفَالِ کا معنٰی ہے:

(الف) فوائد (ب) قیدی (ج) مال غنیمت (د) تحائف

13۔ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ کا معنٰی ہے:

(الف) اپنے آپس کے تعلقات درست رکھو (ب) صالح بنو

(ج) قافلہ (د) مدد کرو

14۔ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ کا معنٰی ہے:

(الف) آپس میں صلح رکھو　(ب) صالح بنو
(ج) قافلہ　(د) مدد کرو

15۔ **وَجِلَتِ کا معنٰی ہے:**
(الف) ڈر جاتے ہیں　(ب) لڑتے ہیں　(ج) وہ کھاتے ہیں　(د) بھاگ جاتے ہیں

16۔ **وَجِلَتِ کا معنٰی ہے:**
(الف) ڈرتے ہیں　(ب) بھاگ جاتے ہیں　(ج) کھاتے ہیں　(د) لڑتے ہیں

17۔ **کٰرِھُوْنِ کا معنٰی ہے:**
(الف) بڑے دشمن　(ب) بہت محبت کرنے والے　(ج) ناگواری محسوس کرنے والے　(د) کفر کرنے والے

18۔ **کٰرِھُوْنِ کا معنٰی ہے:**
(الف) بڑے دشمن　(ب) بہت محبت کرنے والے　(ج) ناخوش ہونے والے　(د) کفر کرنے والے

19۔ **یُسَاقُوْنِ کا معنٰی ہے:**
(الف) وہ بلائے جاتے ہیں　(ب) وہ سُلائے جاتے ہیں　(ج) یہ ہانکے جاتے ہیں　(د) وہ ہانکے جاتے ہیں

20۔ **اِحْدٰی کا معنٰی ہے:**
(الف) دو　(ب) ایک ہزار　(ج) ایک　(د) ایک گروہ

21۔ **دَابِرَ کا معنٰی ہے:**
(الف) کتابیں　(ب) پتا　(ج) جڑ　(د) ایک

22۔ **تَسْتَغِیْثُوْنَ کا معنٰی ہے:**
(الف) میں نے فریاد کی　(ب) تم فریاد کرتے ہو　(ج) اس نے فریاد کی　(د) تم نے فریاد کی

23۔ **مُرْدِفِیْنَ کا معنٰی ہے:**
(الف) مل کر آنے والے　(ب) لگاتار آنے والے　(ج) کبھی نہ آنے والے　(د) لگاتار جانے والے

24۔ **مُرْدِفِیْنَ کا معنٰی ہے:**
(الف) ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے　(ب) مل کر آنے والے
(ج) کبھی نہ آنے والے　(د) لگاتار جانے والے

25۔ **غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ کا معنٰی ہے:**
(الف) بغیر ساتھیوں کے　(ب) بے ہتھیار　(ج) بغیر بھائی چارے کے　(د) بغیر رواداری کے

26۔ **غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ کا معنٰی ہے:**
(الف) بغیر ساتھیوں کے　(ب) بغیر اسلحے کے　(ج) بغیر بھائی چارے کے　(د) بغیر رواداری کے

27۔ **غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ کا معنٰی ہے:**
(الف) بغیر ساتھیوں کے　(ب) بغیر کانٹے کے　(ج) بغیر بھائی چارے کے　(د) بغیر رواداری کے

28۔ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ کا معنٰی ہے:

(الف) بغیر ساتھیوں کے (ب) بغیر قوت کے (ج) بغیر بھائی چارے کے (د) بغیر رواداری کے

29۔ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ کا معنٰی ہے:

(الف) بغیر ساتھیوں کے (ب) بے شان وشوکت (ج) بغیر بھائی چارے کے (د) بغیر رواداری کے

بامحاورہ ترجمہ کے سوالات

30۔ مجاہد لوگ آپ ﷺ سے کس چیز کے بارے میں سوال کرتے تھے؟

(الف) مال غنیمت (ب) زکوٰۃ (ج) حج (د) روزہ

31۔ مال غنیمت:

(الف) فرشتوں کا مال ہے (ب) مجاہدین کا مال ہے (ج) رسول ؐ کا مال ہے (د) اللہ اور اس کے رسول ؐ کا مال

32۔ خدا اور اسکے رسول کا ہے۔

(الف) مال ودولت (ب) مال غنیمت (ج) اچھا تعلق (د) فرمان

33۔ مومن وہ ہیں جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل:

(الف) رُک جاتے ہیں (ب) ڈر جاتے ہیں (ج) بڑھ جاتے ہیں (د) کمزور ہو جاتے ہیں

34۔ اللہ نے سچے مومنوں کے لیے جنت میں تیار کر رکھا ہے:

(الف) بخشش اور عزت کی روزی (ب) انعام واکرام (ج) پھل اور میوے (د) مال ودولت

35۔ جب اُنہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو انکا اور بڑھ جاتا ہے۔

(الف) ایمان (ب) یقین (ج) رتبہ (د) ڈر

36۔ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

(الف) عبادت گزار (ب) نیک لوگ

(ج) مومن (د) جہاد کرنے والے

37۔ خدا چاہتا ہے کہ اپنے فرمان سے قائم رکھے۔

(الف) مسلمانوں کو (ب) حق کو (ج) نیکی کو (د) نعمت کو

38۔ خدا چاہتا ہے کہ اپنے فرمان سے کافروں کی کاٹ دے۔

(الف) دہشت (ب) طاقت (ج) بنیاد (د) جڑ

39۔ جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اُس نے قبول کرلی۔

(الف) معافی (ب) دعا (ج) قربانی (د) اچھائی

40۔ اور اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

(الف) مدد (ب) رہنمائی (ج) بخشش (د) تعریف

اضافی سوالات

41۔ سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفات بیان کی ہیں:

(الف) ۶ (ب) ۵ (ج) ۴ (د) ۳

42۔ الطائفتین سے مراد ہے:

(الف) ابولہب کا گروہ (ب) ابوسفیان کا گروہ (ج) ابوجہل کا گروہ (د) ب اور ج

43۔ غزوہ بدر میں فرشتے کس انداز سے نازل ہوئے؟

(الف) کفار پر تیر مارتے ہوئے (ب) لگا تار (ج) تیزی کے ساتھ (د) اکٹھے ہوکر

44۔ مال غنیمت کے معاملے پر اُلجھنے والوں کو درس دیا گیا؟

(الف) وفاداری کا (ب) اللہ سے ڈرنے کا (ج) بھائی چارے کا (د) محبت کا

45۔ مال غنیمت کے معاملے پر اُلجھنے والوں کو درس دیا گیا؟

(الف) وفاداری کا (ب) آپس میں صلح کا (ج) بھائی چارے کا (د) محبت کا

46۔ غزوہ بدر میں اللہ نے مسلمانوں سے دو گروہوں میں سے کس گروہ کی تسخیر کا وعدہ کیا تھا؟

(الف) ابوجہل کا گروہ (ب) ابوسفیان کا گروہ (ج) دونوں میں سے کسی ایک (د) کوئی نہیں

47۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ تم تسلی دے دو:

(الف) کافروں کو (ب) مشرکوں کو (ج) مومنوں کو (د) منافقوں کو

48۔ المجرمون سے مراد ہے:

(الف) دریافت (ب) مفکرین (ج) بدعہد (د) مشرک

جوابات

ج	20	ب	19	ب	18	ب	17	ج	16	ب	15	ب	14	ج	13	د	12		
الف	30	د	29	د	28	الف	27	ج	26	د	25	د	24	الف	23	ب	22	الف	21
ج	40	ب	39	الف	38	ج	37	الف	36	ج	35	ب	34	ب	33	د	32	ب	31
				د	48	د	47	ج	46	ج	45	ب	44	ب	43	ب	42	د	41

سوالات کے مختصر جوابات
مشقی سوالات کے جوابات

س 12۔ سورۃ الانفال میں مومنوں کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟

ج۔ مومنوں کی صفات

سورۃ الانفال میں مومنوں کی درج ذیل پانچ صفات بیان ہوئی ہیں:

۱۔ مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔

۲۔ جب انھیں اس (اللہ) کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔

۳۔ اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

۴۔ اور وہ جو نماز پڑھتے ہیں۔

۵۔ اور جو مال ہم (اللہ) نے ان کو دیا ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔

س 13۔ دو گروہوں سے کیا مراد ہے؟

ج۔ دو گروہوں سے مراد

سورۃ الانفال میں درج ذیل دو گروہ بیان کیے گئے ہیں:

پہلا گروہ: قریش مکہ کا تجارتی قافلہ جس کی قیادت حضرت ابوسفیانؓ کر رہے تھے اور یہ شام سے تجارت کر کے واپس آرہا تھا۔

دوسرا گروہ: دوسرا گروہ ابوجہل کا تھا، جو حضور ﷺ اور مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا۔ یہ ایک مسلح لشکر کے ساتھ مکہ سے مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لیے چل پڑا تھا۔

س 14۔ اِحۡدَى الطَّآئِفَتَيۡنِ سے کیا مراد ہے؟

ج۔ اِحۡدَى الطَّآئِفَتَيۡنِ سے مراد:

سورۃ الانفال میں اِحۡدَى الطَّآئِفَتَيۡنِ سے مراد کفار کے دو گروہ ہیں جن میں سے کسی ایک کی فتح کا مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ دونوں گروہ درج ذیل ہیں:

پہلا گروہ: قریش مکہ کا تجارتی قافلہ جس کی قیادت حضرت ابوسفیانؓ کر رہے تھے اور یہ شام سے تجارت کر کے واپس آرہا تھا۔

دوسرا گروہ: دوسرا گروہ ابوجہل کا تھا، جو حضور ﷺ اور مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا۔ یہ ایک مسلح لشکر کے ساتھ مکہ سے مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لیے چل پڑا تھا۔

س 15۔ مفہوم بیان کیجئے۔ **فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَيۡنِكُمۡ o**

ج۔ ترجمہ: ''تو خدا سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو۔''

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں اہل ایمان کو اللہ سے ڈرتے رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور ساتھ ہی مال غنیمت کی وجہ سے پیدا ہونے والے جھگڑے سے اجتناب کر کے آپس میں صلح رکھنے کا حکم دیا گیا۔ مومن کی پہچان اللہ تعالیٰ کے احکامات کی فرمانبرداری ہے۔ اگر کوئی اپنے آپ کو مومن کہتا ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت بھی کرتا ہو۔ اس لئے یہاں یہ حکم بھی دیا جا رہا ہے کہ اگر یہ واقعی ایمان والے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں۔

س 16۔ مفہوم بیان کیجئے۔ **وَ اِذَا تُلِيَتۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا o**

ج۔ ترجمہ: ''اور جب انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔''

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں مومنوں کی یہ صفت بیان کی جا رہی ہے کہ جب اُن کے سامنے اللہ کے قرآن میں سے احکام پر مبنی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ مکمل طور پر اس کی اطاعت کرتے ہیں جس سے ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان ایک ہی حالت پر نہیں رہتا بلکہ اللہ کی فرمانبرداری سے اس میں اضافہ اور اس کی نافرمانی سے اس میں کمی واقع ہوتی رہتی ہے۔

س 17۔ مفہوم بیان کیجئے۔ **وَ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ o**

ج۔ ترجمہ: ''اور اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا اور اُس کے رسول ﷺ کے حکم پر چلو۔''

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں اہل ایمان کو اللہ سے ڈرتے رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور ساتھ ہی مال غنیمت کی وجہ سے پیدا ہونے والے جھگڑے سے اجتناب کر کے آپس میں صلح رکھنے کا حکم دیا گیا۔ مومن کی پہچان اللہ تعالیٰ کے احکامات کی فرمانبرداری ہے۔ اگر کوئی اپنے آپ کو مومن کہتا ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت بھی کرتا ہو۔ اس لئے یہاں یہ حکم بھی دیا جا رہا ہے کہ اگر یہ واقعی ایمان والے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں۔

اضافی سوالات کے جوابات

س18۔ ترجمہ کیجیے: اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ٥

ج۔ ترجمہ: ''یہی سچے مومن ہیں، اور اُن کے لیے پروردگار کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش اور عزت کی روزی ہے۔''

س19۔ سورۃ الانفال میں مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں پہلا اور دوسرا حکم لکھیں۔

ج۔ **مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں پہلا اور دوسرا حکم**

سورۃ الانفال میں مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں درج ذیل احکامات نازل ہوئے ہیں:

پہلا حکم: مال غنیمت اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔

دوسرا حکم: مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا ہے جو رسول ﷺ کے قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں میں تقسیم ہوگا۔

نوٹ: مال غنیمت کے باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم ہونگے۔

س20۔ اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کا ابو جہل کے لشکر سے ٹکراؤ کیوں منظور تھا؟

ج۔ **ابو جہل کے لشکر سے ٹکراؤ**

اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کا ابو جہل کے لشکر سے ٹکراؤ اس لیے منظور تھا کہ حق و باطل میں فرق واضح ہو جائے۔

س21۔ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی کس طرح مدد کی گئی؟

ج۔ **غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی مدد**

اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ مسلمانوں کی مدد کی تھی۔

س22۔ جنگ بدر کہاں لڑی گئی اور کس نے جیتی؟

ج۔ **جنگ بدر کا مقام**

جنگ بدر مدینہ کے قریب ''میدان بدر'' میں 'کفار مکہ' اور مسلمانوں کے درمیان لڑی گئی اور اللہ کی نصرت سے یہ جنگ مسلمانوں نے جیتی۔

س23۔ مومنین کے سامنے اللہ کا ذکر کرنے سے ان کی کیا کیفیت ہو جاتی ہے؟

ج۔ **مومنین کی اللہ کے ذکر کے دوران کیفیت**

قرآن مجید میں اس کیفیت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

''مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔''

س24۔ اللہ کی آیات کی تلاوت سے اہل ایمان کا ردعمل کیا ہوتا ہے؟

ج۔ **تلاوت قرآن پر اہل ایمان کا ردعمل**

قرآن مجید نے ان کے ردعمل کو اس طرح بیان کیا ہے:

''اور جب انہیں اُسکی آیتیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو اُن کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔''

س 25۔ سچے مؤمن کس طرح کے ہوتے ہیں؟

ج۔ سچے مؤمنوں کی پہچان

۱۔ مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔

۲۔ جب انھیں اس (اللہ) کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔

۳۔ اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

۴۔ اور وہ جو نماز پڑھتے ہیں۔

۵۔ اور جو مال ہم (اللہ) نے ان کو دیا ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔

س 26۔ ابوسفیان کے قافلے کی حالت مختصراً بیان کریں۔

ج۔ ابوسفیان کا قافلہ

قریش مکہ نے اسلامی ریاست کے مکمل خاتمے کے لئے بھرپور تیاریاں شروع کر دیں۔ اردگرد کے قبائل سے مسلمانوں کے خلاف معاہدات کئے گئے۔ اور معاشی وسائل کی مضبوطی کے لئے تجارتی قافلہ ملک شام بھیجنے کا ارادہ کیا گیا۔ چنانچہ ابوسفیان کو اس قافلے کا سردار مقرر کیا گیا۔

مکہ کی عورتوں نے اپنے زیورات تک کاروبار میں لگائے۔ اس قافلے میں اہل مکہ کی بڑی دولت تھی، ایک ہزار اُونٹ تھے جن پر کم از کم پچاس ہزار دینار کی مالیت کا ساز و سامان رکھا ہوا تھا اور حفاظت کے لئے صرف چالیس آدمی تھے۔

س 27۔ غزوہ بدر میں کمزور دل مسلمانوں کا کفار سے جنگ کرنے کے بارے میں کیا رویہ رہا؟

ج۔ کمزور دل مسلمانوں کا رویہ

جن مسلمانوں نے آپ ﷺ کے ساتھ ایک عرصہ گزارا اور اللہ کی مدد اور معجزات کا مشاہدہ کیا ان کا ایمان پختہ رہا مگر جو لوگ نو مسلم تھے غزوہ بدر میں حالات کی سنگینی کو دیکھنے کے بعد ہمت ہار بیٹھے۔ اللہ پاک نے ان کی کیفیت کچھ یوں بیان فرمائی:

''اور (اس وقت) مؤمنوں کی ایک جماعت ناخوش تھی، وہ لوگ حق بات میں اس کے ظاہر ہوئے پیچھے تم سے جھگڑنے لگے۔ گویا موت کی طرف دھکیلے جاتے ہیں اور اسے دیکھ رہے ہیں۔''

س 28۔ غزوہ بدر میں مسلمان کس لشکر سے لڑنے گئے اور اللہ تعالیٰ کیا چاہتا تھا؟

ج۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کا مقصد

مسلمان مدینہ سے ابوسفیان کے تجارتی قافلہ پر قبضے کی غرض سے گئے مگر اس کو اُن کی آمد کی خبر ہو گئی اور وہ فرار کا راستہ اختیار کر کے مکہ بھاگ نکلا۔ ساتھ ہی اس کے پیغام ملنے پر کفار مکہ کا ایک جنگی لشکر مدینہ کی طرف ابو جہل کی قیادت میں روانہ ہو گیا۔ اللہ چاہتا تھا کہ مسلمان کمزور سے لڑنے کے بجائے طاقتور سے لڑ کر جیتیں۔ اللہ پاک نے اس بات کو یوں بیان فرمایا:

''اور تم چاہتے تھے کہ جو قافلہ بے شان و شوکت (یعنی بے ہتھیار) ہے وہ تمہارے ہاتھ آ جائے اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے فرمان سے حق کو قائم رکھے اور جو کافروں کی جڑ کاٹ کر (پھینک) دے۔''

س 29۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تعداد کی کمی کس طرح پوری کی؟

ج۔ مسلمانوں کی تعداد

اللہ پاک نے مسلمانوں کی تعداد کی کمی کو پورا کرنے کے لئے لگا تار 'ایک ہزار' فرشتے بھیجے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کر لی (اور فرمایا کہ) تسلی رکھو) ہم ہزار فرشتوں سے جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے تمہاری مدد کریں گے۔''

س30۔حضورﷺ نے غزوہ بدر کے موقع پر اللہ سے کیا دعا کی؟

ج۔ حضورﷺ کی اللہ سے دعا

مسلمانوں کو میدان بدر میں شدید پریشانی اور آزمائش کا سامنا رہا۔اُن کی اس حالت کو دیکھ کر حضورﷺ نے اللہ سے درخواست کی اور اللہ نے قبول فرمائی۔ارشاد ربانی ہے:

''جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کر لی (اور فرمایا کہ) تسلی رکھو) ہم ہزار فرشتوں سے جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے تمہاری مدد کریں گے۔''

س31۔قُلُوْبُھُمْ اور اٰیٰتُہٗ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

قُلُوْبُھُم: اُن کے دل　　　اٰیٰتُہٗ : اُس کی آیتیں

س32۔ یُسَاقُوْنَ اور یُقَلِّلُ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

یُسَاقُوْنَ: وہ ہانکے جاتے ہیں　　　یُقَلِّلُ: وہ کم کر کے دکھاتا ہے

س33۔ یَتَوَکَّلُوْنَ اور یُنْفِقُوْنَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

یَتَوَکَّلُوْنَ: وہ بھروسہ کرتے ہیں　　　یُنْفِقُوْنَ: وہ خرچ کرتے ہیں

س34۔ رِزْقٌ کَرِیْمٌ اور یُجَادِلُوْنَکَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

رِزْقٌ کَرِیْمٌ: عزت کی روزی　　　یُجَادِلُوْنَکَ: تم سے جھگڑنے لگے

س35۔ یَنْظُرُوْنَ اور تَوَدُّوْنَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

یَنْظُرُوْنَ: وہ دیکھ رہے ہیں　　　تَوَدُّوْنَ: تم چاہتے تھے

س36۔ بِکَلِمٰتِہٖ اور اَلْمُجْرِمُوْنَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

بِکَلِمٰتِہٖ: اپنے فرمان سے　　　اَلْمُجْرِمُوْنَ: مشرک

س37۔ بُشْرٰی اور عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ کے معانی لکھیں۔

سورۃ الانفال رکوع نمبر :2

(آیت نمبر 11 تا 19)

مشقی الفاظ معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
يُغَشِّيْ	وہ ڈھانپ دیتا ہے/طاری کردیتا ہے۔	اَلنُّعَاسَ	اُونگھ۔غنودگی
رِجْزَالشَّيْطٰنِ	شیطان کی نجاست	اَلْاَعْنَاقِ	گردنیں
بَنَانٍ	پور پور، جوڑ جوڑ	زَحْفًا	لشکرکشی کی صورت میں
مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ	کسی فوج سے جاملنے کے لیے	مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ	جنگی چال کے طور پر
رَمَيْتَ	تُو نے پھینکا	لِيُبْلِيَ	تاکہ وہ آزمائے
مُوْهِنُ	کمزور کرنے والا		

لفظی اور بامحاورہ ترجمہ

اِذْ	يُغَشِّيْكُمُ	النُّعَاسَ	اَمَنَةً	مِّنْهُ	وَ يُنَزِّلُ	عَلَيْكُم
جب	اڑھادی تمھیں	اُونگھ	تسکین کے لیے	اپنی طرف سے	اور برسایا	تم پر

جب اس نے (تمھاری) تسکین کے لیے اپنی طرف سے تمھیں نیند (کی چادر) اُڑھادی اور تم پر

مِّنَ السَّمَآءِ	مَآءً	لِّيُطَهِّرَكُمْ	بِهٖ	وَ يُذْهِبَ	عَنكُمْ	رِجْزَ الشَّيْطٰنِ
آسمان سے	پانی	تاکہ پاک کردے تمھیں	اس سے	اور دور کردے	تم سے	شیطان کی نجاست

آسمان سے پانی برسایا تاکہ تم کو اس سے (نہلاکر) پاک کردے اور شیطانی نجاست کو تم سے دور کردے

وَ لِيَرْبِطَ	عَلٰى قُلُوْبِكُمْ	وَ يُثَبِّتَ	بِهِ	الْاَقْدَامَ(11)	اِذْ	يُوْحِيْ
اور تاکہ مضبوط کردے	دلوں تمھارے کو	اور جمادے	اس سے	قدم	جب	وحی بھیجی

اور اس لیے بھی کہ تمھارے دلوں کو مضبوط کردے اور اس سے تمھارے پاؤں جمائے رکھے (11) جب تمھارا پروردگار

رَبُّكَ	اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ	اَنِّيْ	مَعَكُمْ	فَثَبِّتُوا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
تمھارے رب نے	فرشتوں کی طرف	کہ میں	تمھارے ساتھ ہوں	پس ثابت رکھو	ان کو جو	ایمان لائے

فرشتوں کو ارشاد فرماتا تھا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں تم مومنوں کو تسلی دو کہ وہ ثابت قدم رہیں۔

سَاُلْقِيْ	فِيْ قُلُوْبِ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوا	الرُّعْبَ	فَاضْرِبُوْا	فَوْقَ
ابھی ابھی ڈالوں گا	دلوں میں	وہ لوگ جو	کافر ہوئے	رعب یا ڈر	پس مارو	اُوپر

میں ابھی ابھی کافروں کے دلوں میں رعب وہیبت ڈالے دیتا ہوں، تو اُن کے سر مار (کر) اڑا دو

الْاَعْنَاقِ	وَ اضْرِبُوْا	مِنْهُمْ	كُلَّ	بَنَانٍ (12)	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ
گردنوں کے	اور مارو	ان کے	ہر	پور پور پر	یہ	اس لیے کہ

اور ان کا پور پور مار (کر توڑ) دو (12)۔ یہ (سزا) اس لیے دی گئی کہ

شَآقُّوا	اللّٰهَ	وَ رَسُوْلَهٗ	وَ مَنْ	يُّشَاقِقِ	اللّٰهَ	وَ رَسُوْلَهٗ
انھوں نے مخالفت کی	اللہ	اور رسول اس کے کی	اور جو کوئی	مخالفت کرتا ہے	اللہ کی	اور اسکے رسول کی

انھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی، اور جو شخص خدا اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے،

فَاِنَّ	اللّٰهَ	شَدِيْدُ	الْعِقَابِ (13)	ذٰلِكُمْ	فَذُوْقُوْهُ	وَ اَنَّ
تو یقیناً	اللہ	سخت	عذاب دینے والا	یہ ہے	تو تم چکھو اس کو	بے شک

تو خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔(13) یہ (مزہ تو یہاں) چکھو، اور یہ (جانے رہو) کہ

لِلْكٰفِرِيْنَ	عَذَابَ	النَّارِ (14)	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اِذَا	لَقِيْتُمُ
کافروں کے لیے	عذاب	دوزخ	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے ہو	جب	مقابلہ ہو تمھارا

کافروں کے لیے (آخرت میں) دوزخ کا عذاب (بھی تیار ہے)۔(14) اے اہل ایمان! جب تمھارا مقابلہ ہو

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	زَحْفًا	فَلَا	تُوَلُّوْهُمُ	الْاَدْبَارَ (15)	
جن لوگوں نے	کفر کیا	میدان جنگ	پس نہ	پھیرو ان سے	پیٹھ	

میدان جنگ میں کفار سے تو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا۔(15)

وَ مَنْ	يُّوَلِّهِمْ	يَوْمَئِذٍ	دُبُرَهٗٓ	اِلَّا	مُتَحَرِّفًا	لِّقِتَالٍ
اور جو کوئی	پھیرے گا ان سے	اس دن	پیٹھ اپنی	مگر	گھات لگانے کو	لڑائی کے لیے

اور جو شخص جنگ کے روز اس صورت کے سوا کہ لڑائی کے لیے کنارے کنارے چلے (یعنی حکمت عملی سے دشمن کو مارے)

اَوْ مُتَحَيِّزًا	اِلٰى فِئَةٍ	فَقَدْ	بَآءَ	بِغَضَبٍ	مِّنَ اللّٰهِ	وَ مَاْوٰهُ
یا جگہ پکڑنے کو	اپنی جماعت کی طرف	تو تحقیق	وہ پھر آیا	ساتھ غضب کے	اللہ کی طرف سے	اور اس کا ٹھکانہ

یا اپنی فوج میں جاملنا چاہے، ان سے پیٹھ پھیرے گا (تو سمجھو کہ) وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہو گیا اور اُس کا ٹھکانہ

جَهَنَّمُ	وَ بِئْسَ	الْمَصِيْرُ (16)	فَلَمْ	تَقْتُلُوْهُمْ	وَ لٰكِنَّ	اللّٰهَ
دوزخ ہے	اور وہ بری ہے	جگہ	پس نہیں	تم نے قتل کیا ان کو	اور لیکن	اللہ نے

دوزخ ہے۔ اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔(16) تم لوگوں نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے

قَتَلَهُمْ	وَ مَا	رَمَيْتَ	اِذْ رَمَيْتَ	وَ لٰكِنَّ	اللّٰهَ	رَمٰى
قتل کیا ان کو	اور نہیں	پھینکی تم نے (کنکریاں)	جب پھینکی تم نے	اور لیکن	اللہ نے	پھینکی تھیں

انھیں قتل کیا۔ اور (اے محمد ﷺ) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔

وَ لِيُبْلِيَ	الْمُؤْمِنِيْنَ	مِنْهُ	بَلَآءً	حَسَنًا	اِنَّ	اللّٰهَ
اور تاکہ آزمائش کرے	مومنوں کی	اپنی طرف سے	آزمائش	اچھی طرح	بے شک	اللہ

اس سے یہ غرض تھی کہ مومنوں کو اپنے (احسانوں) سے اچھی طرح آزما لے۔ بے شک

سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ (17)	ذٰلِكُمْ	وَ اَنَّ	اللّٰهَ	مُوْهِنُ	كَيْدِ

سننے والا	جاننے والا	یہ	اور بے شک	اللہ	کمزور کرنے والا ہے	تدبیر

خدا سنتا جانتا ہے۔(17) (بات) یہ (ہے) کہ کچھ شک نہیں کہ خدا کافروں کی تدبیر کو کمزور کر دینے والا ہے۔(18)

الْكٰفِرِيْنَ(18)	اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا	فَقَدْ	جَآءَكُمُ	الْفَتْحُ	وَ اِنْ	تَنْتَهُوْا
کافروں کی	اگر فتح چاہتے ہو تم	تو تحقیق	پہنچ چکی تمھارے پاس	فتح	اور اگر	تم باز آ جاؤ

(کافرو) اگر تم محمد ﷺ پر فتح چاہتے ہو تو تمھارے پاس فتح آ چکی، (دیکھو) اور اگر تم (اپنے افعال سے) باز آ جاؤ

فَهُوَ	خَيْرٌ لَّكُمْ	وَ اِنْ	تَعُوْدُوْا	نَعُدْ	وَ لَنْ تُغْنِيَ	عَنْكُمْ
تو وہ	بہتر ہے تمھارے لیے	اور اگر	پھیر دو گے تم	ہم بھی پھر کریں گے	اور ہر گز فائدہ نہ کرے گی	تمھیں

تو تمھارے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر پھر (نافرمانی) کرو گے تو ہم بھی پھر (تمھیں عذاب) کریں گے۔

فِئَتُكُمْ	شَيْئًا	وَّ لَوْ	كَثُرَتْ	وَ اَنَّ	اللّٰهَ مَعَ	الْمُؤْمِنِيْنَ(19)
جماعت تمھاری	کچھ بھی	اگرچہ	کثیر ہو جائے	اور بے شک	اللہ ساتھ ہے	مومنین

اور تمھاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر ہو تمھارے کچھ کام نہ آئیگی، اور خدا تو مومنوں کے ساتھ ہے۔(19)

آیات کے مفاہیم

آیت نمبر 11

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝

ترجمہ: جب اس نے (تمہاری) تسکین کے لئے اپنی طرف سے تمہیں نیند (کی چادر) اُڑھا دی اور تم پر آسمان سے پانی برسایا تا کہ تم کو اس (نہلا کر) پاک کر دے اور شیطانی نجاست کو تم سے دور کر دے۔ اور اس لئے بھی کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے رکھے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ بدر کا معرکہ فی الحقیقت مسلمانوں کے لیے بہت ہی سخت آزمائش تھا۔ اہل ایمان تعداد میں تھوڑے تھے، بے سروسامان تھے، باقاعدہ جنگ کے لیے تیار ہو کر نہ نکلے تھے اور مقابلہ میں ان سے تین گنا بڑا لشکر تھا۔ جو پورے ساز و سامان اور تکبر کرتے ہوئے مکہ سے نکلا تھا، مسلمانوں اور کافروں کی یہ سب سے پہلی باقاعدہ جنگ تھی، پھر صورت ایسی پیش آئی کہ کفار نے پہلے سے اچھی جگہ اور پانی وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔

یہ چیزیں دیکھ کر مسلمانوں کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے آنے لگے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے بارش برسائی جس سے میدان کی ریت جم گئی، غسل و وضو کرنے اور پینے کے لیے پانی جمع کر لیا گیا، گرد و غبار سے نجات ملی۔ کفار کا لشکر جس جگہ تھا وہاں کیچڑ بھر گیا اور پھسلن سے چلنا پھرنا دشوار ہو گیا۔ جب یہ ظاہری پریشانیاں دور ہوئیں تو حق تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایک قسم کی غنودگی طاری کر دی۔ آنکھ کھلی تو دلوں سے سارا خوف و ہراس جاتا رہا۔ بہر حال اس باران رحمت نے بدن کو ناپاکی اور دلوں کو شیطان کے وسوسوں سے پاک کر دیا۔ ادھر ریت کے جم جانے سے ظاہری طور پر قدم جم گئے اور اندر سے ڈر نکل کر دل مضبوط ہو گئے۔

آیت نمبر 12

اِذۡ یُوۡحِیۡ رَبُّکَ اِلَی الۡمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیۡ مَعَکُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ سَاُلۡقِیۡ فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الرُّعۡبَ فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ وَ اضۡرِبُوۡا مِنۡهُمۡ کُلَّ بَنَانٍ O

ترجمہ: جب تمہارا پروردگار فرشتوں کوارشادفرماتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔تم مومنوں کوتسلی دو کہ ثابت قدم رہیں۔میں ابھی ابھی کافروں کے دلوں میں رعب وہیبت ڈالے دیتاہوں تو اُن کے سر مار(کر) اُڑادواوراُن کا پور پور مار(کرتوڑ)دو۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کوحکم فرمار ہا ہے کہ مومنین کوثابت قدم رکھومیں تمہارے ساتھ ہوں۔اس آیت میں فرشتوں کودو کام دیئے گئے ایک مسلمانوں کہ ہمت بڑھانا اور دوسرا براہ راست میدان جنگ میں کفار سے لڑنا۔فرشتوں کوکفار کے ساتھ سختی سے پیش آنے کا حکم دیا گیا۔کفار کی گردنوں کے اوپر مارنے اوران کے جسم کے ایک ایک حصے اور جوڑ پر سخت ضربیں لگانے کا فرمان جاری ہوا تا کہ ان میں کوئی غرور وتکبر باقی نہ رہے اور وہ اتنے مرعوب ہو جائیں کہ کہ ان کی ہمت جواب دے جائے۔

آیت نمبر 13

ذٰلِکَ بِاَنَّهُمۡ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ۚ وَمَنۡ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ O

ترجمہ: یہ(سزا)اس لئے دی گئی کہ انہوں نے خدااوراس کے رسول کی مخالفت کی اور جوشخص خدااور اسکے رسول کی مخالفت کرتا ہے۔تو خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت ایک ایسا سنگین جرم ہے جوفطرت اور اسکے تقاضوں کے خلاف ہے۔کیونکہ جنگ کا جواز وہاں ہوتا ہے جہاں کسی حق کی حفاظت یا کسی ظلم کا دفاع مقصود ہوتا ہے،اوراسی صورت میں انسان کے اندرلڑائی کا حوصلہ ابھرتا ہےاور ظاہر ہے کہ اللہ کے مقابلے میں ایسے کسی حق کا کوئی سوال ہی پیدانہیں ہوسکتا۔سوایسے لوگ جوخدا کے مقابلے کیلئے اٹھتے ہیں تو اُن کے مقدر میں ہمیشہ رسوائی ہی ہوتی ہے۔اور اُن کواللہ تعالیٰ کی طرف سے شدید عذاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

آیت نمبر 14

ذٰلِکُمۡ فَذُوۡقُوۡهُ وَاَنَّ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابَ النَّارِ O

ترجمہ: یہ(مزہ تو یہاں) چکھواور یہ(جانے رہو) کہ کافروں کے لیے(آخرت میں)دوزخ کا عذاب(بھی تیار ہے)۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ میدان بدر میں کفار کوسزا اس لیے دی گئی کہ انہوں نے مل کر خدا اور رسول ﷺ کی مخالفت کی ہے۔سوا نہیں معلوم ہو جائے کہ خدا کے مخالفوں کوکیسی سخت سزاملتی ہے۔آخرت میں جوسزاملے گی اصل تو وہی ہے لیکن دنیا میں بھی اس کا تھوڑا سانمونہ دیکھ لیں اور عذاب الٰہی کا کچھ مزہ چکھ لیں۔روایات میں ہے کہ بدر میں ملائکہ کولوگ آنکھوں سے دیکھتے تھے اوران کے مارے ہوئے کفار کومسلمانوں کے قتل کئے ہوئے کفار سے الگ شناخت کرتے تھے۔یہاں یہ سزا صرف نمونہ ہے اصل سزا تو آخرت میں ہے۔

آیت نمبر 15

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ O

ترجمہ: اے اہل ایمان! جب میدان جنگ میں کفار سے تمہارا مقابلہ ہوتو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی کی طرف سے اہل ایمان کو یہ پیغام دیا جارہا ہے کہ جب مسلمان لشکر اور کفار کا لشکر ایک دوسرے کے مدمقابل آ جائیں تو میدان نہ چھوڑا جائے۔ کیونکہ جب کوئی سپاہی میدان چھوڑ کر پیچھے کی طرف بھاگے گا تو اس سے دشمن فوج کے حوصلے بلند ہونگے اور اپنی فوج کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دشمن کے حملوں کی شدت میں اضافہ ہوجائے اور مسلمان ہمت ہار کر دیکھا دیکھی میں پیچھے بھاگنا شروع کردیں۔ اس صورت میں بہت زیادہ نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ سوکسی صورت میدان جنگ نہ چھوڑا جائے۔

آیت نمبر 16

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ O

ترجمہ: اور جو شخص جنگ کے روز اس صورت کے سوا کہ لڑائی کے لئے کنارے کنارے چلے (یعنی حکمت عملی سے دشمن کو مارے) یا اپنی فوج میں جاملنا چاہے۔ ان سے پیٹھ پھیرے گا تو (سمجھو کہ) وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہوگیا اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں وہ دو صورتیں بیان کی جارہی ہیں کہ جن میں میدان جنگ سے پیٹھ پھیرنے کی اجازت ہے۔ ایک تو لڑائی میں جنگی چال کے طور پر یا دشمن کو دھوکے میں ڈالنے کی غرض سے لڑتے لڑتے ایک طرف پھر جانا، دشمن یہ سمجھے کہ شاید یہ شکست خوردہ ہوکر بھاگ رہے ہیں لیکن وہ پھر ایک دم پینترا بدل کر اچانک دشمن پر حملہ کردے۔ یہ پیٹھ پھیرنا نہیں ہے بلکہ یہ جنگی چال ہے جو بعض دفعہ ضروری ہوتی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی مجاہد لڑتا لڑتا تنہا رہ جائے تو یہ میدان جنگ سے ایک طرف ہوجائے، تاکہ وہ اپنی جماعت کی طرف پناہ حاصل کرسکے یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ ان دو صورتوں کے علاوہ میدان چھوڑنے کی صورت میں اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اور ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

آیت نمبر 17

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ

ترجمہ: تم لوگوں نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے انہیں قتل کیا۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ مکمل نا اُمیدی اور مایوسی کی کیفیت میں جب مسلمانوں کو شاندار فتح حاصل ہوئی تو جنگ سے واپسی کے بعد صحابہ کرامؓ اپنے اپنے کارنامے ایک دوسرے کو بتانے لگے تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں اُن کو یہ باور کروایا گیا کہ جنگ میں فتح تمہارے عمل اور کوشش سے حاصل نہیں ہوئی بلکہ خالصتاً اللہ کی مدد سے یہ کامیابی حاصل ہوئی۔ جو دشمن تمہارے ہاتھ سے قتل ہوئے ہیں وہ درحقیقت اللہ نے قتل کئے ہیں۔ اس آیت میں کفار کے لئے بھی پیغام ہے کہ جو لوگ اللہ کی بندگی قبول کرلیتے ہیں اللہ اُنہیں تنہا نہیں چھوڑتا۔ میدان جنگ میں اہل اسلام نے کفار کو جب قتل کیا تو اللہ

نے اُنکے فعل کو اپنا فعل قرار دیا۔ تا کہ تمام انسانیت کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے بندوں کا اللہ تعالیٰ سے بہت گہرا اور مضبوط ایمانی تعلق ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

ترجمہ: اور (اے محمدﷺ) جس وقت تم نے (کنکریاں) پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں حضورﷺ کے اُس خاص معجزے کا ذکر کیا جارہا ہے جو میدان جنگ میں سب نے مشاہدہ کیا۔ حضورﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھری اور کفار کی طرف پھینک دی۔ کوئی کافر ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں ریت کے ذرات نہ گئے ہوں۔ سب کی آنکھیں دیکھنے سے معذور ہو گئیں۔ وہ کچھ ایسے دہشت زدہ اور حواس باختہ ہوئے کہ اپنے ساتھیوں کی لاشیں چھوڑ کر میدان سے بھاگ نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرمایا کہ جب آپﷺ نے کنکریاں پھینکی تھیں تو ظاہری طور پر آپﷺ کے ہاتھ یہ عمل کر رہے تھے مگر حقیقی قوت اللہ ہی کی تھی۔ اس آیت میں کفار کے لئے بھی پیغام ہے کہ جو لوگ اللہ کی بندگی قبول کر لیتے ہیں اللہ اُنہیں تنہا نہیں چھوڑتا۔ میدان جنگ میں حضورﷺ کے اس عمل کو اللہ نے اپنا عمل قرار دیا۔ تا کہ تمام انسانیت کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے کتنی محبت فرماتا ہے۔

وَ لِيُبْلِيَ الْمُؤْ مِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًااِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

ترجمہ: اس سے یہ غرض تھی کہ مومنوں کو اپنے (احسانوں) سے اچھی طرح آزمالے۔ بیشک خدا سنتا جانتا ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اہل ایمان کی آزمائش کی وجہ بیان کی جارہی ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو مسلمانوں کے لڑے بغیر ہی کفار کو نیست و نابود کر دیتا یا ایک ہزار فرشتے نہ بھیجتا بلکہ ایک ہی فرشتے سے یہ کام کروا دیتا مگر مسلمانوں کو آزمائش میں ڈال کر ان کے ذریعے دین کی حفاظت اس لئے کروائی گئی تا کہ اُنہیں دین کے پاسبان ہونے کا شرف حاصل ہو، شہادت اور جہاد کی فضیلت سے اُنہیں سرفراز کیا جائے۔

آیت نمبر 18

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ O

ترجمہ: (بات) یہ (ہے) کہ کچھ شک نہیں کہ خدا کافروں کی تدبیر کو کمزور کر دینے والا ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ پیغام دیا جارہا ہے کہ فتح و نصرت اس لئے بھی مسلمانوں کو دی گئی کہ اس کے ذریعے کافروں کی تدبیروں کو ناکام اور ناکارہ بنا دیا جائے۔ جس سے وہ سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ نہیں۔ اور کوئی تدبیر اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اور آئندہ وہ مسلمانوں سے اُلجھنے سے پہلے اچھی طرح سوچ بچار کر لیں۔

آیت نمبر 19

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَخَيْرٌ لَّكُمْ

ترجمہ: (کافرو) اگر تم (محمد ﷺ پر) فتح چاہتے ہو تو تمہارے پاس فتح آ چکی (دیکھو) اگر تم (اپنے افعال سے باز) آ جاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں کفار قریش کو براہ راست مخاطب کر کے ان سے فرمایا گیا کہ تم لوگ یہی کہتے تھے کہ اس جنگ میں جو جیتا اسی کو حق پر سمجھا جائیگا۔ سو وہ فتح کا فیصلہ تمہارے سامنے آ گیا ہے، پس اب تم لوگوں کیلئے صحت و سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ تم خود اپنے ہی قائم کردہ اس معیار و میزان کے مطابق حق کے آگے سر تسلیم خم کر دو۔ اس طرح اگر تم لوگ اپنے کفر و باطل سے باز آ گئے تو خود تمہارا ہی بھلا ہوگا۔

وَاِنۡ تَعُوۡدُوۡا نَعُدۡ وَلَنۡ تُغۡنِىَ عَنۡكُمۡ فِئَتُكُمۡ شَيۡــًٔا وَّلَوۡ كَثُرَتۡ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ

ترجمہ: اور اگر پھر (نافرمانی) کرو گے تو ہم بھی پھر (تمہیں عذاب) کریں گے اور تمہاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر ہو تمہارے کچھ بھی کام نہ آئے گی۔ اور خدا تو مومنوں کے ساتھ ہے۔

مفہوم:

آیت مبارکہ کے اس حصے میں کفار کو کہا جا رہا ہے کہ اگر وہ اپنی بداعمالیوں میں دوبارہ مشغول ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں دوبارہ سزا دی جائے گی۔ ایک طرح کا فیصلہ آج میدان بدر میں بھی اُنہوں نے دیکھ لیا کہ کس طرح سے اُن کو کمزور مسلمانوں کے ہاتھوں سے سزا ملی اور ان کا انجام کار کتنا ذلت آمیز تھا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ بھی فرمایا گیا کہ جب خدا کی تائید مسلمانوں کے ساتھ ہے تو کافروں کی تعداد جتنی بھی ہو اللہ کے مقابلے میں اُن کے کسی کام نہیں آئے گی۔

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

مشقی الفاظ معانی کے سوالات

1۔ **يُغَشِّي کا معنیٰ ہے:**

(الف) وہ چھپا دیتا ہے　(ب) وہ لرزتے ہیں　(ج) وہ پکڑتے ہیں　(د) وہ طاری کر دیتا ہے

2۔ **يُغَشِّي کا معنیٰ ہے:**

(الف) وہ ڈھانپ دیتا ہے　(ب) وہ لرزتے ہیں　(ج) وہ پکڑتے ہیں　(د) تم ہار جاتے ہو

3۔ **النُّعَاسُ کا معنیٰ ہے::**

(الف) رشتہ دار　(ب) لوگ　(ج) اُونگھ　(د) چھونا

4۔ **النُّعَاسُ کا معنیٰ ہے:**

(الف) قبیلہ　(ب) لوگ　(ج) غنودگی　(د) چھونا

5۔ **النُّعَاسُ کا معنیٰ ہے:**

(الف) نیند (ب) لوگ (ج) فتنہ (د) چھونا

6۔ رِجۡزَ الشَّیۡطٰنِ کا معنی ہے:

(الف) شیطان کی چال (ب) شیطان کی مدد (ج) شیطان کی تدبیر (د) شیطان کی نجاست

7۔ بَنَانٍ کا معنی ہے:

(الف) بنیاد (ب) پور پور (ج) ہڈی (د) شروع

8۔ بَنَانٍ کا معنی ہے:

(الف) بنیاد (ب) پسلی (ج) ہڈی (د) جوڑ جوڑ

9۔ اَلۡاَعۡنَاقِ کا معنی ہے:

(الف) ہاتھ (ب) پاؤں (ج) بازو (د) گردنیں

10۔ رَمَیۡتَ کا معنی ہے:

(الف) تو نے پھینکا (ب) ہم نے پھینکا (ج) اُس نے پھینکا (د) میں نے پھینکا

11۔ زَحۡفًا کا معنی ہے:

(الف) صلح کی صورت میں (ب) لشکر کشی کی صورت میں (ج) فرار کی صورت میں (د) امن کی صورت میں

12۔ مُوۡهِنُ کا معنیٰ ہے:

(الف) کمزور کرنے والا (ب) اثر کرنے والا (ج) بے حس کرنے والا (د) ب اور ج

13۔ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ کا معنیٰ ہے:

(الف) کسی فوج سے جا ملنے کے لیے (ب) لشکر کشی کی صورت میں

(ج) فرار کی صورت میں (د) امن کی صورت میں

14۔ مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ کا معنیٰ ہے:

(الف) کسی فوج سے جا ملنے کے لیے (ب) لشکر کشی کی صورت میں

(ج) جنگی چال کے طور پر (د) امن کی طرف

15۔ لِیُبۡلِیَ کا معنیٰ ہے:

(الف) کسی فوج سے جا ملنے کے لیے (ب) تاکہ وہ آزمائے

(ج) جنگی چال کے طور پر (د) امن کی صورت میں

بامحاورہ ترجمہ کے سوالات

16۔ میں ابھی ابھی کفار کے رعب و ہیبت ڈالے دیتا ہوں۔

(الف) حمایتوں میں (ب) دلوں میں (ج) ذہنوں میں (د) لشکر میں

17۔ تو ان کے سر مار کر اڑا دو اور ان کا توڑ دو:

(الف) سر (ب) ناک (ج) کندھا (د) پور پور

18۔ تم لوگوں نے کفار کو قتل نہیں کیا بلکہ انہیں قتل کیا:

(الف) فرشتوں نے (ب) رسول ﷺ نے (ج) جنات نے (د) اللہ تعالیٰ نے

19۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ کافروں کی کمزور کر دینے والا ہے۔

(الف) طاقت (ب) معیشت (ج) عقل (د) تدبیر

21۔ اے ایمان والو! جب میدان جنگ میں کفار سے تمہارا مقابلہ ہو تو:

(الف) انہیں قتل کرو (ب) انہیں مار بھگاؤ (ج) پیٹھ نہ پھیرو (د) ان سے ڈر جاؤ

22۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ وہ کافروں کی ۔۔۔۔ پر ماریں:

(الف) ٹانگوں (ب) بازوؤں (ج) گردنوں (د) کمروں

23۔ اللہ تعالیٰ نے کافرں کے لیے تیار کر رکھا ہے:

(الف) تحفہ (ب) بدلہ (ج) سزا (د) دوزخ کا عذاب

24۔ اللہ تعالیٰ کافروں کی تدبیر۔۔۔۔۔۔کو کرنے والا ہے۔

(الف) کمزور (ب) مضبوط (ج) غالب (د) مستحکم

25۔ جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ۔۔۔۔نے پھینکی تھیں۔

(الف) فرشتوں (ب) اللہ (ج) جنوں (د) رسولوں

اضافی سوالات

26۔ غزوہ بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے پانی برسایا تا کہ تم سے دور کر دے:

(الف) شیطانی نجاست (ب) سستی (ج) کمزوری (د) پیاس

27۔ قرآن میں ہے کہ اے محمد ﷺ! جب آپ ﷺ نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ آپ ﷺ نے نہیں بلکہ:

(الف) صحابہ کرامؓ نے پھینکی تھیں (ب) تمام مسلمانوں نے پھینکی تھیں

(ج) اللہ نے پھینکی تھیں (د) فرشتوں نے پھینکی تھیں

28۔ سورۃ الانفال میں دوبارہ نافرمانی کرنے والے کو کیا کہا گیا؟

(الف) انکو قید کیا جائے (ب) عام معافی ملے گی (ج) وہ استغفار کریں (د) پھر عذاب ملے گا

29۔ مسلمانوں پر میدان بدر میں اُونگھ طاری کرنے کا مقصد کیا تھا؟

(الف) آزمائش اور امتحان (ب) امن و تسکین (ج) پھرتی پیدا کرنا (د) کوئی بھی نہیں

30۔ میدان جنگ میں پیٹھ پھیرنے والے کا انجام کیا مقرر کیا گیا؟

(الف) خدا کا غضب (ب) بہت سخت سزا (ج) اسلام سے خارج (د) کوئی بھی نہیں

31۔ میدان جنگ میں پیٹھ پھیرنے والے کا انجام کیا مقرر کیا گیا؟

(الف) پھانسی (ب) بہت سخت سزا (ج) اسلام سے خارج (د) دوزخ کا ٹھکانہ

32۔ مومنوں کو کن دو صورتوں میں میدان جنگ میں پیٹھ پھیرنے کی اجازت ہے؟

(الف) پانی کے لئے (ب) کھانے کے لئے

(ج) جنگی چال اور فوج سے جا ملنے کے لئے (د) گھر والوں کیلئے

33۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ میں کس واقع کی طرف اشارہ ہے؟

(الف) فتح مکہ (ب) کنکریاں پھینکنا (ج) جنگ خندق (د) غزوہ اُحد

34۔ غزوہ بدر میں بارش برسانے کا مقصد تھا:

(الف) پاک کرنا (ب) شیطانی نجاست سے نجات

(ج) جنگ خندق (د) دونوں الف اور ب

35۔ غزوہ بدر کے موقع پر کافر لوگ مسلمانوں پر کیا چاہتے تھے؟

(الف) برتری (ب) سبقت (ج) حملہ (د) فتح

36۔ غزوہ بدر میں بارش برسانے کا مقصد تھا:

(الف) پاک کرنا (ب) پاؤں جمانا (ج) دلوں کی مضبوطی (د) تینوں

37۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی سزا ہو گی۔

(الف) ہلکا عذاب (ب) قبر کا عذاب (ج) سخت عذاب (د) سر قلم

38۔ کفار کو عذاب دینے کی وجہ تھی۔

(الف) مسلمانوں کی مخالفت (ب) اللہ و رسول ﷺ کی مخالفت

(ج) کردار کشی (د) مدینہ پر حملہ کرنا

39۔ فَثَبِّتُوا کا معنیٰ ہے۔

(الف) تو ثابت قدم رہو (ب) تسلی دو کہ ثابت قدم رہیں

(ج) مخالفت نہ کریں (د) پیٹھ پھیرنا

40۔ بِئْسَ الْمَصِير کا معنیٰ ہے۔

(الف) سیر و سیاحت (ب) بہت بڑی جگہ (ج) بہت ہی بری جگہ (د) دوزخ کا عذاب

جوابات

1	د	2	الف	3	ج	4	ج	5	الف	6	د	7	ب	8	د	9	د	10	الف
11	ب	12	الف	13	الف	14	ج	15	ب	16	ب	17	د	18	د	19	د	20	د
21	ج	22	ج	23	د	24	الف	25	ب	26	الف	27	ج	28	د	29	ب	30	الف
31	د	32	ج	33	ب	34	د	35	د	36	د	37	ج	38	ب	39	ب	40	ج

سوالات کے مختصر جوابات

مشقی سوالات

س 1۔ سورۃ الانفال میں غزوہ بدر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے کن انعامات کا ذکر ہے؟

ج۔ **اللہ تعالیٰ کے انعامات**

سورۃ الانفال میں غزوہ بدر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے درج ذیل انعامات کا ذکر ہے:۔

ا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر پُرسکون نیند طاری کردی وہ اپنے آپ کو ہلکے پھلکے محسوس کرنے لگے۔

۲۔ بارش برسا کر شیطان کی نجاست سے ان کو پاک کیا دلوں کو مضبوط کیا اور ان کے پاؤں جمائے رکھے۔

۳۔ مسلمانوں کی مدد کے لیے فرشتے بھیجے جس سے انہیں ہمت اور حوصلہ ملا۔

۴۔ کفار کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔

س 2۔ کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں اہل ایمان کو سورۃ الانفال کی آیات میں کیا ہدایات کی گئی ہیں؟

ج۔ **اہل ایمان کو ہدایات**

کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں اہل ایمان کو سورۃ الانفال کی آیات میں درج ذیل ہدایات کی گئی ہیں:

ا۔ مومنوں کا جب میدان جنگ میں کفار سے مقابلہ ہو تو ان سے پیٹھ نہ پھیریں۔

۲۔ صرف دو صورتوں میں پیٹھ پھیرنے کی اجازت ہوگی۔ایک اپنی فوج سے ملنے کے لئے دوسری جنگی چال کے طور پر۔

۳۔ ان صورتوں کے علاوہ پیٹھ پھیرنے والا خدا کے غضب میں گرفتار ہوگا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔

س 3۔ کفار کو خطاب کرتے ہوئے سورۃ الانفال کی آیات میں کیا تنبیہ کی گئی ہے؟

ج۔ **کفار کو تنبیہ**

کفار کو خطاب کرتے ہوئے سورۃ الانفال کی آیات میں کیا درج ذیل الفاظ میں تنبیہ کی گئی ہے:

ا۔ (کافرو) اگر تم (محمد ﷺ پر) فتح چاہتے ہو تو فتح تمھارے پاس آ چکی ہے۔

۲۔ اگر تم (اپنے افعال سے) باز آ جاؤ تو تمھارے حق میں بہتر ہے۔

۳۔ اگر تم پھر (نافرمانی) کروگے تو ہم (اللہ) بھی پھر (تمہیں عذاب) کریں گے۔

۴۔ اور تمھاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر ہو تمھارے کچھ کام نہ آئے گی اور اللہ تو مومنوں کے ساتھ ہے۔

س 4۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ o مفہوم بیان کیجیے۔

ج۔ **ترجمہ:** ''اے ایمان والو! جب میدان جنگ میں کفار سے تمھارا مقابلہ ہو تو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا۔''

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو یہ پیغام دیا جا رہا ہے کہ جب مسلمان لشکر اور کفار کا لشکر ایک دوسرے کے مدمقابل آ جائیں تو میدان نہ چھوڑا جائے۔ کیونکہ جب کوئی سپاہی میدان چھوڑ کر پیچھے کی طرف بھاگے گا تو اس سے دشمن فوج کے حوصلے بلند ہونگے اور اپنی فوج کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دشمن کے حملوں کی شدت میں اضافہ ہوجائے اور مسلمان ہمت ہار کر دیکھا دیکھی میں پیچھے بھاگنا شروع کر دیں۔اس صورت میں بہت زیادہ نقصان اُٹھانا پڑے گا۔سو کسی صورت میدان جنگ نہ چھوڑا جائے۔

س 5۔ وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى o مفہوم بیان کریں۔

ج۔ **ترجمہ:** ''اور (اے محمد ﷺ) جس وقت تم نے (کنکریاں) پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔''

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں حضورﷺ کے اُس خاص معجزے کا ذکر کیا جا رہا ہے جو میدان جنگ میں سب نے مشاہدہ کیا۔ حضورﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھری اور کفار کی طرف پھینک دی۔ کوئی کافر ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں ریت کے ذرات نہ گئے ہوں۔ سب کی آنکھیں دیکھنے سے معذور ہو گئیں۔ وہ کچھ ایسے دہشت زدہ اور حواس باختہ ہوئے کہ اپنے ساتھیوں کی لاشیں چھوڑ کر میدان سے بھاگ نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرمایا کہ جب آپﷺ نے کنکریاں پھینکی تھیں تو ظاہری طور پر آپﷺ کے ہاتھ یہ عمل کر رہے تھے مگر حقیقی قوت اللہ ہی کی تھی۔ اس آیت میں کفار کے لئے بھی پیغام ہے کہ جو لوگ اللہ کی بندگی قبول کر لیتے ہیں اللہ اُنہیں تنہا نہیں چھوڑتا۔ میدان جنگ میں حضورﷺ کے اس عمل کو اللہ نے اپنا عمل قرار دیا۔ تاکہ تمام انسانیت کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے کتنی محبت فرماتا ہے۔

س6۔ وَ لَنۡ تُغۡنِیَ عَنۡكُمۡ فِئَتُكُمۡ شَیۡئًا وَّ لَوۡ كَثُرَتۡ ۝ کا مفہوم بیان کریں۔

ج۔ ترجمہ: ''اور تمھاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر ہو تمھارے کچھ کام نہ آئے گی''

مفہوم:

آیت مبارکہ کے اس حصے میں کفار کو کہا جا رہا ہے کہ اگر وہ اپنی بداعمالیوں میں دوبارہ مشغول ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں دوبارہ سزا دی جائے گی۔ ایک طرح کا فیصلہ آج میدان بدر میں بھی اُنہوں نے دیکھ لیا کہ کس طرح سے اُن کو کمزور مسلمانوں کے ہاتھوں سے سزا ملی اور ان کا انجام کار کتنا ذلت آمیز تھا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ بھی فرمایا گیا کہ جب خدا کی تائید مسلمانوں کے ساتھ ہے تو کافروں کی تعداد جتنی بھی ہو اللہ کے مقابلے میں اُن کے کسی کام نہیں آئے گی۔

اضافی سوالات

س7۔ ''وَ مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی'' میں کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے؟

ج۔ کنکریوں کے پھینکے جانے کا واقعہ

جنگ بدر کے موقع پر حضورﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھری اور کفار کے لشکر کی طرف پھینک دی۔ پھر ایک کافر بھی نہ رہا جس کی آنکھیں ریت کے ذروں سے بھر نہ گئی ہوں۔ اس سے کفار ایسے دہشت زدہ اور بدحواس ہو گئے کہ میدان جنگ میں مقتولین کی لاشیں بھی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبیﷺ کے اس عمل پر ارشاد فرمایا کہ اے نبی جب تم کنکریاں پھینک رہے تھے تو پھینکنے والا ہاتھ تو تمھارا تھا لیکن قوت وقدرت ہماری تھی جو اس میں کارفرما تھی۔

س8۔ کن دو صورتوں میں میدان جنگ میں پیٹھ پھیرنے کی اجازت ہے؟

ج۔ میدان جنگ میں پیٹھ پھیرنے کی اجازت

صرف دو صورتوں میں میدان جنگ میں پیٹھ پھیرنے کی اجازت ہے:

۱۔ جنگی چال کے طور پر

۲۔ اپنی فوج سے ملنے کے لئے

س09۔ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو کن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا؟

ج۔ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی پریشانیاں

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو درج ذیل پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا:

جنگ بدر میں کفار میدان بدر میں پہلے ہی پہنچ گئے اُنھوں نے موزوں جگہ پر اپنے خیمے نصب کر لیے تھے اور پانی پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن جب

مسلمان میدان میں پہنچے تو ریت کے ٹیلوں کے سوا کوئی مناسب جگہ نہ تھی جہاں پر وہ اپنا پڑاؤ ڈالیں مجبوراً مسلمانوں کو خیمے گاڑھنے پڑے، پانی کی بھی سخت کمی تھی جب چلتے تو پاؤں ریت میں دھنس جاتے تھے۔ یہاں تک کہ وضو اور غسل کے لیے پانی میسر نہ تھا۔

س 10۔ غزوہ بدر میں اللہ نے مسلمانوں پر نیند کیوں طاری کی؟

ج۔ مسلمانوں پر نیند طاری کرنے کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر پُرسکون نیند طاری کر دی وہ اپنے آپ کو ہلکے پھلکے محسوس کرنے لگے۔

س 11۔ غزوہ بدر میں اللہ نے مسلمانوں پر بارش کیوں برسائی؟

ج۔ برش برسانے کا مقصد

اللہ نے مسلمانوں پر بارش برسائی تاکہ شیطان کی نجاست سے ان کو پاک کیا جائے، ان کے دلوں کو مضبوط کیا جائے اور ان کے پاؤں جمائے رکھے۔

س 12۔ غزوہ بدر میں اللہ نے فرشتوں سے کیا ارشاد فرمایا؟

ج۔ فرشتوں سے ارشاد

اللہ پاک نے فرشتوں کو حکم دیا کہ:

''میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم مومنوں کو تسلی دو کہ ثابت قدم رہیں۔ میں ابھی ابھی کافروں کے دلوں میں رعب اور ہیبت ڈالے دیتا ہوں تو ان کے سر مار (کر) اڑا دو اور اس کا پور پور مار (کر توڑ) دو۔''

س 13۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والے کا کیا انجام ہوگا؟

ج۔ مخالفت کرنے والے کا انجام

اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والا اللہ کے عذاب کو دعوت دیتا ہے۔ اللہ نے فرمایا:

''اور جو شخص خدا اور اسکے رسول کی مخالفت کرتا ہے۔ تو خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔''

س 14۔ غزوہ بدر میں میدان چھورنے والوں کو کیا سزا ملے گی؟

ج۔ میدان چھوڑنے والوں کی سزا

سورۃ الانفال کی آیات میں کفار سے مقابلہ کرنے والوں کو سختی سے منع کیا گیا کہ وہ میدان جنگ چھوڑ کر نہ جائیں۔ صرف جنگی چال کے طور پر اور اپنی فوج سے ملنے کی صورتوں کے علاوہ پیٹھ پھیرنے والے خدا کے غضب میں گرفتار ہوں گے اور اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔

س 15۔ فتح کے خواہشمند کفار کو سورۃ الانفال میں کیا تنبیہہ کی گئی؟

ج۔ کفار کو تنبیہہ

فتح کے خواہشمند کفار کو مندرجہ ذیل انداز سے تنبیہہ کی گئی:

۱۔ (کافرو) اگر تم (محمد ﷺ پر) فتح چاہتے ہو تو فتح تمھارے پاس آ چکی ہے۔

۲۔ اگر تم (اپنے افعال سے) باز آ جاؤ تو تمھارے حق میں بہتر ہے۔

۳۔ اگر تم پھر (نافرمانی) کرو گے تو ہم (اللہ) بھی پھر (تمہیں عذاب) کریں گے۔

۴۔ اور تمھاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر ہو تمھارے کچھ کام نہ آئے گی اور اللہ تو مومنوں کے ساتھ ہے۔

س 16۔ ''اَلنُّعَاسَ'' کی وضاحت کیجیے۔

ج۔ لفظ ''اَلنُّعَاس'' کی وضاحت

آیت کریمہ میں یوں دو الفاظ اکٹھے آئے ہیں '' یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ ''ان پر غنودگی طاری کردی۔ جنگ بدر میں لشکر کفار میدان بدر میں پہلے پہنچا اس لیے مناسب جگہ اور پانی پر قبضہ کرلیا جس سے مسلمانوں میں گھبراہٹ اور تھکن کا احساس اُبھرنے لگا اُس مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ نے اُن پر نیند چادر اُڑھادی جس کے بعد مسلمان ہشاش بشاش دکھائی دینے لگے۔

س17۔ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ سے کیا مراد ہے؟

ج۔ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ سے مراد

رِجْزَ الشَّیْطٰنِ سے مراد شیطانی نجاست۔ میدان بدر میں کفار کا پانی پر قبضہ تھا۔ مسلمان پانی نہ ہونے اور حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے مختلف وسوسوں کا شکار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پانی برسا کر مسلمانوں کو پاک کردیا۔ مسلمانوں کا خوف دور ہوگیا اور وہ پاکیزگی کی حالت میں بھی نماز ادا کرنے لگے۔

س18۔ اَمَنَةً اور لِّیُطَهِّرَكُمْ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

اَمَنَةً: تسکین — لِّیُطَهِّرَكُمْ: تاکہ تم کو پاک کردے

س19۔ فَثَبِّتُوا اور سَاُلْقِیْ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

فَثَبِّتُوا: تو تسلی دو کہ ثابت قدم رہیں — سَاُلْقِیْ: میں ابھی ابھی ڈالے دیتا ہوں

س20۔ فَاضْرِبُوْا اور فَذُوْقُوْهُ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

فَاضْرِبُوْا: تو مارو، تو اُڑا دو — فَذُوْقُوْهُ: تو اُسے چکھو

س21۔ شَآقُّوا اور یُّشَاقِقِ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

شَآقُّوا: اُنہوں نے مخالفت کی — یُّشَاقِقِ: وہ مخالفت کرتا ہے

س22۔ مَاْوٰهُ اور بِئْسَ الْمَصِیْرُ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

مَاْوٰهُ: اُس کا ٹھکانہ — بِئْسَ الْمَصِیْرُ: بہت بُری جگہ

س23۔ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ اور بَلَآءً حَسَنًا کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ: تم نے اُن لوگوں کو قتل نہیں کیا — بَلَآءً حَسَنًا: اچھی طرح آزمائش

س24۔ كَیْدِ الْكٰفِرِیْنَ اور اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ: کافروں کی تدبیر اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا: اگر تم فتح چاہتے ہو

س25۔ اِنْ تَنْتَهُوْا اور اِنْ تَعُوْدُوْا کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

اِنْ تَنْتَهُوْا: اگر تم باز آ جاؤ اِنْ تَعُوْدُوْا: اگر تم پھر کرو گے

س26۔ مُوْهِنُ اور رَمَيْتَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

مُوْهِنُ: کمزور کر دینے والا رَمَيْتَ: تو نے پھینکا

سورۃ الانفال رکوع نمبر 3

(آیت نمبر 20 تا 28)

مشتق الفاظ معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
شَرَّالدَّوَآبِّ	بدترین قسم کے جانور	اِسۡتَجِیۡبُوۡا	حکم مانو، پکار کا جواب دو
یَحُوۡلُ	حائل ہوتا ہے	مُسۡتَضۡعَفُوۡنَ	مغلوب، بے زور
یَتَخَطَّفَ	وہ اُچک لے جائے	لَا تَخُوۡنُوۡا	تم خیانت نہ کرو

لفظی اور بامحاورہ ترجمہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	اَطِیۡعُوا	اللّٰهَ	وَ رَسُوۡلَهٗ	وَ لَا	تَوَلَّوۡا
اور وہ لوگ جو	ایمان لائے ہو	حکم پر چلو	اللہ	اور اس کے رسول کے	اور مت	روگردانی کرو

اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر چلو، اور اس کی روگردانی نہ کرو

عَنۡهُ	وَ اَنۡتُمۡ	تَسۡمَعُوۡن(20)	وَ لَا	تَکُوۡنُوۡا	کَالَّذِیۡنَ	قَالُوۡا
اس سے	اور تم	سنتے ہو	اور نہ	ہونا تم	ان جیسے جنھوں نے	کہا

اور تم سنتے ہو۔(20) اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں کہ ہم نے (حکم خدا)

سَمِعۡنَا	وَ هُمۡ	لَا یَسۡمَعُوۡن(21)	اِنَّ	شَرَّ	الدَّوَآبِّ	عِنۡدَ اللّٰهِ
سن لیا ہم نے	اور وہ	نہیں سنتے	بے شک	بدتر	چلنے پھرنے والے جانور	اللہ کے نزدیک

سن لیا، مگر (حقیقت میں) نہیں سنتے، (21) کچھ شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تمام جانوروں سے بدتر

الصُّمُّ	الۡبُکۡمُ	الَّذِیۡنَ	لَا	یَعۡقِلُوۡن(22)	وَ لَوۡ	عَلِمَ
وہ بہرے	گونگے	جو	نہیں	سمجھتے	اور اگر	جانتا

بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے، (22) اور اگر خدا ان میں نیکی (کا مادہ) دیکھتا

اللّٰهُ	فِیۡهِمۡ	خَیۡرًا	لَّاَسۡمَعَهُمۡ	وَ لَوۡ	اَسۡمَعَهُمۡ	لَتَوَلَّوۡا
اللہ	ان میں	کچھ نیکی	تو ضرور سنا دیتا ان کو	اور اگر	سنا دے ان کو	تو ضرور بھاگیں گے

تو ان کو سننے کی توفیق بخشتا، اور اگر (بغیر صلاحیت ہدایت کے) سماعت دیتا تو وہ

وَ هُمْ	مُّعْرِضُوْنَ(23)	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	اسْتَجِيْبُوْا	لِلّٰهِ	وَ لِلرَّسُوْلِ
اور وہ	منہ پھیرنے والے ہیں	اے وہ لوگو جو	ایمان لائے ہو	حکم مانو	اللہ	اور اُس کے رسول کا

منہ پھیر کر بھاگ جاتے۔(23) مومنو خدا اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو۔

اِذَا	دَعَاكُمْ	لِمَا	يُحْيِيْكُمْ	وَ اعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ
جب کہ	وہ بلائے تمھیں	اس کام کے لیے جو	زندگی دے تمھیں	اور جان رکھو	بے شک	اللہ

جبکہ رسول خدا تمھیں ایسے کام کے لئے بلاتے ہیں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے۔ اور جان رکھو کہ خدا

يَحُوْلُ	بَيْنَ	الْمَرْءِ	وَقَلْبِهٖ	وَ اَنَّهٗٓ	اِلَيْهِ	تُحْشَرُوْنَ(24)
حائل ہو جاتا ہے	درمیان	آدمی	اور اس کے دل	اور یہ کہ	اسی کی طرف	تم جمع کیے جاؤ گے

آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہ تم سب اس کے روبرو جمع کیے جاؤ گے،(24)

وَ اتَّقُوْا	فِتْنَةً	لَّا	تُصِيْبَنَّ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	مِنْكُمْ
اور ڈرو اُس	فتنہ سے	جو نہ	پہنچے گا	صرف انھیں لوگوں کو جو	ظلم کرتے ہیں	تم میں سے

اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انھی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گناہ گار ہیں،

خَآصَّةً	وَ اعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	شَدِيْدُ	ا ِ ّ ب(25)	وَ اذْكُرُوْٓا
خاص طور پر	اور جان رکھو	یہ کہ	اللہ	سخت	عذاب دینے والا ہے	اور یاد کرو

اور جان رکھو کہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔(25) اور (اس وقت کو) یاد کرو کہ

اِذْ	اَنْتُمْ	قَلِيْلٌ	ُ ُ \ضْعَفُوْنَ	فِي الْاَرْضِ	تَخَافُوْنَ	اَنْ
جب	تم	تھوڑی تعداد	ضعیف	زمین میں (مکہ)	تم ڈرتے رہتے تھے	کہ

جب تم زمین (مکہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمھیں

يَّتَخَطَّفَكُمُ	النَّاسُ	فَاٰوٰىكُمْ	وَ اَيَّدَكُمْ	بِنَصْرِهٖ	وَ رَزَقَكُمْ	مِّنَ الطَّيِّبٰتِ
اُچک لے جائیں تم کو	لوگ	پھر اس نے جگہ دی تم کو	اور قوت دی تمھیں	ساتھ اپنی مدد کے	اور کھانے کو دیا تمھیں	پاکیزہ چیزوں سے

اڑا (نہ) لے جائیں (یعنی بے خان و ماں نہ کر دیں) تو اس نے تم کو جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں

لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ(26)	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَخُوْنُوا	اللّٰهَ	وَ الرَّسُوْلَ
تا کہ تم	شکر کرو	اے لوگو جو ہو	ایمان لائے	نہ خیانت کرو	اللہ سے	اور اس کے رسول کے ساتھ

تا کہ (اس کا) شکر ادا کرو،(26) اے ایمان والو! نہ تو خدا اور رسول ﷺ کی امانت میں خیانت کرو

وَ تَخُوْنُوْٓا	اَمٰنٰتِكُمْ	وَ اَنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ(27)	وَ اعْلَمُوْٓا	اَنَّمَآ	اَمْوَالُكُمْ
اور نہ خیانت کرو	تم اپنی امانتوں میں	اور تم	جانتے ہو	اور جان رکھو	کہ بے شک	مال تمھارے

اور نہ ہی اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔(27) اور جان رکھو کہ تمھارا مال

وَ اَوْلَادُکُمْ	فِتْنَۃٌ	وَّ اَنَّ	اللّٰہَ	عِنْدَہٗٓ	اَجْرٌ	عَظِیْمٌ(28)
اوراولادتمھاری	(بڑی) آزمائش ہے	اور یہ کہ	اللہ	پاس اس کے	ثواب	بڑا ہے

اوراولادبڑی آزمائش ہے،اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں کا) بڑا ثواب ہے۔(28)

آیات کے مفاہیم

آیت نمبر 20

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْہُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ O

ترجمہ: اے ایمان والو! خدااوراس کے رسول کے حکم پرچلواوراس سے روگردانی نہ کرواورتم سنتے ہو۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ اسلامی شریعت کی بنیاد ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار بندوں کو اپنی اوراپنے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کا حکم دیتا ہےاورمخالفت سےاورکافروں جیسا ہونے سے منع فرماتا ہے۔ارشاد ہوتا ہے کہ اطاعت کو نہ چھوڑو،تابع داری سے منہ نہ موڑو۔جن کاموں سے اللہ اوراس کا رسول ﷺ روک دیں تو رُک جایا کرو،سن کران سنی نہ کردیا کرو،مشرکوں کی طرح نہ بن جاؤ کہ سنا ہی نہیں اور کہہ دیا کہ سن لیا،نہ منافقوں کی طرح بنو کہ بظاہر ماننے والے دکھائی دو۔

آیت نمبر 21

وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ O

ترجمہ: اوران لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں کہ ہم نے (حکم خدا) سن لیا مگر (حقیقت میں) نہیں سنتے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اہل ایمان کو کافروں کے انداز کو اپنانے سے منع کیا گیا ہے کہ وہ زبان سے تو کہتے تھے کہ ہم نے اللہ کے پیغام کو سن لیا ہے لیکن جب عمل کی باری آتی تو وہ منہ پھیر لیتے ہیں۔وہ سنی ان سنی کردیتے ہیں یعنی جو انہوں نے سنا ہے اگر وہ اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے تو گویا انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔یہاں سننے سے مراد وہ سننا ہے جو ماننے اور قبول کرنے کے معنی میں ہوتا ہے اشارہ ان کفار و منافقین کی طرف ہے جو ایمان کا اقرار تو کرتے تھے مگر احکام کی اطاعت سے منہ موڑ جاتے تھے۔یعنی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ سننا ہی کیا جو آدمی سیدھی سی بات کو سن کر سمجھ نہ سکے یا سمجھ کر قبول نہ کرے۔

آیت نمبر 22

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنۡدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الۡبُكۡمُ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡقِلُوۡنَ O

ترجمہ: کچھ شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اُن لوگوں کی نشاندہی کی جارہی ہے جو سننے اور بولنے کی قوتوں سے صحیح کام نہیں لیتے، حق بات کو یا تو سنتے ہی نہیں یا سن کو قبول نہیں کرتے اور گونگے بنے رہتے ہیں۔ان کا شمار انسانوں میں نہیں کیا جاسکتا۔ان کی شکلیں اور صورتیں گو انسانوں جیسی ہی ہوں لیکن درحقیقت وہ بہرے گونگے جانور ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر ہیں۔ یہ لوگ بہرے گونگے ہونے کے ساتھ بے عقل بھی ہیں اور یہ ظاہر ہے جو بہرا گونگا عقل سے بھی خالی ہو اس کے سمجھنے سمجھانے کا کوئی راستہ نہیں۔ یہاں بدترین جانور سے مراد کفار (مشرکین اور منافقین بھی) ہیں۔اس آیت مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں سے پوری طرح فائدہ اُٹھا کر ہی ہم انسانی عظمت کی بلندیوں پر فائز ہوسکتے ہیں ورنہ ہماری حالت جانوروں سے بھی بدتر ہے۔

آیت نمبر 23

وَلَوۡ عَلِمَ اللّٰهُ فِيۡهِمۡ خَيۡرًا لَّاَسۡمَعَهُمۡ ؕ وَلَوۡ اَسۡمَعَهُمۡ لَتَوَلَّوْا وَّهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ O

ترجمہ: اور اگر خدا ان میں نیکی (کا مادہ) دیکھتا تو ان کو سننے کی توفیق بخشتا۔اور اگر (بغیر صلاحیت ہدایت کے) سماعت دیتا تو منہ پھیر کر بھاگ جاتے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں کفار کی فطرت کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے کہ اگر ان میں حق کو قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی تو اللہ تعالیٰ انہیں کلام الٰہی کو سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق ضرور دیتا، کیونکہ وہ کھلے عام اور دانستہ نافرمانی اور کفر کے مرتکب ہوئے ہیں۔اس عمل نے ان کی اس صلاحیت کو تباہ کردیا ہے۔اس لئے اب کوئی فائدہ نہیں۔ایسی صورت میں اگر وہ قرآن کی آیات سن بھی لیں اور سمجھ بھی لیں تب بھی وہ ان کو قبول نہیں کریں گے۔ بلکہ دشمنی باعث حق بات کو جانتے اور پہچانتے ہوئے بھی انکار کردیں گے۔

آیت نمبر 24

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ لِمَا يُحۡيِيۡكُمۡ ج

ترجمہ: مومنو! خدا اور اس کے رسول ﷺ کا حکم قبول کرو۔جبکہ رسول خدا تمہیں ایسے کام کے لئے بلاتے ہیں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ جب اللہ اور اس کی طرف سے دین کی پرعمل کی دعوت دی جائے تو اسے فوراً قبول کرلینا چاہئے کیونکہ وہ جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ مردہ دلوں کو زندگی عطا کرتی ہے۔ جو سنت رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہیں ان کو ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی عطا کی جاتی ہے۔ یہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ سنت نبوی ﷺ کی اطاعت میں دل زندہ ہوتا ہے اور اس کی نافرمانی سے دل مردہ ہوجاتا ہے۔ پس مومنین کی شان یہ ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کی پکار پر فوراً لبیک کہیں اور جس وقت اور جہاں اور جس کام کے لئے وہ بلائیں تو اپنے سب کاموں کو چھوڑ کر اُسی کی طرف متوجہ ہوجائیں۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ

ترجمہ: اور جان رکھو کہ خدا آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اور یہ بھی کہ تم سب اُسکے روبرو جمع کئے جاؤ گے۔

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی کہ حکم بجالانے میں دیر نہ کرو، شاید تھوڑی دیر بعد دل کی کیفیت ایسی نہ رہے کیونکہ اپنے دل پر آدمی کا قبضہ نہیں بلکہ دل خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جدھر چاہے پھیر دے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنی رحمت سے کسی کو نہ ہی محروم کرتا ہے اور نہ اُس پر مہر لگا دیتا ہے۔ ہاں جب بندہ احکام میں سُستی اور کاہلی کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات اور جزاء کا سلسلہ روک دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر بندہ حق پرستی چھوڑ کر ضد وعناد کو شیوہ بنالے تو اللہ اُس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ یہ بھی اہم ہے کہ آخر کار سب کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے، وہاں اُن سب اعمال کا حساب دینا ہے جو بندے نے دنیا میں کئے تھے۔ اور اُن اعمال کا پھل حاصل کرنا ہے۔ پس اپنے انسان کو اپنی آخرت کے بارے میں سوچ لینا چاہئے، اور اپنا نفع ونقصان بھی ذہن نشین کرلینا چاہئے۔

آیت نمبر 25

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ O

ترجمہ: اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گناہ گار ہیں۔ اور جان رکھو کہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔

مفہوم:

اس آیت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے اور نافرمانی کو ترک نہ کیا تو ایسا عذاب نازل ہوگا جس کا شکار ہر خاص و عام ہوگا۔ جو ظالم ہے وہ بھی اللہ کے عتاب کا نشانہ بنے گا اور وہ نیک شخص جس نے ظالم کے ظلم پر خاموشی اختیا کی یا اُس کے ظلم میں ساتھ دیا وہ بھی اللہ کے غضب میں گرفتار ہوگا۔ ظالم کو عذاب اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے دیا جائے گا اور غیر ظالم کو عذاب دینے کی وجہ ظالم کے ظلم میں ساتھ دینا یا ظلم پر خاموش رہ کر اس کے ظلم کی حمایت کرنا ہے۔ اہل ایمان کو یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ برائی کی نہ تو حمایت کریں نہ ہی اس پر خاموش رہیں۔ ہاتھ سے اُسے روکیں یا زبان سے بُرا کہیں اگر یہ دونوں صلاحیتیں ان میں نہیں تو برائی کو دل میں برا جانیں اور اُس کا ساتھ نہ دیں۔ اگر اہل ایمان یہ انداز اپنالیں تو معاشرے سے ظلم اور ظالم آسانی سے ختم ہوسکتے ہیں۔ ورنہ یہ ذہن نشین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب سے دوچار کردے گا۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ O

ترجمہ: اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اڑا (نہ) لے جائیں (یعنی بے خان و ماں نہ کریں) تو اس نے تم کو جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تاکہ (اس کا) شکر کرو۔

مفہوم:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مکہ میں مسلمانوں کی ابتدائی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب اُنھیں ہر وقت خطرہ لاحق رہتا تھا کہ کفار کہیں مٹا نہ دیں۔ گویا اس آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ مومنوں کو پروردگار عالم اپنے احسانات یاد دلا رہا ہے کہ اس نے مدینہ میں جگہ دی، ان کی گنتی اس نے بڑھا دی، ان کی کمزوری کو طاقت میں بدل دیا، ان کے خوف کو امن سے بدل دیا، ان کی فقیری کو امیری سے بدل دیا، انہیں حلال روزی یعنی مال غنیمت عطا فرمایا جو پہلی امتوں پر حلال نہیں تھا۔ انہوں نے جیسے جیسے اللہ کے فرمان کی بجا آواری کی ویسے ویسے یہ ترقی پا گئے۔ اب وہ اپنے پروردگار کے شکر میں لگے رہیں اور اس کے بڑے احسانات ہیں وہ شکر کو اور شکر کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

آیت نمبر 27

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ O

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ تو خدا اور رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اہل اسلام کو دو خیانتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے ایک خدا اور رسول ﷺ کی خیانت کی ممانعت ہے یعنی اُن کے احکام کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔ زبان سے اپنے کو مسلمان کہیں اور کام کفار کے کریں یا جس کام پر خدا اور رسول نے مامور کیا ہو اس میں پس و پیش کیا جائے۔ یا مال غنیمت میں چوری کی جائے۔ حکمرانوں، اعلیٰ افسروں اور ملازموں کو اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا وغیرہ حقیقت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت کرنا ہی ہے۔ دوسری خیانت آپس کی امانتوں میں ردوبدل، ایک دوسرے کے راز افشاء کرنا دھوکہ دہی، فریب وغیرہ سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی فرمادیا گیا کہ اگر تم ایسے اعمال جاری رکھو گے تو اللہ کے عذاب کو جانتے ہو۔

آیت نمبر 28

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ O

ترجمہ: اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے۔ اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں کا) بڑا ثواب ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد کو فتنہ یعنی امتحان اور آزمائش قرار دیا ہے۔ مال و دولت کی قلت بُرائی کی طرف راغب کر سکتی ہے اور

مال و دولت کی فراوانی فضول خرچی کا باعث بن سکتی ہے۔بعض اوقات انسان مال کی کمی کے باعث بے صبری کرتا ہے اور مال کی کثرت کے باعث اللہ کی ناشکری کرتا ہے۔ان دونوں صورتوں میں آزمائش ہے۔اسی طرح اولاد کا نہ ہونا بے صبری اور گلے شکوے کی وجہ بنتا ہے اور اولاد کی موجودگی اللہ کی تعلیمات سے غفلت کا باعث بن سکتی ہے۔دونوں صورتوں اللہ نے اپنے بندے کو آزمائش میں ڈالا ہے۔اس لئے اس آیت میں مال کی قلت میں صبر اور کثرت میں شکر و انفاق اور اولاد کی کمی میں صبر اور موجودگی میں اللہ کا شکر و اطاعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بہت بڑے اجر کی خوشخبری سنا دی گئی ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

مشقی الفاظ معانی کے سوالات

1۔ شَرَّ الدَّوَآب کا معنیٰ ہے۔

(الف) بدترین قوم (ب) نافرمان لوگ (ج) بدترین جانور (د) ہندو

2۔ اِسۡتَجِیۡبُوۡا کا معنی ہے:

(الف) تم فریاد کرتے ہو (ب) وہ فریاد کریں گے (ج) ہم نے مدد مانگی (د) پکار کا جواب دو

3۔ یَحُوۡلُ کا معنی ہے:

(الف) حائل ہوتا ہے (ب) ظلم کرنے والا (ج) غمگسار (د) غنودگی

4۔ مُّسۡتَضۡعَفُوۡنَ کا معنی ہے:

(الف) غیر اہم (ب) بے زور (ج) تم خیانت نہ کرو (د) ضرورت مند

5۔ مُّسۡتَضۡعَفُوۡنَ کا معنی ہے:

(الف) مغلوب (ب) فتنہ (ج) محتاج (د) ضرورت مند

6۔ یَّتَخَطَّفَ کا معنی ہے:

(الف) وہ اچک لیا جائے (ب) بہرے (ج) بے زور (د) گونگے

7. یَّتَخَطَّفَ کا معنی ہے:

(الف) وہ اُڑا نہ لے جائیں (ب) بہرے (ج) بے زور (د) گونگے

8۔ لَا تَخُوۡنُوا کا معنی ہے:

(الف) روزہ رکھو (ب) خیانت نہ کرو (ج) پکار کا جواب دو (د) ہمت سے کام لو

بامحاورہ ترجمہ کے سوالات

9۔ اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے حکم پر چلو اور:

(الف) نماز پڑھو (ب) روزہ رکھو (ج) زکوٰۃ دو (د) روگردانی نہ کرو

10۔ اے ایمان والو! حکم مانو:

(الف) اللہ کا (ب) رسول کا

(ج) اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا (د) والدین کا

11۔ جان لو کہ اللہ حائل ہو جاتا ہے آدمی اور اُس کے۔۔۔۔۔ درمیان:

(الف) دولت (ب) خواہشات (ج) شیطان (د) دل

12۔ انسان کے لیے مال اولاد ہیں:

(الف) دولت (ب) متاع (ج) فتنہ (د) محبت

13۔ اللہ کے نزدیک بدترین جانور کون ہیں؟

(الف) گونگے (ب) بہرے (ج) گونگے اور بہرے (د) اندھے

14۔ رسول اللہ ﷺ تمھیں ایسے کام کے لیے بلاتے ہیں جو تم کو بخشتا ہے:

(الف) دلی سکون (ب) حیات جاوداں (ج) روحانی سکون (د) دولت

15۔ (اے مومنو!) ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا مگر نہیں (حقیقت میں):

(الف) دیکھتے (ب) سنتے (ج) سمجھتے (د) بولتے

16۔ اگر اللہ ان میں نیکی (کا مادہ) دیکھتا تو ان کو توفیق بخشتا:

(الف) دیکھنے کی (ب) سمجھنے کی (ج) ہدایت کی (د) سننے کی

17۔ اور ڈرو اس فتنے سے جو خصوصیت کے ساتھ انہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ہیں:

(الف) بدکار (ب) گناہ گار (ج) ذمہ دار (د) بداخلاق

18۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب تم قلیل وضعیف سمجھے جاتے تھے:

(الف) مدینہ میں (ب) جدہ میں (ج) طائف میں (د) مکہ میں

19۔ جان رکھو کہ تمھارے لئے مال اور اولاد بڑی ہے:

(الف) دولت (ب) متاع (ج) آزمائش (د) محبت

اضافی سوالات

20۔ کس سورہ میں مال اور اولاد کو آزمائش قرار دیا گیا ہے:

(الف) احزاب (ب) ممتحنہ (ج) انفال (د) توبہ

21۔ خدا کا حکم قبول کرنے والے کو ملتی ہے:

(الف) نجات (ب) حیات جاوداں (ج) رہنمائی (د) مدد

22۔ خدا تعالیٰ کے روبرو کون جمع کئے جائیں گے؟

(الف) ہم سب (ب) فرشتے (ج) ظالم (د) نافرمان

23۔ کیا اللہ کا عذاب صرف ظلم کرنے والوں پر نازل ہوگا؟

(الف) جی ہاں (ب) ممکن ہے (ج) ان کا ساتھ دینے والوں پر بھی (د) شاید

24۔ مکہ میں قلیل اور ضعیف سمجھے جانے والوں کو ڈر تھا کہ وہ:

(الف) انہیں لوگ اُڑا نہ لے جائیں (ب) مار نہ ڈالیں (ج) قید نہ کر دیں (د) جلاوطن نہ کر دیں

25۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت نہ کرنے سے مراد ہے:

(الف) اُنکی نافرمانی سے گریز (ب) اُن کا مال نہ کھانا

(ج) اُن سے جنگ نہ کرنا (د) کفار سے دوستی نہ کرنا

26۔ سورۃ الانفال میں کن دو چیزوں کو فتنہ قرار دیا گیا؟

(الف) کفر اور شرک (ب) نافرمانی (ج) مال (د) مال اور اولاد

27۔ الطیبٰت کا معنیٰ ہے؟

(الف) پاکیزہ چیزیں (ب) ضروری چیزیں (ج) حلال چیزیں (د) ناجائز

28۔ الصم کا معنیٰ ہے۔

(الف) بہرے (ب) گونگے (ج) نابینا (د) معذور

29۔ البکم کا معنیٰ ہے۔

(الف) بہرے (ب) گونگے (ج) نابینا (د) معذور

جوابات

1	ج	2	د	3	الف	4	ب	5	الف	6	الف	7	الف	8	ب	9	د	10	ج
11	د	12	ج	13	ج	14	ب	15	ب	16	د	17	ب	18	د	19	ج	20	ج
21	ب	22	الف	23	ب	24	الف	25	الف	26	د	27	ج	28	الف	29	ب		

سوالات کے مختصر جوابات

مشقی سوالات

س 1۔ شَرَّ الدَّوَآب سے کیا مراد ہے؟

ج۔ شَرَّ الدَّوَآب سے مراد

شَرَّ الدَّوَآب سے مراد ہے "بدترین جانور"

جانوروں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوت گویائی اور عقل وشعور سے نوازا ہے مگر ایسے انسان جو حق کو نہ پہچانیں تو انھیں بدترین جانور کہا گیا ہے۔سورۃ الانفال میں کفار (یعنی یہود، نصاریٰ، مشرکین اور منافقین) کو بدترین جانور کہا گیا ہے کیونکہ یہ لوگ عقل رکھتے ہوئے بھی ایمان نہیں لاتے اس لیے انہیں بدترین جانور کہا گیا۔

س2۔ سورۃ الانفال کی آیات میں خیانت سے کیا مراد ہے؟

ج۔ خیانت سے مراد

خیانت کے معنی ہیں "دغا، دھوکہ، بے ایمانی اور عہد شکنی" خیانت امانت کی ضد ہے اور منافق کی نشانی ہے۔

سورۃ الانفال میں ارشاد پاک ہے: "اے اہل ایمان! اللہ اور رسول ﷺ کی امانت میں خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو"

اس آیت کے دو حصے ہیں۔

۱۔ پہلے حصے میں اللہ اور اُس کے رسول کے احکامات سے انحراف اور ان میں تبدیلی سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۲۔ دوسرے حصے میں آپس کے دنیاوی معاملات، لین دین میں دھوکہ دہی سے منع کیا گیا ہے۔

س3۔ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ٥ کا مفہوم تحریر کریں۔

ج۔ ترجمہ: "اور ان لوگوں جیسے نہ ہو جانا جو کہتے ہیں کہ ہم نے (خدا کا حکم) سن لیا مگر (حقیقت میں) نہیں سنتے"

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اہل ایمان کو کافروں کے انداز کو اپنانے سے منع کیا گیا ہے کہ وہ زبان سے تو کہتے تھے کہ ہم نے اللہ کے پیغام کو سن لیا ہے لیکن جب عمل کی باری آتی تو وہ منہ پھیر لیتے ہیں۔وہ سنی ان سنی کر دیتے ہیں یعنی جو اُنہوں نے سنا ہے اگر وہ اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے تو گویا انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔یہاں سننے سے مراد وہ سننا ہے جو ماننے اور قبول کرنے کے معنی میں ہوتا ہے اشارہ ان کفار و منافقین کی طرف ہے جو ایمان کا اقرار تو کرتے تھے مگر احکام کی اطاعت سے منہ موڑ جاتے تھے۔یعنی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ سننا ہی کیا جو آدمی سیدھی سی بات کو سن کر سمجھ نہ سکے یا سمجھ کر قبول نہ کرے۔

س4۔ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ٥ کا مفہوم تحریر کریں۔

ج۔ ترجمہ: "بے شک خدا کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر بہرے گونگے لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے"

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اُن لوگوں کی نشاندہی کی جارہی ہے جو سننے اور بولنے کی قوتوں سے صحیح کام نہیں لیتے ،حق بات کو یا تو سنتے ہی نہیں یا سن کو قبول نہیں کرتے اور گونگے بنے رہتے ہیں۔ان کا شمار انسانوں میں نہیں کیا جا سکتا۔ان کی شکلیں اور صورتیں گو انسانوں جیسی ہی ہوں لیکن درحقیقت وہ بہرے گونگے جانور ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر ہیں۔یہ لوگ بہرے گونگے ہونے کے ساتھ بے عقل بھی ہیں اور یہ ظاہر ہے جو بہرا گونگا عقل سے بھی خالی ہو اس کے سمجھنے سمجھانے کا کوئی راستہ نہیں۔اس آیت مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں سے پوری طرح فائدہ اُٹھا کر ہی ہم انسانی عظمت کی بلندیوں پر فائز ہو سکتے ہیں ورنہ ہماری حالت جانوروں سے بھی بدتر ہے۔

س5۔ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ٥ کا مفہوم تحریر کریں۔

ج۔ ترجمہ: "اور جان رکھو کہ خدا آدمی اور اسکے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔"

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی کہ حکم بجالانے میں دیر نہ کرو، شاید تھوڑی دیر بعد دل کی کیفیت ایسی نہ رہے کیونکہ اپنے دل پر آدمی کا قبضہ نہیں بلکہ دل خدا کے ہاتھ میں ہے۔وہ جدھر چاہے پھیر دے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنی رحمت سے کسی کو نہ ہی محروم کرتا ہے اور نہ اُس پر مہر لگا دیتا ہے۔ہاں جب بندہ احکام میں سُستی اور کاہلی کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات اور جزاء کا سلسلہ روک دیا جاتا ہے۔اسی طرح اگر بندہ حق پرستی چھوڑ کر

ضد وعناد کوشیوہ بنالے تو اللہ اُس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ یہ بھی اہم ہے کہ آخر کار سب کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے، وہاں اُن سب اعمال کا حساب دینا ہے جو بندے نے دنیا میں کیئے تھے۔ اور اُن اعمال کا پھل حاصل کرنا ہے۔ پس اپنے انسان کو اپنی آخرت کے بارے میں سوچ لینا چاہیئے، اور اپنا نفع ونقصان بھی ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔

س6۔ وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ کا مفہوم تحریر کریں۔

ج۔ **ترجمہ:** ''اور اس فتنے سے ڈرو خصوصیت کے ساتھ انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گنہگار ہیں۔''

مفہوم:

اس آیت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے اور نافرمانی کو ترک نہ کیا تو ایسا عذاب نازل ہوگا جس کا شکار ہر خاص و عام ہوگا۔ جو ظالم ہے وہ بھی اللہ کے عتاب کا نشانہ بنے گا اور وہ نیک شخص جس نے ظالم کے ظلم پر خاموشی اختیار کی یا اُس کے ظلم میں ساتھ دیا وہ بھی اللہ کے غضب میں گرفتار ہوگا۔ ظالم کو عذاب اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے دیا جائے گا اور غیر ظالم کو عذاب دینے کی وجہ ظالم کے ظلم میں ساتھ دینا یا ظلم پر خاموش رہ کر اس کے ظلم کی حمایت کرنا ہے۔ اہل ایمان کو یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ برائی کی نہ تو حمایت کریں نہ ہی اس پر خاموش رہیں۔ ہاتھ سے اُسے روکیں یا زبان سے بُرا کہیں اگر یہ دونوں صلاحیتیں ان میں نہیں تو برائی کو دل میں برا جانیں اور اُس کا ساتھ نہ دیں۔ اگر اہل ایمان یہ انداز اپنا لیں تو معاشرے سے ظلم اور ظالم آسانی سے ختم ہو سکتے ہیں۔ ورنہ یہ ذہن نشین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب سے دوچار کر دے گا۔

س7۔ '' وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ '' کا مفہوم تحریر کریں۔

ج۔ **ترجمہ:** ''اور خوب جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد (سب) آزمائش ہے اور بے شک اللہ کے پاس اجر عظیم ہے۔''

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد کو فتنہ یعنی امتحان اور آزمائش قرار دیا ہے۔ مال و دولت کی قلت بُرائی کی طرف راغب کر سکتی ہے اور مال و دولت کی فراوانی فضول خرچی کا باعث بن سکتی ہے۔ بعض اوقات انسان مال کی کمی کے باعث بے صبری کرتا ہے اور مال کی کثرت کے باعث اللہ کی ناشکری کرتا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں آزمائش ہے۔ اسی طرح اولاد کا نہ ہونا بے صبری اور گلے شکوے کی وجہ بنتا ہے اور اولاد کی موجودگی اللہ کی تعلیمات سے غفلت کا باعث بن سکتی ہے۔ دونوں صورتوں اللہ نے اپنے بندے کو آزمائش میں ڈالا ہے۔ اس لئے اس آیت میں مال کی قلت میں صبر اور کثرت میں شکر و انفاق اور اولاد کی کمی میں صبر اور موجودگی میں اللہ کا شکر و اطاعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بہت بڑے اجر کی خوشخبری سنا دی گئی ہے۔

اضافی سوالات

س8۔ سورۃ الانفال میں کن لوگوں کو بدترین جانور کہا گیا ہے؟

ج۔ **بدترین لوگ**

سورۃ الانفال میں کفار (یہود، نصاریٰ، مشرکین اور منافقین کو) بدترین لوگ کہا گیا ہے۔ جانوروں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوت گویائی اور عقل وشعور سے نوازا ہے مگر ایسے انسان جو حق کو نہ پہچانیں تو اُنھیں بدترین جانور کہا گیا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ عقل رکھتے ہوئے بھی ایمان نہیں لاتے اس لیے انہیں بدترین جانور کہا گیا ہے۔

س9۔ سورۃ الانفال میں اللہ نے ایمان والوں کو کیا حکم دیا؟

ج۔ **ایمان والوں کے لیے حکم**

''اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حکم دیا کہ:

''اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم پر چلو اور اس سے روگردانی نہ کرو''

س10۔ لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ سے کیا مراد ہے؟

ج۔ خیانت نہ کرنے سے مراد

ترجمہ: ''اللہ اور اُس کے رسول کی امانت میں خیانت نہ کرو''

اس آیت میں مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کے احکامات کو صدقِ دل سے بجالاؤ اور کبھی بھی کسی کام میں ان کی نافرمانی نہ کرو۔

س11۔ مال واولاد کے فتنے سے کیا مراد ہے؟

ج۔ مال واولاد کے فتنے سے مراد

مال واولاد کے فتنے سے مراد یہ کہ ان دونوں کی محبت میں ڈوب کر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھولنا ہے۔ مال و دولت سے محبت ایک فطری عمل ہے۔ مال سے انسان زندگی کی سہولتیں حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح والدین اولاد کی محبت میں بڑی سے بڑی قربانی دے دیتے ہیں۔ لہٰذا کیا وہ انھی میں کھو کر رہ جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو انھیں دونوں سے آزماتا ہے۔

س12۔ ترجمہ کیجیے: وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

ج۔ **ترجمہ:** ''اور جان رکھو کہ تمھارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے۔''

س13۔ سورۃ الانفال میں سماعت سے محروم لوگوں کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟

ج۔ سماعت سے محروم لوگ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور اگر خدا ان میں نیکی (کا مادہ) دیکھتا تو ان کو سننے کی توفیق بخشتا۔ اور اگر (بغیر صلاحیت ہدایت کے) سماعت دیتا تو منہ پھیر کر بھاگ جاتے۔''

س14: اللہ تعالیٰ نے کافروں ہدایت کیوں نہ دی؟

ج: ہدایت نہ دینے کی وجہ

سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو ہدایت نہ دینے کی یہ وجہ بیان کی ہے:

''اور اگر خدا ان میں نیکی (کا مادہ) دیکھتا تو ان کو سننے کی توفیق بخشتا۔ اور اگر (بغیر صلاحیت ہدایت کے) سماعت دیتا تو منہ پھیر کر بھاگ جاتے۔''

س15۔ خدا کا حکم قبول کرنے سے کس طرح کی زندگی ملتی ہے؟

ج۔ خدا کا حکم

سورۃ الانفال کے مطابق خدا کا حکم قبول کرنے والوں کو ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی عطا ہوتی ہے۔ اللہ نے فرما:

''مومنو! خدا اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو۔ جبکہ رسول خدا تمہیں ایسے کام کے لئے بلاتے ہیں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے۔''

س16۔ سورۃ الانفال کے مطابق مسلمان مکہ میں کس طرح کے حالات سے گزرے؟

ج۔ مکہ میں مسلمانوں کے حالات

مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے مسلمانوں کو کفار کی طرف سے شدید پریشانیوں کا سامنا رہا۔ اُن کی تعداد بہت کم تھی جس کی وجہ سے کفار کے ظلم وستم کا نشانہ بناتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا:

''اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اڑا (نہ) لے جائیں (یعنی بے خانماں نہ کریں) تو اس نے تم کو جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تا کہ (اس کا) شکر کرو۔''

س 17۔ کیا اللہ کا عذاب صرف ظالموں پر نازل ہوگا؟

ج۔ اللہ کا عذاب

اللہ تعالیٰ کا عذاب صرف ظالموں پر نازل نہیں ہوگا، بلکہ اُن لوگوں پر بھی نازل ہوگا جو ظلم کا ساتھ دیتے ہیں یا ظالم کے ظلم پر خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

س 18۔ وَلَا تَوَلَّوْا اور تَسْمَعُوْنَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

وَلَا تَوَلَّوْا: اور روگردانی نہ کرو — تَسْمَعُوْنَ: تم سنتے ہو

س 19۔ لَا يَسْمَعُوْنَ اور لَا يَعْقِلُوْنَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

لَا يَسْمَعُوْنَ: وہ نہیں سنتے — لَا يَعْقِلُوْنَ: وہ نہیں سمجھتے

س 20۔ مُعْرِضُوْنَ اور وَاعْلَمُوْٓا کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

مُعْرِضُوْنَ: وہ منہ پھیرتے ہیں — وَاعْلَمُوْٓا: اور جان رکھو

س 21۔ تُحْشَرُوْنَ اور خَآصَّةً کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

تُحْشَرُوْنَ: تم جمع کئے جاؤ گے — خَآصَّةً: خصوصیت کے ساتھ

س 22۔ لَّا تُصِيْبَنَّ اور شَدِيْدُ الْعِقَابِ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

لَّا تُصِیْبَنَّ: واقع نہ ہوگا شَدِیْدُ الْعِقَابِ: سخت عذاب دینے والا

س23۔ تَخَافُوْنَ اور فَاٰوٰئکُمْ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

تَخَافُوْنَ: تم ڈرتے رہتے تھے فَاٰوٰئکُمْ: تو اس نے تم کو جگہ دی

س24۔ وَاَیَّدَکُمْ اور لَا تَخُوْنُوا کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

وَاَیَّدَکُمْ: تم کو تقویت بخشی لَا تَخُوْنُوا: تو خیانت کرو

س25۔ فِتْنَۃٌ اور اَجْرٌ عَظِیْمٌ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

فِتْنَۃٌ: آزمائش اَجْرٌ عَظِیْمٌ: بڑا ثواب

سورۃ الانفال رکوع نمبر:4

(آیت نمبر 29 تا 37)

مشکل الفاظ معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یُثۡبِتُوۡا	وہ قید کر دیں	اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ	پہلوں کی کہانیاں
مُکَآءً	سیٹیاں	تَصۡدِیَۃً	تالیاں
فَیَرۡکُمَہٗ	وہ جمع کرے اسے		

لفظی اور با محاورہ ترجمہ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡۤا	اِنۡ	تَتَّقُوا	اللّٰہَ	یَجۡعَلۡ	لَّکُمۡ
اے وہ لوگو جو	ایمان لائے ہو	اگر	ڈرو گے تو	اللہ سے	کر دے گا (پیدا)	تمھارے لیے

مومنو! اگر تم خدا سے ڈرو گے تو وہ تمھارے لیے

فُرۡقَانًا	وَّ یُکَفِّرۡ	عَنۡکُمۡ	سَیِّاٰتِکُمۡ	وَ یَغۡفِرۡلَکُمۡ	وَ اللّٰہُ	ذُو الۡفَضۡلِ
امتیاز	اور مٹا دے گا	تم سے	گناہ تمھارے	اور بخش دے گا تمہیں	اور اللہ	صاحب فضل ہے

امرِ فارق پیدا کر دے گا (یعنی تم کو ممتاز کر دے گا) اور تمھارے گناہ مٹا دے گا اور تمھیں بخش دے گا، اور خدا بڑے فضل والا ہے۔(29)

الۡعَظِیۡمِ (29)	وَ اِذۡ	یَمۡکُرُ	بِکَ	الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	لِیُثۡبِتُوۡکَ	اَوۡ یَقۡتُلُوۡکَ
عظیم	اور جب	چال چلتے تھے	ساتھ تیرے	اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا	قید کر ڈالیں تجھے	یا مار ڈالیں تجھے

اور (اے محمد ﷺ اس وقت یاد کرو) جب کافر لوگ تمھارے بارے میں چال چل رہے تھے۔ کہ تم کو قید کر دیں یا جان سے مار ڈالیں

اَوۡ یُخۡرِجُوۡکَ	وَ یَمۡکُرُوۡنَ	وَ یَمۡکُرُ	اللّٰہُ	وَ اللّٰہُ	خَیۡرُ	الۡمٰکِرِیۡنَ (30)
یا نکال دیں تجھے	اور وہ چال چل رہے تھے	اور چال چل رہا تھا ادھر	اللہ	اور اللہ	بہترین	تدبیر کرنے والا ہے

یا (وطن سے) نکال دیں تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (ادھر) خدا چال چل رہا تھا اور خدا سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔(30)

وَ اِذَا	تُتۡلٰی	عَلَیۡھِمۡ	اٰیٰتُنَا	قَالُوۡا	قَدۡ سَمِعۡنَا	لَوۡ
اور جب	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں	ان کو	آیتیں ہماری	کہتے ہیں	تحقیق ہم نے سن لیا	اگر

اور جب اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں (یہ کلام) ہم نے سن لیا،

نَشَآءُ	لَقُلۡنَا	مِثۡلَ	ھٰذَآ	اِنۡ	ھٰذَآ	اِلَّاۤ
ہم چاہیں	تو کہہ دیں ہم	مانند	اس کی	نہیں	یہ (قرآن)	مگر

اگر ہم چاہیں تو اسی طرح کا (کلام) ہم بھی کہہ دیں اور یہ ہے ہی کیا صرف اگلے لوگوں کی

اَسَاطِیۡرُ	الۡاَوَّلِیۡنَ (31)	وَ اِذۡ	قَالُوا	اللّٰھُمَّ	اِنۡ	کَانَ
حکایتیں	پہلے والوں کی	اور جب	کہنے لگے	اے اللہ	اگر	ہے

حکایتیں ہیں۔(31) اور جب اُنھوں نے کہا کہ اے خدا اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے

هٰذَا	هُوَ	الْحَقَّ	مِنْ عِنْدِكَ	فَاَمْطِرْ	عَلَيْنَا	حِجَارَةً
یہی	وہ	سچا	تیری طرف سے	تو برسا	ہم پر	پتھر

برحق ہے۔ تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا

مِّنَ السَّمَآءِ	اَوِ	ائْتِنَا	بِعَذَابٍ	اَلِيْمٍ (32)	وَ مَا	كَانَ
آسمان سے	یا	لے آ ہم پر	عذاب	دردناک	اور نہیں	تھا

یا کوئی اور تکلیف دینے والا عذاب بھیج۔(32) اور خدا ایسا نہ تھا

اللّٰهُ	لِيُعَذِّبَهُمْ	وَ اَنْتَ	فِيْهِمْ	وَ مَا	كَانَ	اللّٰهُ
اللہ	کہ عذاب دیتا انھیں	اور تم	ان میں تھے	اور نہیں	ہے	اللہ

کہ جب تک تم اُن میں تھے انھیں عذاب دیتا۔ اور نہ ایسا تھا

مُعَذِّبَهُمْ	وَ هُمْ	يَسْتَغْفِرُوْنَ (33)	وَ مَا لَهُمْ	اَلَّا	يُعَذِّبَهُمُ	اللّٰهُ
عذاب دینے والا ان کو	اور وہ	بخشش مانگتے ہوں	اور کیا ہے ان کے لیے	کہ نہ	عذاب کرے ان کو	اللہ

کہ وہ بخشش مانگیں اور اُنھیں عذاب دے۔(33)

وَ هُمْ	يَصُدُّوْنَ	عَنِ الْمَسْجِدِ	الْحَرَامِ	وَ مَا	كَانُوْٓا	اَوْلِيَآءَهٗ
جب کہ وہ	روکتے ہیں	مسجد سے	عزت والی	اور نہیں	ہیں وہ	متولی اس کے

اور اب ان کے لیے کون سی وجہ ہے کہ وہ اُنھیں عذاب نہ دے جب کہ وہ مسجد محترم (میں نماز) پڑھنے سے روکتے ہیں۔ اور وہ اس مسجد کے متولی بھی نہیں

اِنْ	اَوْلِيَآؤُهٗٓ	اِلَّا	الْمُتَّقُوْنَ	وَ لٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ (34)
نہیں	متولی اس کے	مگر	پرہیزگار	اور لیکن	اکثر ان میں سے	نہیں جانتے

اس کے متولی تو صرف پرہیزگار ہیں لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے (34)

وَ مَا	كَانَ	صَلَاتُهُمْ	عِنْدَ الْبَيْتِ	اِلَّا	مُكَآءً	وَّ تَصْدِيَةً
اور نہ	تھی	نماز ان کی	نزدیک کعبہ کے	مگر	سیٹیاں بجانا	اور تالیاں بجانا

اور ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا اور کچھ نہ تھی

فَذُوْقُوا	الْعَذَابَ	بِمَا	كُنْتُمْ	تَكْفُرُوْنَ (35)	اِنَّ	الَّذِيْنَ
پس چکھو تم	عذاب	بسبب اس کے کہ	تھے تم	کفر کرتے	بے شک	جنھوں نے

تو تم جو کفر کرتے تھے اب اس کے بدلے عذاب (کا مزہ) چکھو۔(35) جو لوگ

كَفَرُوْا	يُنْفِقُوْنَ	اَمْوَالَهُمْ	لِيَصُدُّوْا	عَنْ	سَبِيْلِ	اللّٰهِ
کفر کیا	وہ خرچ کرتے ہیں	مال اپنے	تا کہ روکیں	سے	راستے	اللہ کے

کافر ہیں اپنا مال خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں کو) خدا کے راستے سے روکیں،

فَسَيُنْفِقُوْنَهَا	ثُمَّ	تَكُوْنُ	عَلَيْهِمْ	حَسْرَةً	ثُمَّ	يُغْلَبُوْنَ
پس وہ خرچ کریں گے اُس کو	پھر	ہوگا	ان کے لیے	افسوس	پھر	وہ مغلوب ہو جائیں گے

سو ابھی اور خرچ کریں گے مگر آخر وہ (خرچ کرنا) ان کے لیے (موجب) افسوس ہوگا اور وہ مغلوب ہو جائیں گے۔

وَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِلٰى	جَهَنَّمَ	يُحْشَرُوْنَ (36)	لِيَمِيْزَ	اللّٰهُ
اور وہ لوگ جو	کافر ہیں	طرف	دوزخ	اکٹھے کیے جائیں گے	تا کہ جدا کر دے	اللہ

اور کافر لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے (36) تا کہ خدا ناپاک کو

الْخَبِيْثَ	مِنَ الطَّيِّبِ	وَ يَجْعَلَ	الْخَبِيْثَ	بَعْضَهُ	عَلٰى	بَعْضٍ
ناپاک	پاک سے	اور کردے	ناپاک کو	اس کے ایک کو	پر	دوسرے

پاک سے الگ کردے اور ناپاک کو ایک دوسرے پر رکھ کر

فَيَرْكُمَهُ	جَمِيْعًا	فَيَجْعَلَهُ	فِيْ جَهَنَّمَ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ الْخٰسِرُوْنَ(37)	
پھر ڈھیر بنادے اسکو	اکٹھا	پھر ڈال دے اس کو	جہنم میں	یہی لوگ	وہ خسارہ پانے والے ہیں	

ایک ڈھیر بنادے۔ پھر اس کو دوزخ میں ڈال دے۔ یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔(37)

آیات کے مفاہیم

آیت نمبر 29

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ O

ترجمہ: مومنو! اگر تم خدا سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لئے امر فارق پیدا کردے گا (یعنی تم کو ممتاز کردے گا) اور تمہارے گناہ مٹادے گا اور تمہیں بخش دے گا۔ اور خدا بڑے فضل والا ہے۔

مفہوم:

اللہ تعالیٰ نے اپنے پرہیزگار بندوں پر جو احسان کیا کرتا ہے اُن کا ذکر اس آیت مبارکہ میں کیا گیا ہے۔ جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں تین طرح کے خاص انعامات سے نوازتا ہے۔ ایک انعام حق اور باطل یعنی اچھائی اور برائی میں فرق کرنے کی صلاحیت عطا کی جاتی ہے۔ دوسرا انعام سابقہ گناہوں سے معافی عطا کی جاتی ہے اور تیسرا انعام دوزخ کے عذاب سے بخشش ہے۔ ان تین انعامات کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص کا ذکر فرمایا ہے۔

آیت نمبر 30

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ O

ترجمہ: اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اس وقت کو یاد کرو) جب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کردیں یا جان سے مار ڈالیں یا (وطن سے) نکال دیں تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (ادھر) خدا چال چل رہا تھا اور خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں کفار کی اِن سازشوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جو اُنہوں نے حضرت محمد ﷺ کے خلاف کیں۔ کفار مکہ کو یہ اندیشہ تھا کہ حضرت محمد ﷺ مدینہ ہجرت نہ کر جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو وہاں اسلام کی تبلیغ و اشاعت بہت آسان ہو جائے گی اور پھر لوگوں کو اسلام کی طرف راغب ہونے سے روکنا ناممکن ہو

جائے گا۔مشاورت کے لئے تمام کفار ایک مقام پر جمع ہوئے۔مختلف مشورے دئے گئے،کوئی کہتا تھا،قید کیا جائے اور خوب زخمی کیے جائیں،کسی کی رائے تھی کہ انہیں وطن سے نکال دیا جائے۔آخر میں ابو جہل کی رائے پر فیصلہ ہوا کہ تمام قبائل عرب میں سے ایک ایک جوان منتخب ہو اور وہ سب مل کر ایک ساتھ ان پر تلوار سے حملہ کر دیں۔تا کہ بنی ہاشم سارے عرب سے لڑائی نہ کر سکیں اور دیت دینی پڑے تو تمام قبائل پر تقسیم ہو جائے۔

جب کفار آپ ﷺ کے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپ ﷺ کو قید کریں یا قتل کر دیں یا شہر بدر کر دیں۔تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سب تدبیریں خاک میں ملا دیں۔اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کے پاس جبرائیلؑ کو بھیجا۔آپ ﷺ اللہ کے حکم سے سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے گھر سے باہر نکلے،جن کافروں نے محاصرہ کیا ہوا تھا اُن کی بینائی سلب ہو گئی اور نیند سے اُونگھنے لگے۔اللہ تعالیٰ سب سے بہتر حکمت عملی والا ہے۔اس کی مدد سے رسول خدا ﷺ بخیر و عافیت مکہ سے مدینہ سے ہجرت کر گئے۔اور کفار اپنی تمام چالوں میں ناکام ہو گئے۔

آیت نمبر 31

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ لا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ O

ترجمہ: اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں (یہ کلام) ہم نے سن لیا ہے۔اگر ہم چاہیں تو اسی طرح کا (کلام) ہم بھی کہہ دیں۔اور یہ ہے ہی کیا،صرف اگلے لوگوں کی حکایتیں ہیں۔

مفہوم:

اللہ تعالیٰ مشرکوں کے غرور تکبر،ان کی سرکشی،ناحق شناسی کیاوران کی ضد اور ہٹ دھرمی کی حالت بیان کرتا ہے کہ جھوٹ موٹ بک دیتے ہیں کہ ہاں بھئی ہم نے قرآن سن لیا،اس میں رکھا کیا ہے۔ہم خود قدرت رکھتے ہیں،اگر چاہیں تو اسی جیسا کلام کہہ دیں۔حالانکہ وہ کہہ نہیں سکتے۔اپنی عاجزی اور تہی دستی کو خوب جانتے ہیں،لیکن زبان سے شیخی بگھارتے تھے۔جہاں قرآن سنا تو اس کی قدر گھٹانے کیلئے بک دیا جب کہ ان سے زبردست دعوے کے ساتھ کہا گیا کہ لاؤ اس جیسی ایک ہی صورت بنا کر لاؤ تو سب عاجز ہو گئے پس یہ قول صرف جاہلوں کی خوش طبعی کیلئے کہتے تھے۔

آیت نمبر 32

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ O

ترجمہ: اور جب انہوں نے کہا کہ اے خدا اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور تکلیف دینے والا عذاب بھیج۔

مفہوم:

اس آیت میں مشرکین مکہ کی اس دعا کا ذکر ہے جس میں انہوں نے کہا کہ خداوندا اگر واقعی یہ ہی دین حق ہے جس کی ہم اتنی شدت سے مخالفت کر رہے ہیں تو پھر دیر کس بات کی ہے؟ گزشتہ اقوام کی طرح ہم پر بھی پتھروں کی بارش برسا دی جائے یا کوئی اور اذیت ناک عذاب میں ہمیں مبتلا کر دیا جائے۔اُن کو یہ کہنا چاہئے تھا اگر یہ حق ہے تو پھر تو ہمیں اس کو اپنانے اور قبول کرنے کی توفیق دے۔اور اگر حق نہیں ہے تو ہمیں اس کے اپنانے کی توفیق نہ دے۔اس بات سے ان لوگوں کی دشمنی اور ہٹ دھرمی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے کہا اگر یہ حق ہے تیری طرف سے تو تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا دے،یا ہمیں اور کسی دردناک عذاب سے دوچار کر دے۔

آیت نمبر 33

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝

ترجمہ: اور خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں تھے انہیں عذاب دیتا۔ اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور انہیں عذاب دے۔

مفہوم:

اس آیت میں کفار کے عذاب کے مطالبے کو پورا نہ کرنے کی وجوہات بیان کی جا رہی ہیں۔ پہلی وجہ یہ تھی کہ جب تک اللہ کے نبی کسی علاقے میں موجود ہوں اور حق کی طرف دعوت دے رہے ہوں تو وہاں کے لوگوں کو مہلت دی جاتی ہے اور عذاب بھیج کر قبل از وقت ان سے اصلاح کا موقع سلب نہیں کر لیا جاتا۔ اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو اپنی سابقہ غفلت سے توبہ تائب ہو کر اللہ سے معافی کی درخواست کرتے ہوں اور آئندہ کے لیے اپنے رویہ کی اصلاح کر لیتے ہوں، تو اللہ تعالیٰ ان میں عذاب نہیں بھیجتا۔ البتہ عذاب کا اصلی وقت وہ ہوتا ہے جب نبی اُس بستی پر پوری محنت کرنے کے بعد مایوس ہو کر وہاں سے نکل جائے یا نکال دیا جائے یا قتل کر ڈالا جائے، اور وہ بستی اپنے طرز عمل سے ثابت کر دے کہ وہ کسی اصلاح کرنے والے کو اپنے درمیان برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ مکہ میں بھی کفار کے درمیان پیغمبر رحمت ﷺ موجود تھے اور کچھ لوگ اللہ کی بارگاہ میں استغفار طلب کر رہے ہوئے اسلام میں داخل ہو رہے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُن پر عذان نازل نہیں کیا۔

آیت نمبر 34

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ: اور (اب) انکے لئے کونسی وجہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے جبکہ وہ مسجد محترم (میں نماز پڑھنے) سے روکتے ہیں؟ اور وہ اس مسجد کے متولی بھی نہیں۔ اس کے متولی صرف پرہیز گار ہیں۔ لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں کفار کے اُن برے اعمال کا ذکر کیا گیا ہے جو باعث عذاب تھے مگر اللہ نے پیغمبر ﷺ کی موجودگی اور استغفار کرنے والوں کی وجہ سے ان کو چھوڑ دیا۔ اس آیت میں یہ اشارہ اس غلط فہمی کی تردید کرتا ہے کہ قریش چونکہ بیت اللہ کے متولی ہیں اور وہاں عبادت بجالاتے ہیں اس لیے ان پر اللہ کا فضل ہے۔ جائز مجاور و متولی تو صرف پرہیز گار لوگ ہی ہو سکتے ہیں۔ اور اِن کفار کا حال یہ ہے کہ ایک جماعت کو جو خالص خدا کی عبادت کرنے والی ہے، اس کو بیت اللہ میں آنے سے روکتے ہیں۔ اس طرح یہ متولی اور خادم بن کر رہنے کے بجائے اس عبادت گاہ کے مالک بن بیٹھے ہیں اور اپنے آپ کو اس بات کا مختار سمجھنے لگے ہیں کہ جس سے یہ ناراض ہوں اسے عبادت گاہ میں نہ آنے دیں۔ اس طرح کی حرکتیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ متقی لوگ نہیں ہیں۔ اپنی ناسمجھی کی وجہ سے وہ اس حقیقت کو سمجھنے سے محروم ہیں۔

آیت نمبر 35

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

ترجمہ: اور ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے سوا کچھ نہ تھی تو تم جو کفر کرتے تھے اب اس کے بدلے عذاب (کا مزہ) چکھو۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں کفار کی ان عبادات کا ذکر کیا جارہا ہے جو وہ بیت اللہ کی حدود میں کرتے تھے۔ سابقہ اقوام کی طرح مشرکین مکہ بھی اپنے دین سے ہٹ چکے تھے۔ ان کی عبادات کے انداز خود ساختہ تھے۔ اس آیت کریمہ میں ان کے اسی طرز عبادت پر تنقید کی جارہی ہے کہ ان مشرک متولیوں کی بیت اللہ کے اندر عبادت کا طریقہ بڑا ہی عجیب ہے کہ بے لباس ہو کر طواف کرتے ہیں اور سیٹیاں اور تالیاں بجا کر اپنے آپ کو خوش کرتے ہیں۔ اس کا نام انہوں نے عبادت رکھ لیا۔ پھر اس پر دعویٰ یہ کہ اگر مسلمانوں کا دین سچا ہے تو ہم پر عذاب کیوں نازل نہیں ہوتا غالباً وہ یہ سمجھتے ہیں کہ عذاب صرف آسمان سے پتھروں کی شکل میں یا خوفناک چیخ یا زبردست زلزلہ وغیرہ کی صورت میں ہی آیا کرتا ہے۔

غزوہ بدر میں ان کی شکست فاش اللہ کا ایسا عذاب تھا جس نے کفر اور کافروں کی کمر توڑ کے رکھ دی۔ انہوں نے جنگ پر اصرار تو محض اس توقع پر کیا تھا کہ مسلمانوں کی اس قلیل سی جماعت کو لگے ہاتھوں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیں گے۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ جنگ ہی اللہ کا عذاب بن کر ان پر مسلط ہونے والی ہے یا یہ کہ ان کی دعا کہ قبولیت کا وقت اب آچکا ہے اور تقدیر الٰہی کا فیصلہ اُن کے خلاف صادر ہونے والا ہے۔

آیت نمبر 36

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ؕ۬ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ O

ترجمہ: جو لوگ کافر ہیں اپنا، مال خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں کو) خدا کے راستے سے روکیں۔ سو ابھی اور خرچ کریں گے مگر آخر وہ (خرچ کرنا) ان کے لئے (موجب) افسوس ہوگا۔ اور وہ مغلوب ہو جائیں گے اور کافر لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے۔

مفہوم:

اس آیت میں یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر کفار نے مسلمانوں کو شکست سے دوچار کرنے لئے کثیر مال جمع کیا۔ جب جنگ ہوئی تو وہ مال ان کے کسی کام نہ آیا اور وہ جنگ ہار گئے۔ جو کافر اور منکر لوگ اپنا مال و دولت حق سے روکنے کیلئے خرچ کرتے ہیں، اُن کو یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ یہ لوگ حق کا تو کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ البتہ اس طرح اپنے مالوں کو خرچ کرنا ان کیلئے باعث حسرت وصدمہ ضرور ہوگا۔ پھر یہ مغلوب ہونگے اور ان کو اکٹھا کر کے جہنم کی طرف لا یا جائے گا۔ وہاں ان کو بڑا افسوس ہوگا کہ ہم نے یہ مسلمانوں کی مخالفت میں یہ مال و دولت کیوں جمع کیا یہ تو بالکل بے فائدہ ہے۔

آیت نمبر 37

لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ O

ترجمہ: تا کہ خدا ناپاک کو پاک سے الگ کر دے۔ اور ناپاک کو ایک دوسرے پر رکھ کر ایک ڈھیر بنا دے پھر اس کو دوزخ میں ڈال دے۔ یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزا اور سزا کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ قیامت والے دن پوری انسانیت کو اکٹھا کیا جائے گا، جو اللہ کے نافرمان ہوں گے اُن کو فرمانبرداروں سے الگ کر دیا جائے گا یعنی ناپاکوں کو پاکوں سے علیحدہ کیا جائے گا، پھر ناپاکوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر ڈھیر بنا دیا جائے گا اور اس پورے ڈھیر کو جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اور کہا جائے گا یہی لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں گھاٹے کا سودا کیا اب یہ خسارہ پانے والے ہیں۔ جیسے صفائی کرتے ہوئے گھر میں موجود کارآمد چیزوں سے ناکارہ چیزوں کو نکالا جاتا ہے اور ڈھیر بنا کر کوڑادان میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور کہنے والے کہتے ہیں یہ تو کوڑا ہے۔ اسی طرح کفار کے لئے بھی اعلان ہو گا کہ اگر کسی نے نقصان اُٹھانے والے لوگ دیکھنے ہیں تو ان کفار کو دیکھ لیں۔

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

مشقی الفاظ معانی کے سوالات

1۔ یُثْبِتُوا کا معنی ہے:

(الف) وہ قید کر دیں (ب) وہ قتل کر دیں (ج) وہ جلاوطن کر دیں (د) یہ سب

2۔ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ کا معنی ہے:

(الف) سابقہ کتابیں (ب) انبیاء کے واقعات (ج) اگلے لوگوں کی حکایتیں (د) حکایتیں

3۔ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ کا معنی ہے:

(الف) سابقہ کتابیں (ب) انبیاء کے واقعات (ج) پہلوں کی کہانیاں (د) حکایتیں

4۔ مُکَآءً کا معنی ہے:

(الف) سیٹیاں (ب) تالیاں (ج) باتیں (د) افواہیں

5۔ فَیَرْکُمَهٗ کا معنیٰ ہے۔

(الف) وہ اسے جمع کرے (ب) وہ بخشش مانگیں (ج) مغلوب ہو جائیں (د) ہانکیں جائیں

6۔ تَصْدِیَةً کا معنیٰ ہے:

(الف) سیٹیاں (ب) تالیاں (ج) باتیں (د) خبریں

بامحاورہ ترجمہ کے سوالات

7۔ مومنو! اگر تم خدا سے ڈرو گے تو وہ تمھارے لیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پیدا کر دے گا۔

(الف) امر فاروق (ب) امر فارق (ج) ایمان (د) کشادہ رزق

8۔ جب اُنھوں نے کہا کہ اے خدا اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے برحق ہے تو ہم پر آسمان سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ برسا۔

(الف) پانی (ب) پتھر (ج) عذاب (د) آگ

9۔ خدا ایسا نہ تھا کہ کافروں کو عذاب دیتا جب کہ:

(الف) آپؐ ان میں تھے (ب) اللہ کی عبادت کرتے تھے (ج) مکہ میں رہتے تھے (د) قرآن پڑھتے تھے

10۔ کفار کو جب اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں:

(الف) یہ کلام ہم نے لکھ لیا (ب) یہ کلام ہم نے یاد کرلیا

(ج) یہ کلام ہم نے سن لیا (د) یہ کلام ہم نے پڑھ لیا

11۔ مسجد محترم کے متولی تو صرف ہیں:

(الف) پرہیزگار (ب) کفار (ج) مومن (د) مشرک

12۔ کفار اپنا مال اس لیے خرچ کرتے ہیں کہ:

(الف) بڑھ جائے (ب) لوگوں کو خدا کے راستے سے روکیں

(ج) پڑھ سکیں (د) عیش کرسکیں

13۔ کافر لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے تا کہ خدا:

(الف) حق اور باطل میں امتیاز کرے (ب) ناپاک کو پاک سے الگ کردے

(ج) گناہ گاروں کو سزا دے (د) باطل کو باطل کردے

اضافی سوالات

14۔ گھاٹا پانے والے لوگ ہیں:

(الف) مسلمان (ب) نماز پڑھنے والے (ج) سخاوت کرنے والے (د) اللہ کے نافرمان

15۔ خسارہ پانے والے لوگ ہیں:

(الف) مسلمان (ب) نماز پڑھنے والے (ج) سخاوت کرنے والے (د) اللہ کے نافرمان

16۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ میں کس واقع کی طرف اشارہ ہے؟

(الف) فتح مکہ (ب) کنکریاں پھینکنا (ج) جنگ خندق (د) غزوہ اُحد

17۔ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا میں کفار کی کون سی تدبیر کا ذکر ہے؟

(الف) آپؐ کو قید کرلیں (ب) آپؐ کو جلاوطن کردیں (ج) آپؐ کو جان سے مار ڈالیں (د) تینوں

18۔ کافر کہتے تھے کہ قرآن فقط ہے:

(الف) سیاست (ب) شاعری (ج) حکمت کی باتیں (د) اگلوں کی حکایتیں

19۔ کافروں کی خانہ کعبہ میں نماز فقط یہ تھی: لاہور 2014ء

(الف) سیٹیاں بجانا (ب) تالیاں بجانا (ج) بتوں کی عبادت کرنا (د) سیٹیاں اور تالیاں بجانا

20۔ سورۃ الانفال میں تقویٰ کے انعامات بیان ہوئے ہیں۔

(الف) 2 (ب) 3 (ج) 4 (د) 6

21۔ کون سب سے بہتر چال چلنے والا ہے / تدبیر چلنے والا ہے؟

(الف) شیطان (ب) جن (ج) انسان (د) اللہ تعالیٰ

22۔ اللہ تعالیٰ مومنین کے گناہ مٹا دیتے ہیں اور انھیں بخش دیتے ہیں اگر وہ:

(الف) نیک کام کریں　(ب) روزہ رکھیں　(ج) خدا سے ڈریں　(د) نماز پڑھیں

23۔ خبیث کا معنی ہے:

(الف) نالائق　(ب) ناپاک　(ج) شرمناک　(د) باوقار

24۔ سورۃ الانفال کے مطابق کفار نے اللہ تعالیٰ سے کیا مانگا؟

(الف) پانی　(ب) انعام　(ج) عذاب　(د) مال

جوابات

1	ب	2	ج	3	ج	4	الف	5	الف	6	ب	7	ب	8	ب	9	الف	10	ج
11	الف	12	ب	13	ب	14	د	15	د	16	ب	17	د	18	د	19	د	20	ب
21	د	22	ج	23	ب	24	ج												

سوالات کے مختصر جوابات

مشقی سوالات

س1۔ سورۃ الانفال میں تقویٰ کے حوالے سے کیا انعامات بیان ہوئے ہیں؟

ج۔ تقویٰ کے انعامات

سورۃ الانفال میں تقویٰ کے حوالے سے درج ذیل انعامات بیان ہوئے ہیں:

۱۔ مومنو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمھارے لیئے امر فارق پیدا کر دے گا یعنی نیکی اور بدی میں فرق کرنے کی صلاحیت تم میں پیدا کر دے گا۔

۲۔ تمھاری برائیاں اور گناہ مٹا دے گا۔

۳۔ اپنے فضل خاص سے تمھیں بخشش دے گا۔

س2۔ وَاِذْ يَمْكُرُبِکَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا میں کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے؟

ج۔ واقعہ کی طرف اشارہ

ہجرت مدینہ کے وقت ''جب کافر آپ کے خلاف یہ تدبیریں کر رہے تھے'' کہ آپ کو یا تو:

(۱) قید کر دیں　(۲) قتل کر دیں　(۳) جلاوطن کر دیں

بالآخر ابوجہل کی رائے پر تمام قبائل نے اتفاق کر لیا کہ اسلام کے داعی حضرت محمد ﷺ کو قتل کر دیں۔ آدمی نامزد کر دیے گئے قتل کا وقت مقرر کر دیا گیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو حضرت جبرائیل کے ذریعے آگاہ فرما دیا اور بروقت ہجرت کا حکم ملا جس سے کافروں کی تدبیریں دھری کی دھری رہ گئیں۔ اس آیات میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

س3۔ کفار کے مطالبے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب کیوں نازل نہ کیا؟

ج۔ عذاب نازل نہ ہونے کی وجہ

کفار کے مطالبے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس لیے عذاب نازل نہ کیا کیونکہ:

ا۔ اور اللہ ایسا نہ تھا کہ جب تک آپ ﷺ ان میں تھے انھیں عذاب دیتا۔

۲۔ اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور انھیں عذاب دے۔

س4۔ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْن ٥ کا مفہوم لکھیں۔

ج۔ ترجمہ: اور خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں تھے انہیں عذاب دیتا۔اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور انہیں عذاب دے۔

مفہوم:

اس آیت میں کفار کے عذاب کے مطالبے کو پورا نہ کرنے کی وجوہات بیان کی جارہی ہیں۔پہلی وجہ یہ تھی کہ جب تک اللہ کے نبی کسی علاقے میں موجود ہوں اور حق کی طرف دعوت دے رہے ہوں تو وہاں کے لوگوں کو مہلت دی جاتی ہے اور عذاب بھیج کر قبل از وقت ان سے اصلاح کا موقع سلب نہیں کرلیا جاتا۔اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو اپنی سابقہ غفلت سے توبہ تائب ہوکر اللہ سے معافی کی درخواست کرتے ہوں اور آئندہ کے لیے اپنے رویہ کی اصلاح کرلیتے ہوں،تو اللہ تعالیٰ ان میں عذاب نہیں بھیجتا۔البتہ عذاب کا اصلی وقت وہ ہوتا ہے جب نبی اُس بستی پر پوری محنت کرنے کے بعد مایوس ہوکر وہاں سے نکل جائے یا نکال دیا جائے یا قتل کرڈالا جائے،اور وہ بستی اپنے طرزِ عمل سے ثابت کردے کہ وہ کسی اصلاح کرنے والے کو اپنے درمیان برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔مکہ میں بھی کفار کے درمیان پیغمبر رحمت ﷺ موجود تھے اور کچھ لوگ اللہ کی بارگاہ میں استغفار طلب کرر تے ہوئے اسلام میں داخل ہورہے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُن پر عذان نازل نہیں کیا۔

س5۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ٥ کا مفہوم لکھیں۔

ج۔ **ترجمہ:** جولوگ کافر ہیں اپنا،مال خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں کو) خدا کے راستے سے روکیں۔سوابھی اور خرچ کریں گے مگر آخر وہ (خرچ کرنا) ان کے لئے (موجب) افسوس ہوگا۔اور وہ مغلوب ہوجائیں گے اور کافر لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے۔

مفہوم:

اس آیت میں یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر کفار نے مسلمانوں کو شکست سے دوچار کرنے کے لئے کثیر مال جمع کیا۔جب جنگ ہوئی تو وہ مال ان کے کسی کام نہ آیا اور وہ جنگ ہار گئے۔جو کافر اور منکر لوگ اپنا مال و دولت حق سے روکنے کیلئے خرچ کرتے ہیں،اُن کو یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ یہ لوگ حق کا تو کچھ نہ بگاڑسکیں گے۔البتہ اس طرح اپنے مالوں کو خرچ کرنا ان کیلئے باعث حسرت وصدمہ ضرور ہوگا۔پھر یہ مغلوب ہونگے اور ان کو اکٹھا کر کے جہنم کی طرف لایا جائے گا۔وہاں ان کو بڑا افسوس ہوگا کہ ہم نے یہ مسلمانوں کی مخالفت میں یہ مال و دولت کیوں جمع کیا یہ تو بالکل بے فائدہ ہے۔

اضافی سوالات

س6۔ تقویٰ سے کیا مراد ہے؟

ج۔ تقویٰ سے مراد

تقویٰ سے مراد اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔یعنی کوئی کام اور کلام اللہ کے حکم کے خلاف کرنا نہ بولنا۔عام طور پر تقویٰ کا معنی پرہیزگاری لیا جاتا ہے۔ گناہوں سے بچنے کو پرہیزگاری کہتے ہیں اور گناہوں سے بچنے کی وہی کوشش کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو۔

س7۔ اَسَاطِيْرُ الْاَ وَّلِيْنَ سے کفار کی کیا مراد ہے؟

ج۔ اَسَاطِيْرُ الْاَ وَّلِيْنَ سے کفار کی مراد

اَسَاطِيْرُ الْاَ وَّلِيْنَ سے مراد پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔قرآن پاک کی آیات جب کفار کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتے یہ تو وہی پرانی حکایتیں

ہیں جو پہلے لوگ کہتے چلے آ رہے ہیں، ہم نے ایسی بہت سی باتیں سنی ہوئی ہیں اگر ہم چاہیں تو ایسا ہی کلام کہہ سکتے ہیں۔

س 8۔ جب کفار کو آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُن کا ردِعمل کیا ہوتا ہے؟

ج۔ کفار کا ردِعمل

جب کفار کو قرآن پاک کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتے یہ تو وہی پرانی حکایتیں ہیں جو پہلے لوگ کہتے چلے آ رہے ہیں، ہم نے ایسی بہت سی باتیں سنی ہوئی ہیں اگر ہم چاہیں تو ایسا ہی کلام کہہ سکتے ہیں۔

س 9۔ خدا سے ڈرنے والوں کو کیا انعام دیا جائے گا؟

ج خدا سے ڈرنے والوں کا انعام

سورۃ الانفال میں اللہ سے ڈرنے والوں کے انعام کے بارے میں ارشاد ہوا:

ا۔ مومنو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمھارے لیئے امر فارق پیدا کر دے گا یعنی نیکی اور بدی میں فرق کرنے کی صلاحیت تم میں پیدا کر دے گا۔

۲۔ تمھاری برائیاں اور گناہ مٹا دے گا۔

۳۔ اپنے فضل خاص سے تمھیں بخشش دے گا۔

س 10۔ کفار نے حضور ﷺ کی مخالفت میں کس طرح کی چالیں چلنے کا منصوبہ بنایا؟

ج کفار کی چالیں

کفار نے حضور ﷺ کی اشاعت اسلام سے متعلق کامیابیوں کو دیکھ کر مندرجہ ذیل تین طرح کے منصوبے بنائے:

ا۔ یا آپ ﷺ کو قید کر دیں

۲۔ یا قتل کر دیں

۳۔ یا جلاوطن کر دیں

مگر کفار کی یہ سب چالیں دھری کی دھری رہ گئیں کیونکہ اللہ پاک نے بہتر منصوبے کے ذریعے آپ ﷺ کو کفار سے چھٹکارہ عطا فرمایا۔

س 11۔ قرآنی آیات سننے کے بعد کفار نے قرآن مجید کو کیا قرار دیا؟

ج۔ کفار کے نزدیک قرآن مجید

جب کفار کے سامنے قرآن مجید کی آیات کی تلاوت کی گئی تو اُنہوں کہا:

''اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں (یہ کلام) ہم نے سن لیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو اسی طرح کا (کلام) ہم بھی کہہ دیں۔ اور یہ ہے ہی کیا؟ صرف اگلے لوگوں کی حکایتیں ہیں۔''

س 12۔ کفار نے اللہ تعالٰی سے کس طرح کے عذاب کا مطالبہ کیا؟

ج۔ کفار کا مطالبہ

کفار نے اللہ تعالی سے عذاب کا درج ذیل مطالبہ کیا:

''اور جب انہوں نے کہا کہ اے خدا اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور تکلیف دینے والا عذاب بھیج۔''

س 13۔ مسجد محترم (بیت اللہ) کے حقیقی متولی کون ہونے چاہئیں؟

ج۔ مسجد محترم کے متولی

بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر جہاں اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ یہ انتہائی مقدس جگہ ہے۔ اس کے انتظامات کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاروں بندوں کو ذمہ داری عطا فرمائی ہے۔ اس کے متولی کفار کسی صورت نہیں ہو سکتے۔ اللہ نے فرمایا:

"اور وہ اس مسجد کے متولی بھی نہیں۔ اس کے متولی صرف پرہیزگار ہیں۔"

س14۔ اَسَاطِیْرُ الْاَ وَّلِیْنَ کا ترجمہ لکھیں۔

ج۔ ترجمہ

"اگلے لوگوں کی حکایتیں، پہلوں کی کہانیاں"

س15۔ اِنْ تَتَّقُوا اور فُرْقَانً کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

اِنْ تَتَّقُوا: اگر تم ڈرو گے　　فُرْقَانً: امرِ فارِق، اچھائی اور برائی میں فرق کرنے کی صلاحیت

س16۔ سَیِّاٰتِکُمْ اور ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

سَیِّاٰتِکُمْ: تمہارے گناہ　　ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم: بڑے فضل والا

س17۔ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْن کا ترجمہ لکھیں۔

ج۔ ترجمہ

"اور خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔"

س18۔ حِجَارَۃً اور اَلِیْمٍ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

حِجَارَۃً: پتھر　　اَلِیْمٍ: تکلیف دینے والا

س19۔ یَسْتَغْفِرُوْنَ اور یَصُدُّوْنَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

یَسْتَغْفِرُوْنَ: وہ بخشش مانگتے ہیں　　یَصُدُّوْنَ: وہ روکتے ہیں

س20۔ اَوْلِیَآءَ ہٗ اور صَلَا تُھُمْ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

اَوْلِیَآءَ ہٗ: اُس کے متولی　　صَلَا تُھُمْ: اُن لوگوں کی نماز

س21۔ فَذُوْقُوا اور تَکْفُرُوْنَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

فَذُوْقُوا: تو چکھو　　تَکْفُرُوْنَ: تم کفر کرتے تھے

س22۔ حَسْرَۃً اور یُغْلَبُوْنَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

حَسْرَۃً: افسوس　　یُغْلَبُوْنَ: وہ مغلوب ہو جائیں گے

س23۔ اَلطَّیِّبَ اور اَلْخَبِیْثَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

اَلطَّیِّبَ: پاک اَلْخَبِیْثَ: ناپاک

سورۃ الانفال رکوع نمبر: 5

(آیت نمبر 38 تا 44)

مشقی الفاظ معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مَضَتْ	گزر چکی	يَوْمَ الْفُرْقَانِ	فیصلے کا دن
اَلْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى	اس جانب، اس جانب' اس کنارے	اَلرَّكْبُ	قافلہ
يُقَلِّلُ	کم کر کے دکھاتا ہے، تھوڑا کر کے	اَلْعُدْوَةِ الدُّنْيَا	وادی کے اس جانب و کنارے
لَفَشِلْتُمْ	تم ضرور ہمت ہار جاتے، نامردی دکھاتے		

لفظی اور با محاورہ ترجمہ

قُلْ	لِلَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِنْ	يَّنْتَهُوْا	يُغْفَرْلَهُمْ	مَّا
کہہ دو	ان لوگوں کو جو	کافر ہیں	اگر	وہ باز آ جائیں	معاف کر دیا جائے گا ان کے لیے	جو

(اے پیغمبر ﷺ) کفار سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے افعال سے باز آ جائیں تو جو ہو چکا انھیں معاف کر دیا جائے گا۔

قَدْ سَلَفَ	وَ اِنْ يَّعُوْدُوْا	فَقَدْ	مَضَتْ	سُنَّتُ	الْاَوَّلِيْنَ (38)	وَ قَاتِلُوْهُمْ
پہلے ہو چکا	اور اگر وہ پھر کریں گے	تو بے شک	جاری ہو چکا	طریقہ	اگلے لوگوں کا	اور لڑو ان لوگوں سے

اور اگر پھر (وہی حرکات) کرنے لگیں گے تو اگلے لوگوں کا (جو) طریق جاری ہو چکا ہے (وہی ان کے حق میں برتا جائے گا) (38) اور ان لوگوں سے لڑتے رہو

حَتّٰى	لَا تَكُوْنَ	فِتْنَةٌ	وَّ يَكُوْنَ	الدِّيْنُ	كُلُّهٗ	لِلّٰهِ
یہاں تک کہ	نہ رہے	فساد	اور ہو جائے	دین	سب	اللہ

یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب خدا ہی کا ہو جائے۔

فَاِنِ	انْتَهَوْا	فَاِنَّ	اللّٰهَ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ	بَصِيْرٌ (39)
پس اگر	وہ باز آ جائیں	تو بے شک	اللہ	اس کو جو	وہ کرتے ہیں	دیکھنے والا ہے

اور اگر باز آ جائیں تو خدا ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ (39)

وَ اِنْ	تَوَلَّوْا	فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ اللّٰهَ	مَوْلٰكُمْ	نِعْمَ	الْمَوْلٰى
اور اگر	وہ روگردانی کریں	تو جان لو	کہ اللہ	حمایتی	کیا ہی اچھا	حمایتی

اور اگر روگردانی کریں تو جان رکھو کہ خدا تمھارا حمایتی ہے

وَ نِعْمَ	النَّصِيْرُ (40)	وَ اعْلَمُوْٓا	اَنَّمَا	غَنِمْتُمْ	مِّنْ شَيْءٍ	فَاَنَّ
اور بہت اچھا	مددگار	اور جان رکھو	کہ جو	تمھیں مال غنیمت ملے	کوئی چیز	تو بے شک

(اور) وہ خوب حمایتی اور خوب مددگار ہے۔ (40) اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) غنیمت کے طور پر لاؤ۔

لِلّٰهِ	خُمُسَهٗ	وَ لِلرَّسُوْلِ	وَلِذِی الْقُرْبٰى	وَ الْيَتٰمٰى	وَ الْمَسٰكِيْنِ
اللہ کے لیے ہے	پانچواں حصہ	اور رسول کے لیے	اور اہل قرابت کے لیے	اور یتیموں	اور محتاجوں

وَ ابْنِ السَّبِيْلِ	اِنْ	كُنْتُمْ	اٰمَنْتُمْ	بِاللّٰهِ	وَ مَآ	اَنْزَلْنَا
اور مسافروں (کے لیے)	اگر	ہو تو	ایمان	اللہ پر	اور جو	نازل کیا ہم نے

اس میں سے پانچواں حصہ خدا اور اس کے رسول کا اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے، اور اگر تم خدا پر اور اس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو

عَلٰى	عَبْدِنَا	يَوْمَ الْفُرْقَانِ	يَوْمَ	الْتَقَى	الْجَمْعٰنِ	وَاللّٰهُ
پر	اپنے بندے	فرق کرنے کے دن	جس دن	بھڑ گئیں	دو فوجیں	اور اللہ

جو (حق و باطل میں) فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مٹھ بھیڑ ہو گئی اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل فرمائی

عَلٰى	كُلِّ	شَیْءٍ	قَدِيْرٌ(41)	اِذْ	اَنْتُمْ	بِالْعُدْوَةِ
پر	ہر	چیز	قدرت رکھنے والا	جس وقت	تم	ناکے پر

اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔(41) جس وقت تم (مدینے سے) قریب کے ناکے پر تھے

الدُّنْيَا	وَ هُمْ	بِالْعُدْوَةِ	الْقُصْوٰى	وَ الرَّكْبُ	اَسْفَلَ	مِنْكُمْ
قریب کے	اور وہ	ناکے پر	دور کے	اور قافلہ	نیچے	تم سے

اور کافر بعید کے ناکے پر اور قافلہ تم سے نیچے اتر گیا تھا

وَ لَوْ تَوَاعَدْتُّمْ	لَاخْتَلَفْتُمْ	فِی الْمِيْعٰدِ	وَ لٰكِنْ	لِّيَقْضِیَ	اللّٰهُ	اَمْرًا
اور اگر تم قرارداد کر لیتے	تم میں اختلاف ہو جاتا	وقت معین میں	اور لیکن	جو منظور تھا	اللہ کو	کام

اور اگر تم (جنگ کے لئے) آپس میں قرارداد کر لیتے تو وقت معین (پر جمع ہونے) میں تقدیم وتاخیر ہو جاتی۔ لیکن خدا کو منظور تھا کہ جو کام ہو

كَانَ	مَفْعُوْلًا	لِّيَهْلِكَ	مَنْ هَلَكَ	عَنْۢ بَيِّنَةٍ	وَّيَحْيٰى	مَنْ حَیَّ
تھا	ہو کر رہنے والا	تاکہ ہلاک ہو	جو ہلاک ہو	دلیل پر	اور زندہ رہے	جو زندہ رہے

کر رہنے والا تھا اسے کر ہی ڈالے۔ تاکہ جو مرے بصیرت پر (یعنی یقین جان کر) مرے، اور جیتا رہے وہ بھی بصیرت پر (یعنی حق پہچان کر) جیتا رہے۔

عَنْۢ بَيِّنَةٍ	وَ اِنَّ اللّٰهَ	لَسَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ(42)	اِذْ يُرِيْكَهُمُ	اللّٰهُ	فِیْ مَنَامِكَ
دلیل	اور بے شک اللہ	یقیناً سننے والا	جاننے والا ہے	جب تمھیں دکھایا ان کو	اللہ نے	تمھاری خواب میں

اور کچھ شک نہیں کہ خدا سنتا جانتا ہے۔(42) اس وقت خدا نے تمھیں خواب میں

قَلِيْلًا	وَ لَوْ اَرٰىكَهُمْ	كَثِيْرًا	لَّفَشِلْتُمْ	وَ لَتَنَازَعْتُمْ	فِی الْاَمْرِ	وَ لٰكِنَّ
کم کر کے	اور اگر وہ تمھیں دکھاتا انھیں	زیادہ کر کے	تم بزدل پڑ جاتے	اور آپس میں جھگڑتے	کام میں	اور لیکن

کافروں کو تھوڑی تعداد میں دکھایا، اور اگر بہت کر کے دکھاتا تو تم لوگ جی چھوڑ دیتے اور (جو) کام (درپیش تھا اس) میں جھگڑنے لگتے لیکن

اللّٰهَ	سَلَّمَ	اِنَّهٗ	عَلِيْمٌۢ	بِذَاتِ	الصُّدُوْرِ(43)	وَ اِذْ
اللہ	بچا لیا	بے شک وہ	جاننے والا	ساتھ	سینوں والی (باتیں)	اور جب

خدا نے (تمھیں اس سے) بچا لیا۔ بے شک وہ سینوں کی باتوں تک سے واقف ہے۔(43) اور اس وقت جب

يُرِيْكُمُوْهُمْ	اِذِ	الْتَقَيْتُمْ	فِیْٓ	اَعْيُنِكُمْ	قَلِيْلًا	وَّ يُقَلِّلُكُمْ
اس نے تمھیں ان کو دکھایا	جب	تم آمنے سامنے ہوئے	میں	آنکھیں تمھاری	تھوڑا	اور تھوڑا دکھایا تمھیں

تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو کافروں کو تمھاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا اور تم کو ان کی

فِیْٓ	اَعْيُنِهِمْ	لِيَقْضِیَ	اللّٰهُ	اَمْرًا	كَانَ	مَفْعُوْلًا

ہوکر رہنے والا	تھا	کام	اللہ	تا کہ کرڈالے	ان کی آنکھوں	میں

نگاہوں میں تھوڑا کر کے دِکھا تا تھا تا کہ خدا کو جو کام کرنا منظور تھا اسے کرڈالے۔

الْاُمُوْر(44)	تُرْجَعُ	اللّٰهِ	وَ اِلَى
سب کام	لوٹائے	اللہ کی	اورطرف

اورسب کاموں کا رجوع اللہ کی جانب ہے۔(44)

آیات کے مفاہیم

آیت نمبر38

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ O

ترجمہ: اے پیغمبرﷺ کفار سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے افعال سے باز آجائیں تو جو ہو چکا وہ انہیں معاف کر دیا جائے گا اور اگر پھر (وہی حرکات) کرنے لگیں گے تو اگلے لوگوں کا (جو) طریق جاری ہو چکا ہے (وہی ان کے حق میں برتا جائے گا)۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں حضورﷺ کو فرمایا جارہا ہے کہ یہ لوگ پچھلی امتوں کے حالات بار بار سن چکے ہیں، اِنہیں معلوم ہے کہ اُن اُمتوں نے جب اپنے انبیاءؑ کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر ایسا عذاب نازل کیا کہ آج اُن کا نام ونشان تک باقی نہیں۔ آپﷺ کفار کو تنبیہ کریں کہ وہ اپنے برے افعال سے باز آجائیں ، اسلام اور اطاعت قبول کرلیں، رب کی طرف جھک جائیں تو ان سے جو برے اعمال ہو چکے ہیں سب معاف کر دیئے جائیں گے۔ ورنہ سابقہ اقوام کی طرح ان کو بھی عذاب الٰہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آیت نمبر:39

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ O

ترجمہ: اوران لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب خدا ہی کا ہو جائے۔ اور اگر باز آجائیں تو خدا اِن کے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اہل ایمان کو یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ حق کی سربلندی تک باطل سے لڑتے رہو۔ یہ لڑائی اُس وقت تک جاری رہنی چاہئے جب تک ہر طرف دین اسلام کا بول بالا نہ ہو جائے۔ ہر طرف اللہ کی فرمانبرداری، وعدل وانصاف کا قیام ہونے تک ظلم وستم اور نافرمانی کے خاتمے تک اللہ کی راہ میں قربانیاں دی جائیں۔ حق کی سربلندی کی کوشش ایک جہدِ مسلسل ہے، اللہ کے بندے ہر وقت اللہ کی اطاعت میں مشغول رہتے ہیں اور دیگر لوگوں کو اس کی راہ پر چلانے میں مشغول رہتے ہیں۔ اِن کا یہ عمل اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک باطل کو شکست نہ ہو جائے۔ اور جو بھی اعمال یہ کرتے ہیں کہ اللہ کی ذات

براہ راست ان کا مشاہدہ کر رہی ہوتی ہے۔

آیت نمبر 40

وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَوۡلٰٮكُمۡ‌ ؕ نِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ ○

ترجمہ: اور اگر روگردانی کریں تو جان رکھو کہ خدا تمہارا حمایتی ہے (اور) وہ خوب حمایتی اور خوب مددگار ہے۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں مومنین سے خطاب کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اگر کفار امن کا وعدہ کرنے کے باوجود روگردانی کریں تو گھبرانے کی ضرورت نہیں کہ یہ لوگ تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے جس طرح اللہ نے غزوہ بدر میں تمہاری سرپرستی اور مدد کی ہے۔ آئندہ جب بھی ضرورت پیش آئی تو کفر کے مقابلے میں اللہ کی مدد ملتی رہے گی۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ خدا کی مدد اور حمایت پر بھروسہ کر کے جہاد کریں۔ کفار کی کثرت اور ساز و سامان سے مرعوب نہ ہوں۔ جیسے ''جنگ بدر'' میں پوری انسانیت نے دیکھا کہ خدا نے مسلمانوں کی امداد اور حمایت کتنے اچھے انداز سے کی۔

آیت نمبر 41

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ

ترجمہ: اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) غنیمت کے طور پر لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ خدا کا اور اس کے رسول ﷺ کا اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں مال غنیمت کی تقسیم کے احکام نازل ہوئے ہیں۔ مال غنیمت کے پانچ حصے کر کے چار حصے تو ان مجاہدین میں تقسیم کئے جائیں گے جنہوں نے جنگ میں حصہ لیا۔ پانچواں حصہ، جسے عربی میں خمس کہتے ہیں، اس میں سے کچھ مال اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے کی راہ میں یعنی مفاد عامہ کے دیگر کاموں میں خرچ کیا جائے گا۔ کچھ حصہ آپ ﷺ کے رشتہ داروں کی ضروریات کو پورا کرنے کے کام آئے گا، اور دیگر مال یتیموں اور مسکینوں، مسافروں کی مالی مدد کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ حقیقت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حصہ معاشرے کی اجتماعی بہبود میں صرف کر کے واپس معاشرے ہی کو لوٹا دیا جاتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تو ہے ہی ہر کسی سے اور ہر اعتبار سے غنی و بے نیاز ہے، اور رسول ﷺ کا حصہ بھی اصل میں دین حق کی سربلندی اور لوگوں کی بہبود ہی کے کام آتا تھا۔

اِنۡ كُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا يَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ

ترجمہ: اگر تم خدا پر اور اس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو جو (حق و باطل میں) فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مٹھ بھیڑ ہوگئی اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل فرمائی اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ مالِ غنیمت کے جو احکام اہلِ ایمان کو دیئے گئے ہیں، اگر وہ واقعی ایمان رکھتے ہیں تو اُن پر عمل کریں۔ کسی نے اگر اپنی من مانی کی تو وہ ایمان کی لذت سے ناواقف ہے۔ غزوہ بدر کے دن کو یوم الفرقان کہا جاتا ہے۔ یہ یوم الفرقان اس لحاظ سے تھا کہ اس دن مسلمانوں اور کفار کے درمیان معرکہ نے یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ حق کس فریق کے ساتھ ہے اور باطل پر کونسا فریق ہے۔ اور اَلْجَمْعٰنِ سے مراد مسلمانوں اور کافروں کے دو گروہ ہیں۔

آیت نمبر 42

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِى الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِىَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا

غزوہ بدر کا نقشہ
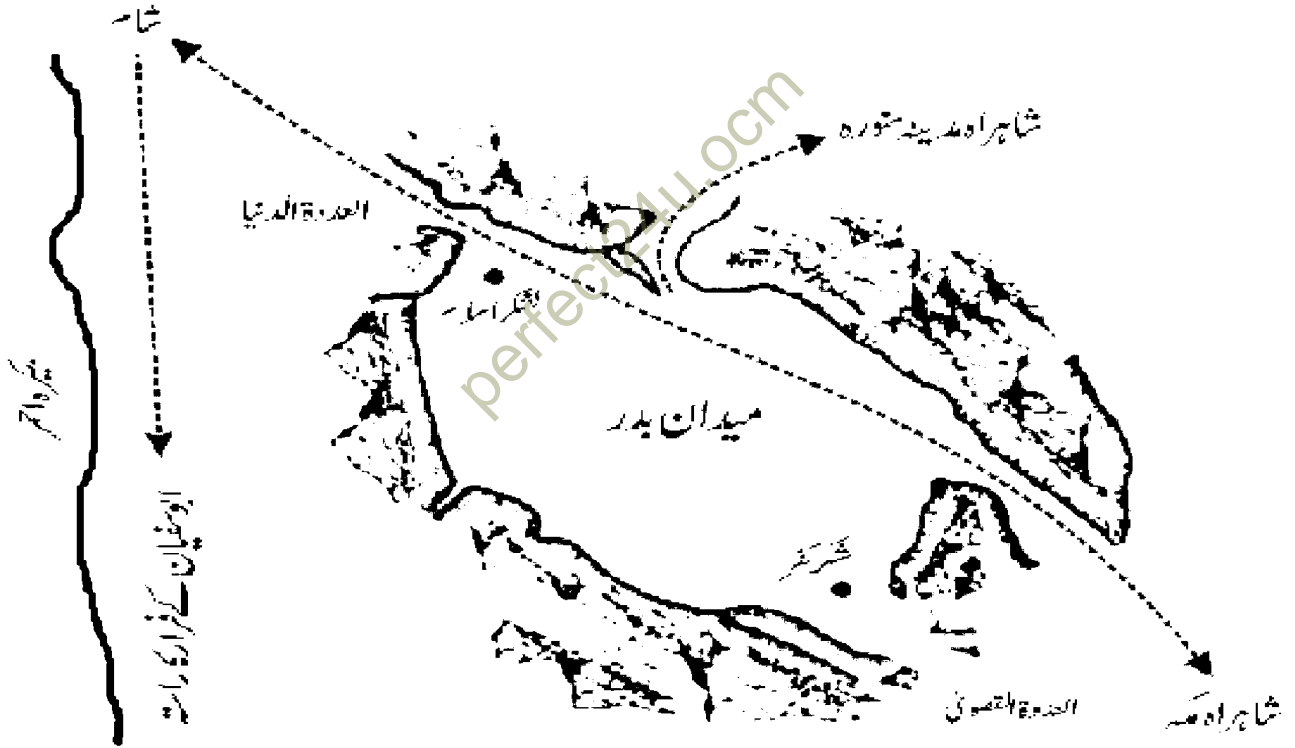
ترجمہ: جس وقت تم (مدینے سے) قریب کے ناکے پر تھے اور کافر بعید کے ناکے پر اور قافلہ تم سے نیچے (اتر گیا) تھا اور اگر تم (جنگ کے لئے) آپس میں قرارداد کر لیتے تو وقت معین (پر جمع ہونے) میں تقدیم و تاخیر ہو جاتی۔ لیکن خدا کو منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا اسے کر ہی ڈالے۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں قریب کے ناکے سے مراد وہ سمت ہے جو مدینہ کی طرف تھی اور قصوٰی کہتے ہیں دور کو۔ کافر اس کنارے پر تھے جو مدینہ سے دور

تھا۔اس سے مخالف سمت ہے جو مکہ کی طرف تھی۔ جنگ بدر اتفاقاً واقع ہوئی تھی یعنی مسلمان جب مدینہ سے نکلے تو جہاد کی غرض سے نہیں بلکہ تجارتی قافلہ پر حملہ کی غرض سے نکلے تھے۔اسی وجہ سے غزوہ بدر سے پیچھے رہ جانے والے مسلمانوں پر کوئی مواخذہ نہیں اور کافر اس غرض سے نہیں نکلے تھے کہ جنگ لڑیں گے بلکہ اپنے قافلہ کو بچانے کی غرض سے نکلے تھے۔اب اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ وہ قافلہ تو بچ کر نکل آیا۔اس طرح دونوں لشکروں کی آپس میں جنگ ہو گئی، اور یہ سب کچھ اللہ کی مشیت کے مطابق ہو رہا تھا۔ اَلــرَّکْــبُ سے مراد تجارتی قافلہ ہے جو ابوسفیان کی قیادت میں شام سے مکہ جا رہا تھا اور جسے حاصل کرنے کے لئے ہی دراصل مسلمان اس طرف آئے تھے۔یہ پہاڑ سے بہت دور مغرب کی طرف نشیب میں تھا، جب کہ بدر کا مقام، جہاں جنگ ہوئی، بلندی پر تھا۔یہاں یہ بات بھی واضح کی جا رہی ہے کہ اگر جنگ کے لئے باقاعدہ دن اور تاریخ کا ایک دوسرے کے ساتھ وعدہ یا اعلان ہوتا تو ممکن تھا کہ کوئی فریق لڑائی کے بغیر ہی پسپائی اختیار کر لیتا لیکن چونکہ اس جنگ کا ہونا اللہ نے اپنے ہاں لکھ رکھا تھا اس لئے ایسے اسباب پیدا کر دئے گئے کہ دونوں فریق بدر کے مقام پر ایک دوسرے کے مقابل بغیر پیشگی وعدہ وعید کے، آمنے سامنے ہوں اور یہ جنگ واقع ہو۔

لِّیَهْلِکَ مَنْ هَلَکَ عَنْ ۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ ۢ بَیِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ O

ترجمہ: تاکہ جو مرے بصیرت پر (یعنی یقین جان کر) مرے اور جو جیتا رہے وہ بھی بصیرت پر (یعنی حق پہچان کر) جیتا رہے اور کچھ شک نہیں کہ خدا سنتا جانتا ہے۔

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ غزوہ بدر کا مقصد حق کا بول بالا اور باطل کی شکست تھا،اس لئے ایسے حالات پیدا کر دئے گئے کہ جنگ کے بغیر کوئی چارہ نہ رہا۔اللہ کی مرضی پوری ہوئی۔اس جنگ میں کفار کو اتنی واضح شکست ہوئی کہ کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہی۔اب اگر کوئی اسلام قبول کر کے ہمیشہ رہنے والی زندگی حاصل کرتا ہے تو اُس کے پاس حق کو قبول کرنے کی دلیل موجود ہے اور اگر کوئی کفر سے چمٹا رہنا چاہتا ہے تو یہ اُس کی اپنی مرضی ہے۔اللہ تعالیٰ سب باتوں کو سنتا ہے اور اسے ہر عمل کی معلومات ہیں۔

آیت نمبر43

اِذْ یُرِیْکَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِکَ قَلِیْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىکَهُمْ کَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ O

اس وقت خدا نے تمہیں خواب میں کافروں کی تھوڑی تعداد میں دکھایا اور اگر بہت کر کے دکھاتا تو تم لوگ جی چھوڑ دیتے اور (جو) کام (در پیش تھا اس) میں جھگڑنے لگتے۔لیکن خدا نے (تمہیں اس سے) بچا لیا۔ بیشک وہ سینوں کی باتوں تک سے واقف ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی انعام واحسان کا ذکر فرمایا ہے۔جنگِ بدر میں جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو خواب میں مشرکوں کی تعداد بہت کم دکھائی۔اگر اللہ کافروں کی زیادہ تعداد دِکھاتا تو مسلمانوں کے دلوں میں اُن کا رعب بیٹھ جاتا مسلمانوں کے درمیان اختلاف شروع ہو جاتا کہ آیا ان سے لڑیں یا نہ لڑیں۔اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو انتشار سے بچا لیا اور کفار کی تعداد کم کر کے دکھائی۔اللہ

تعالیٰ دلوں کے ہر بھید اور سینے کے ہر راز سے واقف ہے۔

آیت نمبر 44

وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِالْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

ترجمہ: اور اس وقت جب تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو کافروں کو تمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا اور تم کو ان کی نگاہوں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا تاکہ خدا کو جو کام کرنا منظور تھا اسے کر ڈالے اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے۔

مفہوم:

اس آیت میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ غزوہ بدر میں جب دونوں فوجیں میدان جنگ میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئیں تو ابتدائی مرحلہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو مسلمانوں کی نظر میں کم کر کے دکھایا۔ اور مسلمانوں کو کفار کی نظر میں کم کر کے دکھایا۔ تاکہ ان دونوں میں سے کوئی فریق خوف کھا کر میدان سے پیچھے نہ ہٹنے پائے۔ تاکہ ایسی جنگ ہو کہ پیروی انسانیت کو حق اور باطل کے درمیان فرق معلوم ہو جائے۔ آخر میں مسلمانوں کو یہ بھی بتایا جارہا ہے کہ اللہ کی رضا پر راضی رہیں کیونکہ ہر کام اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے کیونکہ کاموں کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

مشقی الفاظ معانی کے سوالات

1۔ **مَضَتْ** کا معنی ہے۔

(الف) ہجوم (ب) گزر چکی (ج) جماعت (د) گروہ

2۔ **يَوْمَ الْفُرْقَانِ** کا معنی ہے:

(الف) آخری دن (ب) اہم دن (ج) فتح کا دن (د) فیصلے کا دن

3۔ **يَوْمَ الْفُرْقَانِ** کا معنی ہے:

(الف) آخری دن (ب) اہم دن (ج) فتح کا دن (د) فرق کرنے کا دن

4۔ **اَلْعُدْوَةِ الدُّنْيَا** کا معنی ہے:

(الف) عذاب دیا جائے گا (ب) معاف کر دیا جائے گا (ج) وادی کے اِس جانب (د) دوزخ میں ڈالا جائیگا

5۔ **اَلْعُدْوَةِ الدُّنْيَا** کا معنی ہے:

(الف) عذاب دیا جائے گا (ب) معاف کر دیا جائے گا (ج) وادی کے اِس کنارے (د) دوزخ میں ڈالا جائیگا

6۔ **اَلْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى** کا معنی ہے:

(الف) عذاب دیا جائے گا (ب) معاف کر دیا جائے گا (ج) وادی کے اُس جانب (د) دوزخ میں ڈالا جائیگا

7۔ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى کا معنی ہے۔

(الف) عذاب دیا جائے گا (ب) معاف کردیا جائے گا (ج) وادی کے اُس کنارے (د) دوزخ میں ڈالا جائیگا

8۔ اَلرَّکْبُ کا معنی ہے:

(الف) لشکر جرار (ب) جھونپڑی (ج) فوجی (د) قافلہ

9۔ لَفَشِلْتُمْ کا معنی ہے:

(الف) تم شکست کھاتے (ب) تم بھاگ جاتے (ج) تم ضرور ہمت ہار جاتے (د) تم کمزور ہو جاتے

10۔ لَفَشِلْتُمْ کا معنی ہے:

(الف) تم شکست کھاتے (ب) تم بھاگ جاتے (ج) نامردی دکھاتے (د) تم کمزور ہو جاتے

11۔ یُقَلِّلُ کا معنی ہے:

(الف) کم کھلاتا تھا (ب) کم کر کے دکھاتا ہے (ج) دولت کی کمی (د) گرمی کی شدت

12۔ یُقَلِّلُ کا معنی ہے:

(الف) کم کھلاتا تھا (ب) تھوڑا کر کے دکھاتا ہے (ج) دولت کی کمی (د) گرمی کی شدت

بامحاورہ ترجمہ کے سوالات

13۔ اے پیغمبر ﷺ! کفار کو کہہ دو اگر وہ اپنے افعال سے باز آجائیں تو:

(الف) عذاب دیا جائے گا (ب) معاف کردیا جائے گا (ج) انعام دیا جائے گا (د) دوزخ میں ڈالا جائیگا

14۔ اگر کفار روگردانی کریں تو جان لو کہ خدا حمایتی ہے:

(الف) کفار کا (ب) انبیاء کا (ج) مومنوں کا (د) مشرکوں کا

15۔ ایمان والو! کافروں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ باقی نہ رہے:

(الف) کافر (ب) یہودی (ج) فتنہ (د) مشرک

16۔ لیکن خدا کو منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا اسے کر ہی ڈالے۔ تاکہ جو مرے:

(الف) اسلام پر مرے (ب) ایمان پر مرے (ج) بصیرت پر مرے (د) دین پر مرے

17۔ اس وقت خدا نے تمھیں خواب میں کافروں کو دکھایا:

(الف) تھوڑی تعداد میں (ب) زیادہ تعداد میں (ج) کمزور کر کے (د) طاقتور کر کے

18۔ اگر تم (جنگ کے لیے) آپس میں قرارداد کر لیتے تو وقت معین (پر جمع ہونے) میں ۔۔۔۔۔ ہو جاتی۔

(الف) تقدیم و تاخیر (ب) جلدی (ج) تاخیر (د) آسانی

19۔ سب کاموں کا رجوع صرف اس کی طرف ہے جو:

(الف) بادشاہ ہے (ب) اللہ ہے (ج) خالق ہے (د) مالک ہے

اضافی سوالات

20۔ حق و باطل میں تمیز کرنے والی قوت کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) مسلمان　(ب) کافر　(ج) قربان　(د) فرقان

21۔ مال غنیمت میں اللہ اور اسکے رسول کا حصہ ہے:

(الف) پانچواں حصہ　(ب) چھٹا حصہ　(ج) آٹھواں حصہ　(د) ساتواں حصہ

22۔ سورۃ انفال میں مال غنیمت اللہ، اس کے رسول ﷺ، اہل قربت، یتیموں محتاجوں اور مسافروں کا کون سا حصہ ہے؟

(الف) دوسرا　(ب) تیسرا　(ج) چوتھا　(د) پانچواں

23۔ سنت الاولین کا معنیٰ ہے:

(الف) اگلے لوگوں کا طریق　(ب) اگلے لوگوں کی کہانیاں　(ج) انبیاء کے واقعات　(د) جنگی واقعات

24۔ نعم المولیٰ کا معنیٰ ہے:

(الف) ساتھ دینے والا　(ب) خوب حمایتی　(ج) خوب مددگار　(د) وفادار

25۔ نعم النصیر کا معنیٰ ہے:

(الف) ساتھ دینے والا　(ب) خوب حمایتی　(ج) خوب مددگار　(د) وفادار

26۔ غزوہ بدر کے موقع پر مسلمان کس جگہ خیمہ زن تھے؟

(الف) بدر کے کنویں کے ساتھ　(ب) مدینہ کے باہر

(ج) وادی بدر کے درمیان　(د) وادی کے قریب کے ناکے پر

27۔ غزوہ بدر کے موقع پر کفار کس جگہ خیمہ زن تھے؟

(الف) وادی کے بعید کے ناکے پر　(ب) مکہ کے باہر

(ج) وادی بدر کے درمیان　(د) وادی کے قریب کے ناکے پر

جوابات

1	ب	2	د	3	د	4	ج	5	ج	6	ج	7	ج	8	د	9	ج	10	ج
11	ب	12	ب	13	ب	14	ج	15	ج	16	ج	17	الف	18	الف	19	ب	20	د
21	الف	22	د	23	ب	24	ب	25	ج	26	د	27	الف						

سوالات کے مختصر جوابات

مشقی سوالات

س 1۔ سورۃ الانفال میں مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟

ج۔ مال غنیمت کی تقسیم

ا۔ مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ کل مال غنیمت کے پانچ برابر حصے کیے جائیں۔ جن میں سے چار حصے مجاہدین میں

تقسیم کیے جائیں

۲۔ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول کے حصے سے مراد ہے نبی ﷺ، ان کے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، حاجت مندوں اور مسافروں کی امداد کے لیے مال رکھا جائے۔

س2۔ اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کے لیے کس کس خصوصی انعام واحسان کا ذکر فرمایا ہے؟

ج۔ **خصوصی انعام واحسان کا ذکر**

اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کے لیے درج ذیل خصوصی انعام واحسان کا ذکر فرمایا ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کرنے کے لیے فرشتوں کے ذریعے ان کی مدد فرمائی۔

۲۔ مسلمانوں کی تسکین کے لیے ان پر نیند طاری کی۔ ان کے لیے آسمان سے بارش نازل فرمائی تا کہ وہ تازہ دم ہو جائیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو کفار کا لشکر تھوڑا کر کے دکھایا تا کہ وہ ہمت نہ ہاریں اور ثابت قدم رہیں۔

س3۔ مفہوم بیان کریں:: وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ o

ج۔ ''اور اُن لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب خدا ہی کا ہو جائے۔''

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اہل ایمان کو یہ تعلیم دی جا رہی ہے حق کی سربلندی تک باطل سے لڑتے رہو۔ یہ لڑائی اُس وقت تک جاری رہنی چاہئے جب تک ہر طرف دین اسلام کا بول بالا نہ ہو جائے۔ ہر طرف اللہ کی فرمانبرداری، وعدل وانصاف کا قیام ہونے تک، ظلم وستم اور نافرمانی کے خاتمے تک اللہ کی راہ میں قربانیاں دی جائیں۔ حق کی سربلندی کی کوشش ایک جہد مسلسل ہے، اللہ کے بندے ہر وقت اللہ کی اطاعت میں مشغول رہتے ہیں اور دیگر لوگوں کو اس کی راہ پر چلانے میں مشغول رہتے ہیں۔ اِن کا یہ عمل اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک باطل کو شکست نہ ہو جائے۔

اضافی سوالات

س4۔ سورۃ الانفال میں مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں پہلا اور دوسرا حکم لکھیں۔

ج۔ **مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں پہلا اور دوسرا حکم**

سورۃ الانفال میں مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں درج ذیل احکامات نازل ہوئے ہیں:

پہلا حکم: ''مال غنیمت اللہ اور اس کے رسول کا مال ہے۔''

دوسرا حکم: ''(مومنو!) جان رکھو کہ جو چیز یعنی مالِ غنیمت کفار سے حاصل کرو۔ اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا، اس کے رسول ﷺ کا اہلِ قرابت کا، یتیموں کا محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔''

س5۔ غزوۂ بدر کو یوم الفرقان کیوں کہا جاتا ہے؟

ج۔ **یوم الفرقان**

فرقان کے لفظی معنی ہیں حق وباطل میں تمیز کرنے والا۔ یوم فرقان سے مراد بدر کا دن ہے۔ کیونکہ اس روز اللہ تعالیٰ نے کفار کی زیادہ تعداد اور اسلحے کے باوجود مسلمانوں کو فتح بخشی۔ اُس روز حق کو کامیابی ملی اور باطل ہار گیا۔

س6۔ سورۃ الانفال میں فتنہ وفساد کے مکمل خاتمے تک جہاد کا کیا حکم دیا گیا؟

ج۔ **فتنہ وفساد کے خاتمے کا حکم**

مسلمانوں کی سورۃ الانفال میں کفر سے اس وقت تک لڑنے کا حکم دیا گیا جب تک اس فتنے کا مکمل خاتمہ نہیں ہو جاتا اور ہر طرف اسلام کا بول بالا نہیں ہو جاتا۔ ارشاد ربانی ہے:

''اوران لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کافساد) باقی نہ رہے اور دین سب خدا ہی کا ہو جائے۔ اور اگر باز آجائیں تو خدا ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔''

س7۔ مال غنیمت کے پانچویں حصے کے حقداروں کے نام لکھیں۔

ج۔ پانچویں حصے کے حقدار

سورۃ الانفال کی آیت کے مطابق مال غنیمت کے مندرجہ ذیل حقدار ہونگے:

۱۔ اللہ اور اس کا رسول ﷺ　　　۲۔ (رسول اللہ ﷺ کے) اہل قرابت

۳۔ یتیم　　　۴۔ مساکین

۵۔ مسافر

س8۔ اگر خواب میں کفار کی تعداد کم نظر نہ آتی تو مسلمانوں کی کیا حالت ہوتی؟

ج۔ مسلمانوں کی حالت

سورۃ الانفال میں اللہ نے اس حوالے سے ارشاد فرمایا:

''اس وقت خدا نے تمہیں خواب میں کافروں کی تھوڑی تعداد میں دکھایا اور اگر بہت کر کے دکھاتا تو تم لوگ جی چھوڑ دیتے اور (جو) کام (درپیش تھا اس) میں جھگڑنے لگتے''

س9 وَاِلَی اللّٰہِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ کا ترجمہ لکھیں۔

ج۔ ترجمہ

''اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے۔''

س10۔ اِنۡ یَّنۡتَھُوۡا اور مَّا قَدۡ سَلَفَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

اِنۡ یَّنۡتَھُوۡا: اگر وہ باز آجائیں　　　مَّا قَدۡ سَلَفَ: جو ہو چکا

س11۔ اِنۡ یَّعُوۡدُوۡا اور سُنَّتُ الۡاَوَّلِیۡنَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

اِنۡ یَّعُوۡدُوۡا: اگر پھر کرنے لگیں گے　　　سُنَّتُ الۡاَوَّلِیۡنَ: اگلے لوگوں کا طریق

س12۔ وَقَاتِلُوۡھُمۡ اور وَاِنۡ تَوَلَّوۡا کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

وَقَاتِلُوۡھُمۡ: اور اُن لوگوں سے لڑتے رہو　　　وَاِنۡ تَوَلَّوۡا: اور اگر روگردانی کریں

س13۔ نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی اور نِعۡمَ النَّصِیۡرُ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی: خوب حمایتی　　　نِعۡمَ النَّصِیۡرُ: خوب مددگار

س14۔ سَلَّمَ اور بِذَاتِ الصُّدُوْرِ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

سَلَّمَ: بچالیا　　　　بِذَاتِ الصُّدُوْرِ: سینوں کی باتوں سے

سورۃ الانفال رکوع نمبر :6

(آیت نمبر 45 تا 48)

مشتق الفاظ معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
فَاثْبُتُوْا	تو ثابت قدم رہو	**فَتَفْشَلُوْا**	پس تم ہمت ہار جاؤ گے	**بَطَرًا**	اِتراتے ہوئے
جَارٌ	معاون اور حمایتی	**تَرَآءَ ت**	آمنے سامنے ہوئے	**نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ**	وہ اُلٹے پاؤں پھر گیا

لفظی اور با محاورہ ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْۤا	اِذَا
اے	لوگو	جو ایمان لائے	جب

مومنو! جب

لَقِيْتُمْ	فِئَةً	فَاثْبُتُوْا	وَ اذْكُرُوا	اللّٰهَ	كَثِيْرًا	لَّعَلَّكُمْ
تمھارا مقابلہ ہو	جماعت	تو ثابت قدم رہو	اور یاد کرو	اللہ کو	بہت	تاکہ تم

(کفار کی) کسی جماعت سے تمھارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور خدا کو بہت یاد کرو تاکہ

تُفْلِحُوْنَ (45)	وَ اَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَ رَسُوْلَهٗ	وَ لَا تَنَازَعُوْا	فَتَفْشَلُوْا	وَ تَذْهَبَ
کامیاب ہو جاؤ	اور حکم مانو	اللہ کا	اور اس کے رسول	اور نہ جھگڑا کرو آپس میں	پس تم بزدل	اور جاتی رہے گی

مراد حاصل کرو۔(45) اور خدا اور اُس کے رسول ﷺ کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے) تو تم بزدل ہو جاؤ گے

رِيْحُكُمْ	وَ اصْبِرُوْا	اِنَّ	اللّٰهَ	مَعَ	الصّٰبِرِيْنَ (46)	وَ لَا
تمھاری ہوا	اور صبر کرو	بے شک	اللہ	ساتھ	صبر کرنے والوں کے	اور نہ

اور تمھارا اقبال جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔(46) اور اُن لوگوں جیسے نہ

تَكُوْنُوْا	كَالَّذِيْنَ	خَرَجُوْا	مِنْ دِيَارِهِمْ	بَطَرًا	وَّ رِئَآءَ	النَّاسِ
ہو جانا	ان جیسے جو	نکلے	اپنے گھروں سے	اتراتے ہوئے	اور دکھانے کے لیے	لوگوں کو

ہونا جو اِتراتے ہوئے (یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے لیے) اور لوگوں کو دکھانے کے لیے گھروں سے نکل آئے

وَ يَصُدُّوْنَ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَ اللّٰهُ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ	مُحِيْطٌ (47)	وَ اِذْ
اور روکتے ہیں	راستے سے اللہ کے	اور اللہ	ساتھ اس کے جو	کرتے ہیں	احاطہ کیے ہوئے ہیں	اور جب

اورلوگوں کوخدا کی راہ سے روکتے ہیں اور جو اعمال یہ کرتے ہیں خدا اُن پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔(47) اور جب

زَیَّنَ	لَھُمُ	الشَّیْطٰنُ	اَعْمَالَھُمْ	وَ قَالَ	لَا غَالِبَ	لَکُمُ
خوش نما کردیے	ان کے لیے	شیطان نے	ان کے اعمال	اور کہا	غالب نہیں	تم پر

شیطان نے اُن کے اعمال اُن کو آراستہ کر دکھائے اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب نہ ہوگا

اَلْیَوْمَ	مِنَ	النَّاسِ	وَ اِنِّیْ	جَارٌ لَّکُمْ	فَلَمَّا	تَرَآءَ تِ
آج کے دن	سے	لوگ	اور بے شک میں	رفیق ہوں تمھارا	پس جب	سامنے

اور میں تمھارا رفیق ہوں (لیکن) جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل (صف آرا) ہوئیں

الْفِئَتٰنِ	نَکَصَ	عَلٰی	عَقِبَیْهِ	وَ قَالَ	اِنِّیْ	بَرِیْٓءٌ
دونوں فوجیں	پھر گیا	پر	اپنی ایڑیوں	اور کہا	بے شک میں	الگ ہوں

تو پسپا ہو کر چل دیا اور کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں۔

مِّنْکُمْ	اِنِّیْٓ	اَرٰی	مَا	لَا	تَرَوْنَ	اِنِّیْٓ
تم سے	بے شک میں	دیکھتا ہوں	جو	نہیں	دیکھتے تم	بے شک میں

میں تو ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے مجھے تو

اَخَافُ	اللّٰهَ	وَ اللّٰهُ	شَدِیْدُ	الْعِقَابِ(48)	
ڈرتا ہوں	اللہ سے	اور اللہ	سخت	عذاب کرنے والا	

خدا سے ڈر لگتا ہے اور خدا سخت عذاب کرنے والا ہے۔(48)

آیات کے مفاہیم

آیت نمبر 45

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

ترجمہ: مومنو! جب (کفار کی) کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور خدا کو بہت یاد کرو تاکہ مراد حاصل کرو۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو لڑائی کے وہ آداب بتائے جا رہے ہیں جن کی بدولت اہل ایمان جنگ جیت سکتے ہیں۔ سب سے پہلی بات ثابت قدمی اور استقلال ہے، کیونکہ اس کے بغیر میدان جنگ میں ٹھہرنا ممکن ہی نہیں ہے۔ دوسرا ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔ تاکہ مسلمان اگر تھوڑے ہوں تو اللہ کی مدد کے طالب رہیں اور اللہ بھی کثرت ذکر کی وجہ سے ان کی طرف متوجہ رہے اور اگر مسلمان تعداد میں زیادہ ہوں تو کثرت کی وجہ سے ان کے اندر غرور پیدا نہ ہو، بلکہ اصل توجہ اللہ کی امداد ہی رہے۔ اب اگر فتح کے خواہشمند اہل ایمان یہ آداب سامنے رکھیں گے تو کامیابی ان کے قدم چومے گی۔

آیت نمبر 46

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

ترجمہ: اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر چلو (اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو۔ کہ خدا صبر کرنے والوں کی مدد گار ہے۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں مومنین کو ہدایت دی جا رہی ہے کہ اپنے جذبات وخواہشات کو قابو میں رکھیں۔ جلد بازی، گھبراہٹ، لالچ اور نامناسب جوش سے بچیں۔ ٹھنڈے دل اور قوت فیصلہ کے ساتھ کام کریں۔ خطرات اور مشکلات سامنے ہوں تو اُن کے قدموں میں لغزش نہ آئے۔ اشتعال انگیز مواقع پیش آئیں تو غصے کی حالت میں ان سے کوئی ناپسندیدہ حرکت سرزد نہ ہونے پائے۔ اسی طرح اگر وہ اس دوران اختلاف کا شکار ہو جائیں تو اُن کی ہمت پست ہو جائے گی اور کفار پر اُن کا رعب و دبدبہ ختم ہو جائے گا جو مسلمانوں کی شکست کی وجہ بن سکتا ہے اور اس دوران پیدا ہونے والی مشکلات کو برداشت کرنے ان پر قابو پانے کو اپنا شعار بنایا جائے اور یہ یاد رکھیں کہ اگر ایسی مشکلات میں صبر کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کی مدد فرمائے گا۔

آیت نمبر: 47

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

ترجمہ: اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے (یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے لئے) اور لوگوں کو دکھانے کے لئے گھروں سے نکل آئے اور لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور جو اعمال یہ کرتے ہیں خدا ان پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو کفار کا طرز عمل اپنانے سے منع کیا گیا ہے۔ وہ طرز عمل یہ ہے کہ ابو جہل اپنا لشکر لے کر مکہ سے بڑی دھوم دھام اور غرور وتکبر سے نکلا تھا تاکہ مسلمان یہ دیکھ کر ہی مرعوب ہو جائیں۔ نیز دوسرے قبائل عرب پر ان کی دھاک بیٹھ جائے۔ گویا اس وقت تک ابو جہل کا ارادہ صرف اپنی شان وشوکت جتلانے اور مسلمانوں پر رعب طاری کرنے کا تھا، لڑائی کا نہ تھا۔ جب مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت وہاں پہنچ گئے اور لڑائی کی فضا بن گئی تو چند سرداروں نے ابو جہل کو جنگ کرنے سے روکا۔ مگر اس کے غرور نے اس کی عقل پر پردہ ڈال دیا۔ جن لوگوں نے اسے لڑائی روک دینے کا مشورہ دیا تھا انہیں بزدلی کے طعنے دینے لگا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی مشیت پوری ہوگئی اور ابو جہل کو بالخصوص اس عذاب سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کی موت دو نوجوان لڑکوں کے ہاتھ واقع ہوئی اور وہ نہایت ذلت کی موت مرا۔ بہر حال اس آیت میں مسلمانوں کو آگاہ فرمایا کہ جہاد محض قتل وغارت کا نام نہیں، بلکہ عظیم الشان عبادت ہے۔ اور اگر عبادت میں دکھاوا اور ریاکاری ہو تو اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں۔ لہٰذا اہل ایمان کو کفار کی طرح غرور وتکبر اپنانے سے منع کیا گیا۔

آیت نمبر 48

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ

ترجمہ: اور جب شیطان نے ان کے اعمال ان کو آراستہ کو دکھائے اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا رفیق ہوں

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ قریش اور بنو کنانہ کی آپس میں دشمنی تھی اور انہیں یہ خطرہ تھا کہ بنو کنانہ کہیں مسلمانوں کی حمایت کر کے ہمارے لیے خطرہ یا شکست کا باعث نہ بن جائیں۔ان کے اس خدشہ کو مٹانے کے لیے شیطان خود بنو کنانہ کے رئیس سراقہ بن مالک کی شکل میں کافروں کے لشکر میں آیا اور ابو جہل سے اسکی تعریفیں کیں، جنگی تیاری پر شاباش دی اور کہنے لگا کہ ہماری طرف سے تم لوگ بالکل مطمئن رہو۔اس معاملہ میں ہم لوگ تمہاری حمایت کریں گے اور مل کر مسلمانوں کو نیست و نابود کریں گے۔ ویسے بھی تم لوگوں کی فتح یقینی ہے۔تمہاری اتنی بڑی جماعت کے سامنے ان تھوڑے مسلمانوں کی کیا حیثیت ہے۔

فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

ترجمہ: (لیکن) جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل (صف آرا) ہوگئیں تو پسپا ہو کر چل دیا۔اور کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں۔میں تو ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ مجھے خدا سے ڈر لگتا ہے اور خدا سخت عذاب کرنیوالا ہے۔

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ جب جنگ کا میدان سجا اور فوجیں آمنے سامنے ہوئیں اور شیطان نے مسلمانوں کی مدد کے لیے فرشتے اترتے دیکھے تو اس نے یہ اندازہ کر لیا کہ اب مشرکین کی شکست یقینی ہے تو وہاں سے کھسکنے لگا۔ابو جہل نے جب اسے بھاگتے دیکھا تو کہا عین مشکل کے وقت کہاں جاتے ہو؟ کہنے لگا میرا تم سے کوئی تعلق نہیں، جو کچھ مجھے نظر آ رہا ہے وہ تم نہیں دیکھ سکتے۔ یہ کہہ کر چلتا بنا۔اس وقت بھی شیطان نے اپنے ساتھیوں کو یہ نہ بتایا کہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس کے مطابق تمہاری ہلاکت ہونے والی ہے۔لہٰذا تم برے وقت سے بچنے کی کوئی ترکیب سوچ لو۔ بلکہ انہیں دغا دے کر واپس چلا گیا۔شیطان کا یہ عمل اس لئے بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت شدید ہوتا ہے اور اس کا مقابلہ کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

مشقی الفاظ معانی کے سوالات

1۔ **فَاثْبُتُوْا** کا معنی ہے:

(الف) اور جان رکھو (ب) آگاہ رہو (ج) وہ الٹے پاؤں پھر گیا (د) تو ثابت قدم رہو

2۔ **فَتَفْشَلُوْا** کا معنی ہے:

(الف) پس تم ہمت ہار جاؤ گے (ب) پس تم مار کھاؤ گے (ج) تمہاری جیت ہوگی (د) فتح تمہاری ہے

3۔ **فَتَفْشَلُوْا** کا معنی ہے:

(الف) پس تم بزدل ہو جاؤ گے (ب) پس تم مار کھاؤ گے (ج) تمہاری جیت ہوگی (د) فتح تمہاری ہے

4۔ **بطراً** کا معنیٰ ہے۔

(الف) رحم دل ہو جاؤ (ب) حمایتی بن کر (ج) دکھاوا کرتے ہوئے (د) اتراتے ہوئے

5۔ **جَار"** کا معنی ہے:

(الف) قریب ترین (ب) بھائی (ج) حمایتی (د) قریبی رشتہ دار

6۔ جَار" کا معنی ہے:

(الف) قریب ترین (ب) بھائی (ج) معاون (د) قریبی رشتہ دار

7۔ جَار" کا معنی ہے:

(الف) قریب ترین (ب) بھائی (ج) ہمسائیہ (د) قریبی رشتہ دار

8۔ جَار" کا معنی ہے:

(الف) قریب ترین (ب) بھائی (ج) رفیق (د) قریبی رشتہ دار

9۔ تَرَآءَ ت کا معنی ہے:

(الف) آمنے سامنے ملاقات (ب) آمنے سامنے ہوئے (ج) رات کا آخری پہر (د) شاندار افتتاح

10۔ نَکَصَ عَلٰی عَقِبَیْہ کا معنی ہے۔

(الف) تم ہمت ہار جاؤ گے (ب) اتراتے ہوئے (ج) پڑوسی (د) وہ الٹے پاؤ پھر گیا

بامحاورہ ترجمہ کے سوالات

11۔ اور خدا کو بہت یاد کرو تا کہ حاصل کرو۔

(الف) مال غنیمت (ب) استقامت (ج) مراد (د) فتح

12۔ اور جب۔۔۔۔۔۔۔۔نے اُن کے اعمال اُن کو آراستہ کر کے دکھائے۔

(الف) انسانوں (ب) جنوں (ج) فرشتوں (د) شیطانوں

13۔ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی تم پر نہ ہوگا۔

(الف) مہربان (ب) غالب (ج) سخت (د) نرم

14۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ:

(الف) برباد ہو جاؤ گے (ب) بزدل ہو جاؤ گے (ج) بدنام ہو جاؤ گے (د) ختم ہو جاؤ گے۔

15 ان لوگوں جیسا نہ ہو جانا جو گھروں سے نکل آئے:

(الف) بھاگتے ہوئے (ب) گاتے ہوئے (ج) اتراتے ہوئے (د) دعا مانگتے ہوئے

16۔ اور جو یہ اعمال کرتے ہیں اللہ:

(الف) احاطہ کیے ہوئے ہے۔ (ب) انہیں دیکھ رہا ہے (ج) اللہ ان سے باخبر ہے (د) اللہ جانتا ہے

17۔ آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم:

(الف) سخت دل ہو جاؤ گے (ب) بزدل ہو جاؤ گے (ج) مارے جاؤ گے (د) غمگین ہو جاؤ گے

18۔ اگر تم آپس میں جھگڑو گے تو تم بزدل ہو جاؤ گے اور۔

(الف) تو تمھارا اقبال جاتا رہے گا (ب) عذاب ہوگا

(ج) ثواب ہوگا (د) کوئی بھی نہیں

19۔ خدا مددگار ہے:

(الف) صابرین کا (ب) صادقین کا (ج) متقین کا (د) مرسلین کا

20۔ **تمہارا اقبال جاتا رہے گا۔**

(الف) سخت دل ہوئے تو (ب) آپس میں جھگڑا کیا تو (ج) نافرمان ہونے پر (د) بارش ہوگئی تو

اضافی سوالات

21۔ **جنگ بدر کے موقع پر شیطان نے کافروں سے کہا کہ:**

(الف) میں تمھارا رفیق ہوں (ب) میں تمھارا خادم ہوں (ج) میں تمھارا ہمدرد ہوں (د) میں تمھارا سردار ہوں

22۔ **میدان جنگ کا سب سے کامیاب ہتھیار ہے:**

(الف) تیز دھار تلوار (ب) ثابت قدمی (ج) جنگی چال (د) چالاکی

23۔ **غزوۂ بدر میں شیطان نے اعمال آراستہ کر کے دکھائے:**

(الف) منافقوں کے (ب) مسلمانوں کے (ج) کافروں کے (د) عیسائیوں کے

24۔ **میدان بدر سے شیطان بھاگا:**

(الف) جنوں کو دیکھ کر (ب) فرشتوں کو دیکھ کر (ج) مسلمانوں کو دیکھ کر (د) کافروں کو دیکھ کر

25۔ **کفار کو اُکسا کر اور اشتعال دلا کر میدان جنگ میں لایا تھا:**

(الف) ابوسفیان کو (ب) ابوجہل کو (ج) شیطان (د) ابولہب

26 **میدان بدر میں میں فرشتے دیکھ کر کون پسپا ہو کر بھاگا؟**

(الف) ابوسفیان (ب) ابوجہل (ج) شیطان (د) ابولہب

27 **آپس میں جھگڑا کرنے والے مسلمانو کے ساتھ کیا ہوگا؟**

(الف) بزدل ہوجائیں گے (ب) اُن کا تعلق ختم ہوجائے گا

(ج) اُن کا اقبال جاتا رہے گا (د) دونوں الف اور ج

28 **اَلفِئَتٰنِ کا معنی ہے۔**

(الف) دونوں فوجیں (ب) کفار کی فوج (ج) لشکر (د) دو قومیں

29 **لا تنازَعُوا کا معنی ہے۔**

(الف) آپس میں جھگڑا نہ کرو (ب) احاطہ کرنے والا (ج) دائرہ کار (د) شفیق

30 **مُحِیطٌ کا معنی ہے۔**

(الف) وفا کرنے والا (ب) احاطہ کرنے والا (ج) دائرہ کار (د) شفیق

جوابات

د	10	الف	9	ج	8	ج	7	ج	6	ج	5	د	4	الف	3	الف	2	د	1
ب	20	الف	19	الف	18	ب	17	الف	16	ج	15	ب	14	ب	13	د	12	ج	11

21	الف	22	ب	23	ج	24	ب	25	ج	26	ج	27	د	28	الف	29	الف	30	ب

سوالات کے مختصر جوابات

مشقی سوالات

س 1۔ کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں مسلمانوں کو کون سے کام کرنے اور کن باتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا؟

ج۔ کرنے کے کام:

کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں مسلمانوں کو درج ذیل کام کرنے حکم دیا گیا ہے:

۱۔ ثابت قدم رہو یعنی کفار کا ڈٹ کر مقابلہ کرو ۲۔ خدا کو بہت یاد کرو

۳۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو ۴۔ صبر سے کام لو

نہ کرنے کے کام:

کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں مسلمانوں کو درج ذیل باتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا:

۱۔ آپس میں جھگڑا اور اختلاف نہ کرو ۲۔ اتراتے ہوئے میدان جنگ کی طرف نہ جاؤ ۳۔ دکھاوا نہ کرو

س 2۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی نصرت کے لیے نازل ہونے والے فرشتوں کو دیکھ کر شیطان کا ردعمل کیا تھا؟

ج۔ فرشتوں کو دیکھ کر شیطان کا ردعمل

غزوہ بدر کے موقع پر شیطان ایک عرب سردار سراقہ بن مالک کی شکل میں کفار کے سردار ابوجہل کے پاس آیا اور اسے کہا کہ آج کے دن میں تمھارا ساتھی ہوں آج تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ مگر جب شیطان مسلمانوں کی مدد کے لیے نازل ہونے والے فرشتوں کو دیکھا تو ابوجہل کے ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر الٹے پاؤں بھاگا کہنے لگا:

''میرا تم سے کوئی واسطہ کوئی تعلق نہیں میں تو ایسی چیزیں (یعنی فرشتے) دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے، میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔''

س 3۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَo کا مفہوم تحریر کریں۔

ج۔ **ترجمہ:** ''مومنو! جب (کفار کی) کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور خدا کو بہت یاد کرو تا کہ مراد حاصل کرو۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو لڑائی کے وہ آداب بتائے جا رہے ہیں جن کی بدولت اہل ایمان جنگ جیت سکتے ہیں۔ سب سے پہلی بات ثابت قدمی اور استقلال ہے، کیونکہ اس کے بغیر میدان جنگ میں ٹھہرنا ممکن ہی نہیں ہے۔ دوسرا ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔ تا کہ مسلمان اگر تھوڑے ہوں تو اللہ کی مدد کے طالب رہیں اور اللہ بھی کثرت ذکر کی وجہ سے ان کی طرف متوجہ رہے اور اگر مسلمان تعداد میں زیادہ ہوں تو کثرت کی وجہ سے ان کے اندر غرور پیدا نہ ہو، بلکہ اصل توجہ اللہ کی امداد ہی رہے۔ اب اگر فتح کے خواہشمند اہل ایمان یہ آداب سامنے رکھیں گے تو کامیابی ان کے قدم چومے گی۔

س 4۔ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَo کا مفہوم تحریر کریں۔

ج۔ **ترجمہ:** ''اور خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا

رہے گا اور صبر سے کام لو کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔"

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں مومنین کو ہدایت دی جا رہی ہے کہ اپنے جذبات و خواہشات کو قابو میں رکھیں۔ جلد بازی، گھبراہٹ، لالچ اور نامناسب جوش سے بچیں۔ ٹھنڈے دل اور قوت فیصلہ کے ساتھ کام کریں۔ خطرات اور مشکلات سامنے ہوں تو اُن کے قدموں میں لغزش نہ آئے۔ اشتعال انگیز مواقع پیش آئیں تو غصے کی حالت میں ان سے کوئی ناپسندیدہ حرکت سرزد نہ ہونے پائے۔ اسی طرح اگر وہ اس دوران اختلاف کا شکار ہو جائیں تو اُن کی ہمت پست ہو جائے گی اور کفار پر اُن کا رعب و دبدبہ ختم ہو جائے گا جو مسلمانوں کی شکست کی وجہ بن سکتا ہے اور اس دوران پیدا ہونے والی مشکلات کو برداشت کرنے ان پر قابو پانے کو اپنا شعار بنایا جائے اور یہ یاد رکھیں کہ اگر ایسی مشکلات میں صبر کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کی مدد فرمائے گا۔

س5۔ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ کا مفہوم تحریر کریں۔

ج۔ **ترجمہ:** "اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے (یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے لیے) اور لوگوں کو دکھانے کے لیے گھروں سے نکل آئے اور لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور جو اعمال یہ کرتے ہیں خدا ان پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔"

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو کفار کا طرز عمل اپنانے سے منع کیا گیا ہے۔ وہ طرز عمل یہ ہے کہ ابوجہل اپنا لشکر لے کر مکہ سے بڑی دھوم دھام اور غرور و تکبر سے نکلا تھا تاکہ مسلمان یہ دیکھ کر ہی مرعوب ہو جائیں۔ نیز دوسرے قبائل عرب پر ان کی دھاک بیٹھ جائے۔ گویا اس وقت تک ابوجہل کا ارادہ صرف اپنی شان و شوکت جتلانے اور مسلمانوں پر رعب طاری کرنے کا تھا، لڑائی کا نہ تھا۔ جب مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت وہاں پہنچ گئے اور لڑائی کی فضا بن گئی تو چند سرداروں نے ابوجہل کو جنگ کرنے سے روکا۔ مگر اس کے غرور نے اس کی عقل پر پردہ ڈال دیا۔ جن لوگوں نے اسے لڑائی روک دینے کا مشورہ دیا تھا انہیں بزدلی کے طعنے دینے لگا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی مشیت پوری ہوگئی اور ابوجہل کو بالخصوص اس عذاب سے دوچارہ ہونا پڑا۔ اس کی موت دو نوجوان لڑکوں کے ہاتھ واقع ہوئی اور وہ نہایت ذلت کی موت مرا۔ بہرحال اس آیت میں مسلمانوں کو آگاہ فرمایا کہ جہاد محض قتل و غارت کا نام نہیں، بلکہ عظیم الشان عبادت ہے۔ اور اگر عبادت میں دکھاوا اور ریاکاری ہو تو اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں۔ لہٰذا اہل ایمان کو کفار کی طرح غرور و تکبر اپنانے سے منع کیا گیا۔

اضافی سوالات

س6۔ "اِنِّیْۤ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ" سے کیا مراد ہے؟

ج۔ ترجمہ: "میں تو ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔

یہ الفاظ شیطان نے میدان بدر میں کہے تھے۔ غزوہ بدر کے موقع پر شیطان ایک عرب سردار کی شکل میں کفار کے سردار ابوجہل کے پاس آیا اور اسے کہا کہ آج کے دن میں تمہارا ساتھی ہوں آج تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ مگر جب شیطان مسلمانوں کی مدد کے لیے نازل ہونے والے فرشتوں کو دیکھا تو ابوجہل کے ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر الٹے پاؤں بھاگا کہنے لگا میرا تم سے کوئی واسطہ کوئی تعلق نہیں میں تو ایسی چیزیں (یعنی فرشتے) دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے، میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

س7۔ "وَلَا تَنَازَعُوْا" کا مفہوم بیان کریں؟

ترجمہ: "اور آپس میں نہ جھگڑنا"

میدان جنگ میں جہاں شوق شہادت اور بلند حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے وہیں اتحاد اور یک جہتی بھی ضروری ہوتی ہے۔ اگر فوجیں اختلاف رائے کا

شکار ہو جائیں تو اُن کی قوت منتشر ہو جاتی ہے۔ جس سے فتح شکست میں بدل جاتی ہے۔ اس آیت میں بھی مسلمانوں کو یہی نصیحت کی جا رہی ہے کہ جب تمھارا آمنا سامنا دشمن فوج سے ہو تو آپس میں نہ جھگڑنا۔

س8۔ کفار جنگ کے لیے اپنے گھروں سے کیسے نکلے؟

ج۔ **کفار کا گھروں سے نکلنا**

کفار جنگ کے لیے اپنے گھروں سے فخر و غرور سے اکڑتے ہوئے اور لوگوں کو شان و شوکت دکھاتے ہوئے نکلے۔

س9۔ شیطان نے کفار کو اُن کے اعمال کس طرح آراستہ کر کے دکھائے؟

ج۔ **کفار کے اعمال**

شیطان نے غزوہ بدر کے موقع پر ایک عرب سردار کی شکل اپنائی اور ابو جہل کے پاس جا کر کہا:

''آج کے دن لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب نہ ہو گا اور میں تمہارا رفیق ہوں''

س10۔ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ کا مفہوم بیان کریں۔

ج۔ ترجمہ: ''وہ اُلٹے پاؤں پھر گیا''

غزوہ بدر کے موقع پر جب شیطان نے مسلمانوں کی مدد کے لیے نازل ہونے والے فرشتوں کو دیکھا تو ابو جہل کے ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر ''اُلٹے پاؤں بھاگا'' کہنے لگا میرا تم سے کوئی واسطہ کوئی تعلق نہیں میں تو ایسی چیزیں (یعنی فرشتے) دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے، میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

س11۔ نزول ملائکہ پر شیطان نے کیا ردعمل دکھایا؟

ج۔ **شیطان کا ردعمل**

غزوہ بدر کے موقع پر شیطان ایک عرب سردار سراقہ بن مالک کی شکل میں کفار کے سردار ابو جہل کے پاس آیا اور اسے کہا کہ آج کے دن میں تمھارا ساتھی ہوں آج تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ مگر جب شیطان مسلمانوں کی مدد کے لیے نازل ہونے والے فرشتوں کو دیکھا تو ابو جہل کے ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر الٹے پاؤں بھاگا کہنے لگا:

''میرا تم سے کوئی واسطہ کوئی تعلق نہیں میں تو ایسی چیزیں (یعنی فرشتے) دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے، میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔''

س12۔ فِئَةً اور تُفْلِحُوْنَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

فِئَةً: جماعت　　　　تُفْلِحُوْنَ: تم مراد حاصل کرو

س13۔ فَتَفْشَلُوْا اور وَاصْبِرُوْا کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

فَتَفْشَلُوْا: تم بزدل ہو جاؤ گے　　　　وَاصْبِرُوْا: اور صبر سے کام لو

س14۔ رِئَآءَ النَّاسِ اور مُحِيْطٌ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

رِئَآءَ النَّاسِ: لوگوں کو دکھانے کے لئے　　　　مُحِيْطٌ: احاطہ کئے ہوئے ہے

س15۔ بَطَرًا اور لَفَشِلْتُمْ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

بَطَرًا: اتراتے ہوئے لَفَشِلْتُمْ: تم ضرور ہمت ہار جاتے، نامردی دکھاتے

س16۔ وَاِذْ زَیَّنَ اور بَرِیْٓءٌ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

وَاِذْ زَیَّنَ: اور جب آراستہ کر کے دکھائے بَرِیْٓءٌ: بے تعلق، بے واسطہ

سورۃ الانفال رکوع نمبر: 7

(آیت نمبر 49 تا 58)

مشقی الفاظ معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
غَرَّ	خبط میں ڈالا	عَذَابَ الْحَرِيْقِ	جلنے کا عذاب	لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا	وہ بدلنے والا نہیں
كَدَأْبِ	جیسے عادت، طریقہ	تَثْقَفَنَّ	تم پاؤ	شَرِّدْ	بھگا دو
فَانْبِذْ	پس پھینک دو				

لفظی اور با محاورہ ترجمہ

اِذْ	يَقُوْلُ	الْمُنٰفِقُوْنَ	وَ الَّذِيْنَ	فِيْ	قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ
جب	کہنے لگے	منافق	اور وہ	میں	دلوں ان کے	بیماری

اس وقت منافق اور (کافر) جن کے دلوں میں مرض تھا،

غَرَّ	هٰٓؤُلَآءِ	دِيْنُهُمْ	وَ مَنْ	يَّتَوَكَّلْ	عَلَى	اللّٰهِ
مغرور کر دیتا	انھیں	دین ان کے لیے	اور جو	بھروسہ کرے	پر	اللہ

کہتے تھے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے مغرور کر رکھا ہے اور جو شخص خدا پر بھروسہ رکھتا ہے،

فَاِنَّ	اللّٰهَ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ (49)	وَ لَوْ	تَرٰى	اِذْ
تو بے شک	اللہ	غالب	حکمت والا ہے	اور کاش	دیکھے تو	جب

تو خدا غالب حکمت والا ہے۔ (49) اور کاش تم اس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب

يَتَوَفَّى	الَّذِيْنَ	كَفَرُوا	الْمَلٰٓئِكَةُ	يَضْرِبُوْنَ	وُجُوْهَهُمْ	وَ اَدْبَارَهُمْ
جانیں نکالتے ہیں	ان لوگوں کی جنھوں نے	کفر کیا	فرشتے	مارتے ہیں	ان کے چہروں	اور ان کی پیٹھوں پر

فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں، اور ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے

وَ ذُوْقُوْا	عَذَابَ	الْحَرِيْقِ (50)	ذٰلِكَ	بِمَا	قَدَّمَتْ	اَيْدِيْكُمْ
اور چکھو	عذاب	آتش کا	یہ	بدلے اس کے جو	آگے بھیجا	تمھارے ہاتھوں نے

(ہیں اور کہتے ہیں کہ اب) عذاب آتش (کا مزہ) چکھو (50) یہ ان (اعمال) کی سزا ہے جو تمھارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔

وَ اَنَّ	اللّٰهَ	لَيْسَ	بِظَلَّامٍ	لِّلْعَبِيْدِ (51)	كَدَاْبِ	اٰلِ فِرْعَوْنَ
اور یہ کہ	اللہ	نہیں ہے	ظلم کرنے والا	بندوں پر	جیسا حال	فرعونیوں کا

اور یہ (جان رکھو) کہ خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ (51) جیسا حال فرعونیوں کا،

وَ الَّذِیْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	كَفَرُوْا	بِاٰیٰتِ	اللّٰهِ	فَاَخَذَهُمُ	اللّٰهُ
اوران لوگوں کا جو	ان سے پہلے تھے	انھوں نے کفر کیا	آیتوں سے	اللہ کی	پس پکڑا ان کو	اللہ نے

اوران سے پہلے لوگوں کا (ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا کہ) انھوں نے خدا کی آیتوں سے کفر کیا تو خدا نے انکے گناہوں کی سزا میں ان کو پکڑ لیا۔

بِذُنُوْبِهِمْ	اِنَّ	اللّٰهَ	قَوِیٌّ	شَدِیْدُ	الْعِقَابِ(52)	ذٰلِكَ
ان کے گناہوں پر	بے شک	اللہ	زبردست	سخت	عذاب دینے والا	یہ

بے شک خدا زبردست اور سخت عذاب دینے والا ہے ۔(52)

بِاَنَّ	اللّٰهَ	لَمْ یَكُ	مُغَیِّرًا	نِّعْمَةً	اَنْعَمَهَا	عَلٰى قَوْمٍ
اس لیے کہ	اللہ	نہیں ہے	بدلنے والا	کوئی نعمت	جو اس نے انعام کی	(کسی) قوم پر

یہ اس لئے کہ جو نعمت خدا کسی قوم کو دیا کرتا ہے

حَتّٰى	یُغَیِّرُوْا	مَا	بِاَنْفُسِهِمْ	وَ اَنَّ	اللّٰهَ	سَمِیْعٌ
جب تک کہ	وہی (نہ) بدل ڈالیں	جو	ان کے دلوں میں	اور یہ کہ	اللہ	سننے والا

جب تک وہ خود اپنے دلوں کی حالت نہ بدل ڈالیں خدا اسے نہیں بدلا کرتا۔ اور اس لئے کہ خدا سنتا

عَلِیْمٌ(53)	كَدَاْبِ	اٰلِ فِرْعَوْنَ	وَ الَّذِیْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	كَذَّبُوْا	بِاٰیٰتِ
جاننے والا	جیسا حال	آل فرعون	اور وہ لوگ..	ان سے پہلے تھے	جھٹلایا انھوں نے	آیتوں کو

جانتا ہے۔(53) جیسا حال فرعونیوں اوران سے پہلے لوگوں کا (ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا) انھوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلایا

رَبِّهِمْ	فَاَهْلَكْنٰهُمْ	بِذُنُوْبِهِمْ	وَ اَغْرَقْنَاۤ	اٰلَ فِرْعَوْنَ	وَ كُلٌّ	كَانُوْا
پروردگار اپنے کی	تو ہم نے ہلاک کیا انھیں	بسبب گناہوں کے ان کے	اور ہم نے ڈبو دیا	آل فرعون	اور سب	تھے

تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا اور فرعونیوں کو ڈبو دیا۔ اور وہ سب

ظٰلِمِیْنَ(54)	اِنَّ	شَرَّ	الدَّوَآبِّ	عِنْدَ اللّٰهِ	الَّذِیْنَ	كَفَرُوْا
ظالم	بے شک	بدترین	جانوروں (میں)	نزدیک اللہ کے	وہ لوگ	جو کافر ہیں

ظالم تھے۔(54) جانوروں میں سب سے بدتر خدا کے نزدیک وہ لوگ ہیں، جو کافر ہیں۔

فَهُمْ لَا	یُؤْمِنُوْنَ(55)	اَلَّذِیْنَ	عٰهَدْتَّ	مِنْهُمْ	ثُمَّ	یَنْقُضُوْنَ
پس وہ نہیں	ایمان لاتے	وہ لوگ	تم نے عہد باندھا	ان سے	پھر	وہ توڑ دیتے ہیں

سو وہ ایمان نہیں لاتے۔(55) جن لوگوں سے تم نے (صلح) کا عہد کیا ہے پھر

عَهْدَهُمْ	فِیْ	كُلِّ	مَرَّةٍ	وَّ هُمْ	لَا یَتَّقُوْنَ(56)	فَاِمَّا
اپنے عہد	میں	ہر	بار	اور وہ	نہیں ڈرتے	پس اگر

وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (خدا سے) نہیں ڈرتے۔(56) اگر

تَثْقَفَنَّهُمْ	فِی الْحَرْبِ	فَشَرِّدْ بِهِمْ	مَّنْ	خَلْفَهُمْ	لَعَلَّهُمْ	یَذَّكَّرُوْنَ(57)
پاؤ تم انھیں	لڑائی میں	تو تم بھگا دو ان کے سبب	وہ لوگ جو	پیچھے ان کے	تاکہ وہ	عبرت پکڑیں

تم ان کو لڑائی میں پاؤ تو انھیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ انکے پس پشت ہیں وہ ان کو دیکھ کر بھاگ جائیں۔ عجب نہیں کہ ان کو (اس سے) عبرت ہو۔(57)

وَ اِمَّا	تَخَافَنَّ	مِنْ قَوْمٍ	خِیَانَةً	فَانْۢبِذْ	اِلَیْهِمْ	عَلٰى
اور اگر	تمھیں خوف ہو	قوم سے	دغابازی کا	پس پھینک دو (عہد)	ان کی طرف	پر

اور اگر تم کو کسی قوم سے دغا بازی کا خوف ہو تو (ان کا عہد) انھی کی طرف پھینک دو (اور)

سَوَآءٍ	اِنَّ	اللّٰہَ	لَا یُحِبُّ	الْخَآئِنِیْنَ(58)	
برابری	بے شک	اللہ	نہیں دوست رکھتا	دغا بازوں کو	

برابر (کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ خدا دغا بازوں کو دوست نہیں رکھتا۔(58)

آیات کے مفاہیم

آیت نمبر 49

اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ غَرَّ ھٰٓؤُلَآءِ دِیْنُھُمْ ط وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ o

ترجمہ: اس وقت منافق اور (کافر) جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے مغرور کر رکھا ہے اور جو شخص خدا پر بھروسہ رکھتا ہے تو خدا غالب حکمت والا ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارش کا نزول، پرسکون نیند اور فرشتوں کی آمد کی یقین دہانی کے بعد اہل ایمان کا جنگی جوش و جذبہ اور ہمت میں اضافہ ہو گیا۔ وہ بغیر کسی خوف کے اہل مکہ سے مقابلے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ جب منافقوں اور یہودیوں نے یہ دیکھا تو طنزاً کہنے لگے کہ یہ مسلمان اپنے دینی جوش میں دیوانے ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ پتہ نہیں کس دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ جب کہ ہمیں تو اس جنگ میں ان کی تباہی یقینی نظر آ رہی ہے اور سب کچھ دیکھتے بھالتے یہ لوگ اپنی موت کو دعوت دے رہے ہیں۔ کفار کی اس تمسخر کے جواب میں اللہ نے اپنے ماننے والوں کی حمایت میں یہ فرمایا کہ جو شخص اللہ پر توکل اور بھروسہ کر لیتا ہے تو یاد رکھو کہ وہ کبھی رسوا نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے اس کی حکمت کے سامنے سب کی عقل و دانش ناکام رہ جاتی ہے۔

آیت نمبر 50

وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا لا الْمَلٰٓئِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَاَدْبَارَھُمْ ج وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ o

ترجمہ: اور کاش تم اس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں۔ ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (اب) عذاب آتش (کا مزہ) چکھو۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار پر عذاب کی کیفیت کو بیان فرمایا ہے۔ کہا گیا کہ کاش لوگ یہ دیکھیں کہ فرشتے کس بری طرح کافروں کی روح قبض کرتے ہیں وہ اس وقت اُن کے چہروں اور کمروں پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں اپنی بداعمالیوں کے بدلے میں آگ کا عذاب چکھو۔ بدر میں مشرک جب مسلمانوں کی طرف رُخ کر کے حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھتے تھے تو ملائکہ ان کی منہ پر تلواریں مارتے تھے اور جب خوفزدہ ہو کر بھاگتے تھے تو فرشتے اُن کی پشتوں پر مارتے تھے۔ کافر چونکہ نافرمان لوگ تھے اس لیے موت کے وقت فرشتے اُن کے مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے۔ اُن سے

کہتے اب جلنے کا مزہ چکھو۔ یہ تمہاری دنیاوی بداعمالیوں کی سزا ہے۔

آیت نمبر 51

ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَاَنَّ اللّٰہَ لَیۡسَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِیۡدِ○

ترجمہ: یہ ان (اعمال) کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ اور یہ (جان رکھو) کہ خدا (بندوں پر) ظلم نہیں کرتا

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں کفار کو مخاطب کیا گیا ہے کہ یہ میدان بدر میں اُن کو دیا گیا عذاب اُن کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ فرمانبردار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں، بلکہ وہ تو عادل ہے جو ہر قسم کے ظلم وستم سے پاک ہے۔ یہ عذاب دنیا و آخرت تمھارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے جو لوگ اللہ کے فرمانبردار ہوتے ہیں اللہ اُن پر عذاب نازل نہیں کرتا ہے۔

آیت نمبر 52

کَدَاۡبِ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ ۙ وَالَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوۡبِهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ○

ترجمہ: جیسا حال فرعونیوں اور اس سے پہلے لوگوں کا (ہوا تھا ویسا ہی انکا ہوا کہ) انہوں نے خدا کی آیتوں سے کفر کیا تو خدا نے ان کے گناہوں کی سزا میں ان کو پکڑ لیا۔ بیشک خدا زبردست (اور) سخت عذاب دینے والا ہے۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ ان مجرموں پر اللہ تعالیٰ کا یہ عذاب کوئی نئی چیز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ اور دستور یہی ہے کہ وہ گناہگاروں اور حق کے منکروں کو ضرور سزا دیتا ہے۔ فرعون اور اس کے حواریوں کو دریا میں غرق کر دیا گیا اُس کی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور نشانیوں کو جھٹلایا۔ فرعون جو اپنے آپ کو خدا سمجھتا تھا اللہ کے عذاب سے نہ بچ سکا۔ کیونکہ جب اللہ عذاب کا ارادہ فرماتا ہے تو کوئی قوت اس کے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکتی۔

آیت نمبر 53

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمۡ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعۡمَۃً اَنۡعَمَهَا عَلٰی قَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ ۙ وَاَنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ○

ترجمہ: یہ اس لئے کہ جو نعمت خدا کسی قوم کو دیا کرتا ہے جب تک وہ خود اپنے دلوں کی حالت نہ بدل ڈالیں خدا اسے نہیں بدلا کرتا اور اس لئے کہ خدا سنتا جانتا ہے۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں قوموں کے عروج وزوال کا اصول بیان کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ ہر دور میں اختیار فرماتا ہے۔ آیت میں واضح فرما دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر انعام فرماتا ہے تو وہ یونہی نہیں فرما دیتا، بلکہ وہ دراصل انکی خاص صفات اور کردار کے بدلے میں ہوتا ہے، اور اسی طرح جب وہ کسی قوم کو اپنے انعام سے محروم کر دیتا ہے تو اس کو یونہی بلا سبب محروم نہیں کر دیتا، بلکہ وہ ان کو اس سے اسی صورت میں محروم کرتا ہے جبکہ وہ لوگ اپنے آپ کو ان خاص صفات اور کردار سے محروم کر لیتے ہیں، جن کی بناء پر ان کو انعام سے نوازا گیا تھا۔ اور وہ اس کے اہل اور مستحق قرار پائے تھے۔ انسان کی ہر بات اللہ کو سنائی دیتی ہے اور اسے ہر کام کی معلومات ہیں۔

آیت نمبر 54

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ○

ترجمہ: جیسا فرعونیوں اوران سے پہلے لوگوں کا (ہوا تھاویسا ہی ان کا ہوا) انہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کی جُھٹلایا تو ہم نے ان کوان کے گناہوں کے سبب ہلاک کرڈالا اور فرعونیوں کوڈبو دیا۔ اور وہ سب ظالم تھے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں فرعون اور آل فرعون کی کچھ اور نافرمانیوں کو بیان کیا گیا ہے۔ تا کہ مشرکین مکہ کوتنبیہہ کی جاسکی۔ فرعونیوں نے اپنے رب کی آیات کوجھٹلایا اس پر اللہ نے اُن کے ان گناہوں کے سبب اُنہیں ہلاک کر دیا اور ان میں فرعون والوں کو خاص طور پر ہلاک کیا کہ ان غرق کر دیا اور وہ فرعون والے اور پہلے والے سب ظالم تھے۔ یعنی ان کفار مکہ سے پہلے اللہ نے آل فرعون پر اور بہت سی دوسری اقوام پر انعامات کی بارش کی تھی۔ لیکن انہوں نے ان انعامات کی ناقدری کی۔ ان کی نیتوں میں فتور آ گیا۔ اللہ کا شکر ادا کرنے اور اس کی فرمانبرداری کرنے کے بجائے وہ اس کی نافرمانی اور سرکشی پر اتر آئے تھے۔ ظلم و ستم اُن کا شیوہ بن گیا۔ لہٰذا اللہ نے انہیں ان کے گناہوں کی پاداش میں تباہ و برباد کرڈالا اور فرعون اور اس کی قوم کو دریا میں ڈبو کر ان کا نام ونشان تک ختم کر دیا گیا۔

آیت نمبر 55

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

ترجمہ: جانداروں میں سب سے بدتر خدا کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں سو وہ ایمان نہیں لاتے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اُن لوگوں کی نشاندہی کی جارہی ہے جو سننے اور بولنے کی قوتوں سے صحیح کام نہیں لیتے۔ ان کا شمار انسانوں میں نہیں کیا جاسکتا۔ ان کی شکلیں اور صورتیں گوانسانوں جیسی ہی ہوں لیکن درحقیقت اُن سے بھی بدتر ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں وہی اللہ کے نزدیک اشرف المخلوقات کہلانے کے حقدار ہیں۔ کافروں کا حال بےشعوری اور جہالت کہ وجہ سے جانوروں سے بھی گراہوا تھا اس لئے انہیں شر الدواب کہہ کر پکارا گیا۔ جو لوگ ایمان نہیں لاتے وہ اللہ کے ہاں تمام جانوروں اور انسانوں میں سب سے بدترین شمار کئے جاتے ہیں۔

آیت نمبر 56

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ○

ترجمہ: جن لوگوں سے تم نے (صلح کا) عہد کیا ہے پھر وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (خدا سے) نہیں ڈرتے۔

مفہوم:

اس آیت میں ان کفار کا تذکرہ کیا گیا ہے جو ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں کے لئے مار آستین بنے ہوئے تھے۔ ایک طرف مسلمانوں کے ساتھ صلح و آشتی کا دعویٰ کرتے تھے اور دوسری طرف مشرکین مکہ کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔ یہ لوگ مذہباً یہود تھے اور جس طرح مشرکین مکہ میں اسلام کے خلاف سب سے بڑا علمبردار ابوجہل تھا اسی طرح یہود مدینہ میں اس کا علمبردار کعب بن اشرف تھا۔ رسول کریم ﷺ جب ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے، مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو دیکھ کر یہ لوگ مرعوب تو ہوئے مگر دل میں اسلام دشمنی کی آگ ہمیشہ سلگتی رہتی تھی۔ اسلامی ریاست کا تقاضا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو مدینہ میں موجود یہودیوں سے معاہدات کئے جائیں تا کہ وہ مکہ والوں کو مدد نہ پہنچائیں۔ مگر یہ کفار مسلمانوں سے معاہدات کرنے کے بعد جب بھی موقع ملتا توڑ ڈالتے۔ ان کو اللہ کے عذاب کی شدت معلوم نہیں تھی اس لئے یہ اللہ سے نہیں ڈرتے۔

آیت نمبر: 57

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ

ترجمہ: اگر تم انکو لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ ان کے پس پشت ہوں وہ انکو دیکھ کر بھاگ جائیں۔ عجب نہیں کہ انکو (اس سے) عبرت ہو۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی قوم سے معاہدہ ہو اور پھر وہ اپنی معاہدانہ ذمہ داریوں کو پس پشت ڈال کر مخالفانہ انداز میں کسی جنگ میں حصہ لے، تو ہم بھی معاہدے کی اخلاقی ذمہ داریوں سے سُبک دوش ہو جائیں گے اور ہمیں حق یہ ہوگا کہ اس سے جنگ کریں۔ اگر یہ دغاباز غدار معاہدوں کو اعلانیہ پس پشت ڈال کر ہمارے مقابل میدان جنگ میں آ جائیں تو ان کو ایسی سخت سزا دیجئے، جسے دیکھ کر ان کے پیچھے رہنے والے یا ان کے بعد آنے والی نسلیں بھی عبرت حاصل کریں اور عہد شکنی کی کبھی جرات نہ کر سکیں۔

آیت نمبر 58

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ۝

ترجمہ: اور اگر تم کو کسی قوم سے دغابازی کا خوف ہو تو (ان کا عہد) انہیں کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ خدا دغا بازوں کو دوست نہیں رکھتا۔

مفہوم:

اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت محمد ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مدینہ کے مکینوں کے ساتھ ساتھ مدینہ کے آس پڑوس

کے قبائل سے بھی امن کے معاہدات کیے تھے۔ یہ غیر مسلم قبائل اپنی عادت کے مطابق وعدہ خلافی سے باز نہ آتے تھے۔اس آیت کریمہ میں انھیں کے بارے میں تعلیم دی جارہی ہے کہ اگر ان میں سے کسی قوم کی طرف سے دغا بازی کا اندیشہ ہوا تو حضرت محمد ﷺ پوری طرح احوال معلوم کرو اگر واقعی وہ وعدہ خلافی کے مرتکب ہو چکے ہیں تو اُن کو بھی برابری کا جواب دیا جائے گا۔ جولوگ معاہدہ کر کے اس کو توڑ ڈالتے ہیں وہ خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

مشقی الفاظ معانی کے سوالات

1- **غراً کا معنی ہے:**

(الف) دکھاوا کرنے والی (ب) متکبر (ج) مغرور کر رکھا ہے (د) غار والے لوگ

2- **غراً کا معنی ہے:**

(الف) دکھاوا کرنے والی (ب) متکبر (ج) خبط میں ڈالا (د) غار والے لوگ

3- **عَذَابَ الْحَرِیْقِ کا معنی ہے:**

(الف) جلانے والی آگ (ب) دوزخ کی ہوا (ج) جلنے کا عذاب (د) شدید عذاب

4- **لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا کا معنی ہے:**

(الف) بھگادو (ب) جلنے کا عذاب (ج) عبادت (د) وہ بدلنے والا نہیں

5- **کَدَاْبِ کا معنی ہے:**

(الف) بھگادو (ب) پس پھینک دو (ج) جیسے عادت (د) جلنے کا عذاب

6- **کَدَاْبِ کا معنی ہے:**

(الف) بھگادو (ب) پس پھینک دو (ج) جیسے طریقہ (د) جلنے کا عذاب

7- **تَثْقَفَنَّ کا معنی ہے:**

(الف) تمہاری قوم (ب) تم پاؤ (ج) مشکل وقت (د) بے رحم

8- **شَرِّدْ کا معنی ہے:**

(الف) بھگادو (ب) پس پھینک دو (ج) عادت (د) جلنے کا عذاب

9- **فَانْبِذْ کا معنی ہے:**

(الف) بھگادو (ب) پس پھینک دو (ج) عادت (د) جلنے کا عذاب

بامحاورہ ترجمہ کے سوالات

10- ان لوگوں کو ان کے دین نے کرر کھا ہے:

(الف) بے فائدہ (ب) مغرور (ج) نرم (د) سست

11۔ فرشتے کفار کو (کوڑے اور ہتھوڑے مارتے ہوئے) کہتے تھے اب مزہ چکھو۔

(الف) کھانے کا (ب) شکست کا (ج) عذاب آتش کا (د) جنگ کا

12۔ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ ان (مسلمانوں) کو ان کے دین نے:

(الف) خوش کرر کھا ہے (ب) مغرور کرر کھا ہے (ج) عزت دے رکھی ہے (د) تباہ کرر کھا ہے

13- جانداروں میں سب سے بدتر لوگ اللہ کے نزدیک ہیں:

(الف) ہندو (ب) مشرکین (ج) منافقین (د) کافر

14- اللہ دوست نہیں رکھتا:

(الف) کافروں کو (ب) دغابازوں کو (ج) مشرکوں کو (د) بے نمازیوں کو

15- اگر آپ کو کسی قوم سے دغابازی کا خوف ہو تو:

(الف) ان کو سخت سزا دیں (ب) ان کا عہد ان کو لوٹا دیں (ج) بخش دیں (د) معاف کر دیں

16- یہ اُن (اعمال) کی سزا ہے جو تمہارے۔۔۔نے آگے بھیجے ہیں۔

(الف) رشتہ داروں نے (ب) ساتھیوں نے (ج) بھائیوں نے (د) ہاتھوں نے

17- بے شک خدا زبردست ہے اور۔۔دینے والا ہے۔

(الف) سزا (ب) سخت عذاب (ج) انعام (د) نجات

اضافی سوالات

18- فرعون کے وقت کون سے نبی تھے؟

(الف) حضرت آدمؑ (ب) حضرت عیسیٰؑ (ج) حضرت موسیٰؑ (د) حضرت نوحؑ

19- جنگ بدر میں فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے تھے اور مارتے تھے:

(الف) ہاتھوں پر (ب) ٹانگوں پر (ج) مونہوں پر (د) مونہوں اور پیٹھوں پر

20۔ اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود حالت نہیں بدلتے:

(الف) معاشرے کی (ب) دلوں کی (ج) اعمال کی (د) دماغوں کی

21- اللہ تعالیٰ نے فرعون اور آل فرعون کو پکڑ لیا:

(الف) تکبر کی وجہ سے (ب) گناہوں کی وجہ سے (ج) سرکشی کی وجہ سے (د) کوئی بھی نہیں

22۔ اللہ تعالیٰ نے کس قوم کو ان کے گناہوں کے سبب پانی میں غرق کر دیا؟

(الف) کفار کو (ب) نمرود کی قوم کو (ج) فرعونیوں کو (د) منافقین کو

23- کفار اگر دغابازی کریں تو مسلمان:

(الف) برابر کا جواب دیں (ب) معاف کر دیں (ج) جنگ کریں (د) خدا پر چھوڑ دیں

24- فرعونیوں کو ڈبو دینے کی وجہ تھی:

(الف) اُن کی چالیں (ب) اُن کے گناہ (ج) لڑائیاں (د) قتل وغارت

25- ولو تریٰ کا معنیٰ ہے۔

(الف) ظالم لوگ (ب) اور کاش تم دیکھو (ج) اور کاش تم سنتے (د) بدترین لوگ

26- اَغْرَقْنَا کا معنیٰ ہے۔

(الف) ہم نے معاف کر دیا (ب) ہم نے ڈبو دیا (ج) اخلاق (د) کفر کرنے والے

جوابات

1	ج	2	ج	3	ج	4	د	5	ج	6	ج	7	ب	8	الف	9	ب	10	ب
11	ج	12	ب	13	د	14	ب	15	ب	16	د	17	ب	18	ج	19	د	20	ب
21	ب	22	ج	23	الف	24	ب	25	ب	26	ب								

سوالات کے مختصر جوابات

مشقی سوالات

س 1۔ مسلمانوں کی جہاد کے لیے تیاریاں دیکھ کر منافقین نے کیا تبصرہ کیا؟

ج۔ **منافقین کا تبصرہ**

مسلمانوں کی جہاد کے لیے تیاریاں اور شوق شہادت دیکھ کر منافقین کہنے لگے کہ

''ان مسلمانوں کو ان کے دین نے مغرور کر رکھا ہے۔''

س 2۔ کفار کی جانب سے عہد شکنی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو کیا ہدایات دی ہیں؟

ج۔ **نبی ﷺ کو ہدایات**

کفار کی جانب سے عہد شکنی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو درج ذیل ہدایات دی ہیں:

''جن لوگوں سے تم نے (صلح) کا عہد کیا ہے پھر وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (خدا سے) نہیں ڈرتے۔ اگر تم نے ان کو لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ انکے پس پشت ہیں وہ ان کو دیکھ کر بھاگ جائیں۔ عجب نہیں کہ ان کو (اس سے) عبرت ہو۔ اور اگر تم کو کسی قوم سے دغا بازی کا خوف ہو تو (ان کا عہد) انہی کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ خدا دغا بازوں کو دوست نہیں رکھتا۔''

س 3۔ سورۃ الانفال میں فرعون اور آل فرعون کی ہلاکت اور بربادی کے کیا اسباب بیان کیے گئے ہیں؟

ج۔ **فرعون اور آل فرعون کی ہلاکت اور بربادی کے اسباب**

سوۃ الانفال میں فرعون اور آل فرعون کی ہلاکت اور بربادی کے مندرجہ ذیل اسباب بیان کیے گئے ہیں۔

۱۔ اُنھوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا۔

۲۔ فرعون اور آل فرعون نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا۔

۳۔ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔

۴۔ یہ ظالم لوگ تھے۔

س4۔ وَ لَوۡ تَرٰۤی اِذۡ یَتَوَفَّی الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الۡمَلٰٓئِکَۃُ یَضۡرِبُوۡنَ وُجُوۡہَہُمۡ وَ اَدۡبَارَہُمۡ ۚ وَ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِیۡقِ[8:50] ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَ اَنَّ اللّٰہَ لَیۡسَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِیۡدِ o کا مفہوم تحریر کریں۔

ج۔ ترجمہ: ''اور کاش تم اس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں۔ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (اب) عذاب آتش (کا مزہ) چکھو یہ ان (اعمال) کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔اور یہ (جان رکھو) کہ خدا (بندوں پر) ظلم نہیں کرتا۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار پر عذاب کی کیفیت کو بیان فرمایا ہے۔کہا گیا کہ کاش لوگ یہ دیکھیں کہ فرشتے کس بری طرح کافروں کی روح قبض کرتے ہیں وہ اس وقت اُن کے چہروں اور کمروں پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں اپنی بداعمالیوں کے بدلے میں آگ کا عذاب چکھو۔بدر میں مشرک جب مسلمانوں کی طرف رُخ کر کے حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھتے تھے تو ملائکہ ان کی منہ پر تلواریں مارتے تھے اور جب خوفزدہ ہو کر بھاگتے تھے تو فرشتے اُن کی پشتوں پر مارتے تھے۔کافر چونکہ نافرمان لوگ تھے اس لیے موت کے وقت فرشتے اُن کے مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے۔اُن سے کہتے اب جلنے کا مزہ چکھو۔میدان بدر میں کفار کو دیا گیا عذاب اُن کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ فرمانبردار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں، بلکہ وہ تو عادل ہے جو ہر قسم کے ظلم وستم سے پاک ہے۔یہ عذاب دنیا و آخرت تمھارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے جو لوگ اللہ کے فرمانبردار ہوتے ہیں اللہ اُن پر عذاب نازل نہیں کرتا ہے۔

اضافی سوالات

س5۔ ''فَانۡۢبِذۡ'' کا معنی اور مفہوم تحریر کریں؟

ج۔ ''فَانبِذْ'' کا معنی اور مفہوم

''فَانبِذْ'' کا معنی ہے ''پس پھینک دو''

یہ لفظ اس آیت مبارکہ سے لیا گیا ہے جس کا ترجمہ ہے ''اور اگر تم کو کسی قوم سے دغا بازی کا خوف ہو تو (ان کا عہد) انہی کی طرف پھینک دو (اور برابر (کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ خدا دغا بازوں کو دوست نہیں رکھتا۔'' ''فَانبِذْ'' یعنی تم بھی ان کا معاہدہ ان پر دے مارو، پھینک دو۔ اگر کسی قوم کی طرف سے معاہدہ توڑنے کا اندیشہ ہو تو تم اس پر یکبارگی حملہ کرنے کی بجائے انہیں معاہدہ ختم کرنے کی اطلاع دے دو۔

س6۔ ''وَاَغْرَقْنَا آلِ فِرْعَوْنَ'' سے کیا مراد ہے؟

ج۔ ''وَاَغْرَقْنَا آلِ فِرْعَوْنَ'' سے مراد

''وَاَغْرَقْنَا آلِ فِرْعَوْنَ'' سے مراد ''فرعونیوں کو ڈبو دیا'' فرعون اور اس کے پیروکار بڑے ظالم لوگ تھے انھوں نے اپنے وقت کے نبی حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے سے انکار کر دیا اتنا ہی نہیں بلکہ اُنھوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا، اللہ کی آیات کو جھٹلایا، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور یہ ظالم لوگ تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے جرائم کی پاداش میں انھیں سمندر میں غرق کر دیا۔

س7۔ سورۃ الانفال میں کس قوم پر عذاب الٰہی کا ذکر آیا ہے؟

ج۔ عذاب الٰہی کا ذکر

سورۃ الانفال میں فرعون اور آل فرعون پر عذاب کا ذکر آیا ہے جنھوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے باعث ڈبو کر ہلاک کر دیا۔

س8۔ فرشتوں کے ذریعے کفار کو کس طرح عذاب دیا گیا؟

ج۔ کفار کو عذاب

کفار نے اللہ کی مخالفت کی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کو سخت سزا دی جائے۔ ارشاد ہوا:

اور کاش تم اس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں۔ ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (اب) عذاب آتش (کا مزہ) چکھو۔

س9۔ فرعونیوں کو عذاب دینے کی وجوہات بیان کریں۔

ج۔ فرعونیوں کو عذاب دینے کی وجوہات

سوۃ الانفال میں فرعونیوں کو عذاب دینے کی درج ذیل وجوہات بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اُنھوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا۔

۲۔ فرعون اور آلِ فرعون نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا۔

۳۔ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔

۴۔ یہ ظالم لوگ تھے۔

س 10۔ اللہ کے انعامات کا سلسلہ کب تک جاری رہتا ہے؟

ج۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا سلسلہ

سورۃ الانفال کے مطابق اللہ تعالیٰ کے انعامات اُس کے بندے پر اُس وقت تک جاری رہتے ہیں جب تک وہ خود اُن میں رُکاوٹ کا باعث نہ بنیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''یہ اس لئے کہ جو نعمت خدا کسی قوم کو دیا کرتا ہے جب تک وہ خود اپنے دلوں کی حالت نہ بدل ڈالیں خدا اسے نہیں بدلا کرتا''

س 11۔ کفار معاہدہ کرنے کے بعد ہر بار کیا کرتے تھے؟

ج۔ کفار کا معاہدہ

کفار جب بھی صلح کے معاہدے کرتے تھے توڑ دیتے تھے۔ سورۃ الانفال میں اللہ نے اس بارے میں یوں ارشاد فرمایا:

''جن لوگوں سے تم نے (صلح کا) عہد کیا ہے پھر وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (خدا سے) نہیں ڈرتے۔''

س 12۔ معاہدہ توڑنے کی صورت میں کفار کے ساتھ کیا کرنا چاہیے؟

ج۔ معاہدہ توڑنے والے کفار سے سلوک

وہ کافر جو مسلمانوں سے کئے گئے معاہدات بار بار توڑ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال میں اُن کے بارے میں فرمایا:

''اگر تم انکو لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ ان کے پس پشت ہوں وہ انکو دیکھ کر بھاگ جائیں۔ عجب نہیں کہ انکو (اس سے) عبرت ہو۔''

س 13۔ جَارٌ اور فَانۢبِذْ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

جَارٌ: حمایتی، معاون، پڑوسی، رفیق　　　　فَانۢبِذْ: پس پھینک دو

س 14۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْن کا ترجمہ لکھیں۔

ج۔ ترجمہ

''کچھ شک نہیں کہ خدا دغابازوں کو دوست نہیں رکھتا''

س 15۔ تَثْقَفَنَّ اور کَدَاْبِ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

تَثْقَفَنَّ: تم پاؤ　　　　کَدَاْبِ: جیسے عادت، جیسے طریقہ

سورۃ الانفال رکوع نمبر:8

(آیت نمبر 59 تا 64)

مشقی الفاظ معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اَعِدُّوْا	تیار کرو	لَا یُعْجِزُوْنَ	وہ تھکا نہیں سکتے، ہرا نہیں سکتے، وہ عاجز نہیں کر سکتے
"جَنَحُوْا"	وہ مائل ہوئے	لِلسَّلْمِ	صلح کے لیے
حَسْبَکَ اللّٰہُ	تجھ کو کافی ہے اللہ	یُوَفَّ	پورا دیا جائے گا
اَیَّدَ	اس نے تائید کی		

لفظی اور با محاورہ ترجمہ

وَ لَا یَحْسَبَنَّ	الَّذِیْنَ	کَفَرُوْا	سَبَقُوْا	اِنَّھُمْ	لَا یُعْجِزُوْنَ(59)	وَ اَعِدُّوْا
اور نہ ہرگز گمان کریں	وہ لوگ جو	کافر ہیں	بھاگ نکلے	بے شک وہ	نہیں عاجز کر سکتے	اور تیار رکھو

اور کافر یہ نہ خیال کریں کہ وہ بھاگ نکلے ہیں وہ (اپنی چالوں سے ہم کو) ہرگز عاجز نہیں کر سکتے۔(59) اور جہاں تک ہو سکے

لَھُمْ	مَّا اسْتَطَعْتُمْ	مِّنْ قُوَّۃٍ	وَّ مِنْ رِّبَاطِ	الْخَیْلِ	تُرْھِبُوْنَ	بِہٖ عَدُوَّ
ان کے لیے	جو کچھ کر سکو تم	قوت سے	اور پلے ہوئے	گھوڑوں	کہ دھاک بٹھاؤ اس سے	دشمنوں کو

(فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے اُن کے (مقابلے کے) لیے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں

اللّٰہِ	وَ عَدُوَّکُمْ	وَ اٰخَرِیْنَ	مِنْ دُوْنِھِمْ	لَا تَعْلَمُوْنَھُمْ	اَللّٰہُ	یَعْلَمُھُمْ
اللہ کے	اور دشمنوں کو اپنے	اور دوسروں کو	ان کے سوائے	نہیں جانتے تم انھیں	اللہ	جانتا ہے ان کو

اور تمھارے دشمنوں اور اُن کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے، اور خدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی۔

وَ مَا	تُنْفِقُوْا	مِنْ شَیْءٍ	فِیْ سَبِیْلِ	اللّٰہِ	یُوَفَّ	اِلَیْکُمْ
اور جو	تم خرچ کرو گے	کچھ ایسی چیز سے	راہ میں	اللہ کے	پورا پورا دیا جائے	تمھیں

اور تم جو کچھ راہ خدا میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا

وَ اَنْتُمْ	لَا تُظْلَمُوْنَ(60)	وَ اِنْ	جَنَحُوْا	لِلسَّلْمِ	فَاجْنَحْ	لَھَا
اور تمھارا	نقصان نہیں کیا جائے گا	اور اگر	وہ مائل ہوں	صلح کی طرف	پس تم بھی مائل ہو جاؤ	اس کی طرف

اور تمھارا ذرا نقصان نہیں کیا جائے گا۔(60) اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ

وَ تَوَکَّلْ	عَلَی	اللّٰہِ	اِنَّہٗ	ھُوَ	السَّمِیْعُ	الْعَلِیْمُ(61)
اور بھروسہ رکھو	پر	اللہ	یقیناً	وہی ہے	سننے والا	اور جاننے والا

اور خدا پر بھروسہ رکھو، کچھ شک نہیں کہ وہ سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے، (61)

وَ اِنْ	یُّرِیْدُوْٓا	اَنْ یَّخْدَعُوْکَ	فَاِنَّ	حَسْبَکَ	اللّٰہُ	ھُوَ
اور اگر	وہ چاہیں	کہ فریب دیں تجھے	پس بے شک	کافی ہے تمھیں	اللہ	وہ

اور اگر یہ چاہیں کہ تم کو فریب دیں تو خدا تمھیں کفایت کرے گا۔ وہی تو ہے

الَّذِیْٓ	اَیَّدَکَ	بِنَصْرِہٖ	وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ (62)	وَ اَلَّفَ	بَیْنَ	قُلُوْبِھِمْ
جس نے	قوۃ دی تم کو	ساتھ مدد اپنی کی	اور مسلمانوں سے	اور الفت پیدا کی	درمیان	ان کے دلوں کے

جس نے تم کو اپنی مدد سے اور مسلمانوں (کی جمعیت) سے تقویت بخشی (62) اور اُن کے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی۔

لَوْ	اَنْفَقْتَ	مَا	فِی	الْاَرْضِ	جَمِیْعًا	مَّآ
اگر	خرچ کرتے تم	جو	میں	زمین	سب کچھ	نہ

اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی اُن کے دلوں میں

اَلَّفْتَ	بَیْنَ	قُلُوْبِھِمْ	وَ لٰکِنَّ	اللّٰہَ	اَلَّفَ	بَیْنَھُمْ
الفت پیدا کر سکتے تم	درمیان	دلوں ان کے	اور لیکن	اللہ نے	الفت ڈالی	درمیان ان کے

اُلفت پیدا نہ کر سکتے۔ مگر خدا ہی نے اُن میں اُلفت ڈال دی

اِنَّہٗ	عَزِیْزٌ	حَکِیْمٌ (63)	یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ	حَسْبُکَ	اللّٰہُ	وَ مَنِ
بے شک وہ	غالب	حکمت والا ہے	اے نبی ﷺ	کافی ہے تمھیں	اللہ	اور جو

بے شک وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ (63) اے نبی ﷺ! خدا تم کو اور مومنوں کو جو تمھارے

اتَّبَعَکَ	مِنَ	الْمُؤْمِنِیْنَ (64)
آپ ﷺ کے پیرو ہیں	سے	مومنوں

پیرو ہیں کافی ہے۔ (64)

آیات کے مفاہیم

آیت نمبر 59

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّھُمْ لَا یُعْجِزُوْنَ O

ترجمہ: اور کافر یہ نہ خیال کریں کہ وہ بھاگ نکلے ہیں۔ وہ (اپنی چالوں سے ہم کو) ہرگز عاجز نہیں کر سکتے۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں کفار کو تنبیہہ کی جا رہی ہے کہ وہ یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ ان کا جھوٹ، دغا، مکر و فریب، عیاری و مکاری اور ان کی سازشیں اسلام کا راستہ روکنے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکیں گی۔ وہ یہود اور منافقین جو ہر وقت مسلمانوں کو زیر کرنے کی تدبیر سوچتے اور ایک دوسرے کے ہمراز بنے رہتے تھے۔ اب ان سے کہا جا رہا ہے کہ کافر لوگ اپنے کو یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ گئے یقیناً وہ لوگ (خدا تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ڈھیل

دے بھی دی تو آخرت میں پکڑ ضرور ہوگی۔

آیت نمبر 60

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّااسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّاللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ج لَاتَعْلَمُوْنَهُمْ ج اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ

ترجمہ: اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لئے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو جنگی ساز و سامان جمع کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ مکہ میں مسلمان کمزور تھے اور کفار ان پر ہر قسم کے ظلم وستم ڈھاتے رہتے تھے اور وہ برداشت کرتے تھے۔ جب یہ ظلم برداشت سے باہر ہوئے تو مسلمان مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ مدینہ میں مسلمانوں کو اپنی طاقت بڑھانے کا بھرپور موقع مل گیا۔ اور ساتھ ہی مسلمانوں کو عام حالات میں بھی دشمن کے مقابلہ کے لیے تیار رہنے کا حکم دے دیا گیا۔ اس لئے مسلمانوں کو حالات کے مطابق ہر قسم کے جنگی سامان کو اپنے پاس تیار رکھنا چاہیئے۔ مسلمانوں کی تیاری کو دیکھ کر دشمن چوکنا رہے گا اور حملہ کرنے سے پہلے سو بار سوچے گا۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ مسلمانوں کے ظاہری اور چھپے دشمن ہیں وہ بھی اُن سے خوفزدہ رہیں گے۔

وَمَا تُنْفِقُوْامِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ

ترجمہ: اور تم جو کچھ راہ خدا میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائیگا۔ اور تمہارا ذرا نقصان نہ کیا جائیگا۔

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں اہل ایمان کو جہاد کے لئے مال و دولت کو خرچ کرنے کی حوصلہ افزائی اور ترغیب دی گئی ہے۔ اس لئے یہ فرمایا گیا کہ جو بھی کچھ تم لوگ اللہ کی راہ میں اور اس کی رضا کے لیے خرچ کرو گے وہ کبھی ضائع نہیں جائے گا۔ بلکہ وہ پورے کا پورا محفوظ رہے گا اور اس کا تم لوگوں کو پورا پورا صلہ و بدلہ دیا جائے گا اس میں ذرہ برابر کوئی کمی نہیں کی جائیگی۔ اہل ایمان کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نا صرف عمل کا بدلہ دیتا ہے بلکہ اپنے فضل سے بڑھا کر بھی جزاء دیتا ہے۔ اس لئے مال و دولت خرچ کرتے وقت اس کی کمی کو نہیں دیکھنا چاہیئے بلکہ اس کے اچھے بدلے کو دیکھنا چاہیئے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آخرت میں دیگا۔

آیت نمبر 61

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَاوَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّهٗ هُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ O

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ کچھ شک نہیں کہ وہ سب کچھ سُنتا (اور) جانتا ہے۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کواللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہدایت دی جارہی ہے کہ عدل وانصاف کے تقاضوں کے مطابق اگر کفار جنگ کے بجائے صلح کا ارادہ ظاہر کریں تو مسلمانوں کو بھی صلح کی طرف مائل ہونا چاہئے۔یعنی حالات اگر جنگ کے بجائے صلح کے ہوں اور دشمن بھی صلح کا ارادہ ظاہر کرے تو صلح کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔کیونکہ جہاد سے خونریزی نہیں بلکہ اللہ کے کلمہ کو بلند کرنا اور کفر کے فتنہ کوختم کرنا ہے۔اگر بغیر خونریزی مقصد حاصل ہو سکے تو خواہ مخواہ خون بہانے کی کیا ضرورت ہے۔اگر صلح سے دشمن کا مقصد دھوکا اور فریب ہو تب بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ پر بھروسہ رکھیں، یقیناً اللہ دشمن کے فریب سے بھی محفوظ رکھے گا،اور وہ آپ کو کافی ہے۔

آیت نمبر 62

وَاِنۡ يُّرِيۡدُوۡۤا اَنۡ يَّخۡدَعُوۡكَ فَاِنَّ حَسۡبَكَ اللّٰهُ ‌ؕ هُوَ الَّذِىۡۤ اَيَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ O

ترجمہ: اور اگر یہ چاہیں تم کو فریب دیں تو خدا تمھیں کفایت کرے گا۔وہی تو ہے جس نے تم کو اپنی مدد سے اور مسلمانوں (کی جمعیت) سے تقویت بخشی۔

مفہوم:

اس آیت سے قبل یہ تعلیم دی گئی کہ اگر دشمن جب گفتگوئے مصالحت کی خواہش ظاہر کرے، بے تکلف اس کے لیے تیار ہو جاؤ اور صلح کے لیے ہاتھ بڑھانے سے انکار نہ کرو۔اور اگر وہ دھوکہ کی نیت رکھتا ہو تو تمہیں خدا کے بھروسے پر بہادر ہونا چاہیے۔صلح کے لیے بڑھنے والے ہاتھ کے جواب میں ہاتھ بڑھاؤ تا کہ تمہاری اخلاقی برتری ثابت ہو،اور لڑائی کے لیے اٹھنے والے ہاتھ کو اپنی قوت بازو سے توڑ کر پھینک دو تا کہ کبھی کوئی قوم تمہیں کمزور سمجھنے کی جرات نہ کرے۔آیت کے اگلے حصے میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنی طرف سے دی گئی سابقہ مدد کا بھی حوالہ دیا کہ جس طرح اللہ نے آپ ﷺ کی پہلے مدد کی اور مومنین کے دلوں میں حضور ﷺ کی محبت واطاعت ڈال دی تو اب بھی اللہ ایسا ہی کرے گا۔

آیت نمبر 63

وَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ‌ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيۡنَهُمۡ‌ؕ اِنَّهٗ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ O

ترجمہ: اور ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے۔مگر خدا ہی نے ان میں اُلفت ڈال دی۔بیشک وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔

مفہوم:

اس آیت میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ اسلام سے قبل لوگ ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کی برکت سے آپ ﷺ کی مدد یوں فرمائی کہ ان کے دلوں سے کینہ،حسد اور آپس کی دشمنی کو اُخوت، بھائی چارے اور محبت میں بدل دیا۔اللہ نے حقیقی بھائیوں سے زیادہ ایک دوسرے کی الفت اِن کے دلوں میں ڈال دی۔اور پھر سب کی اُلفتوں کا اجتماعی مرکز حضور ﷺ انور کی ذات مبارکہ کو بنا دیا۔یہ اللہ ہی کی قدرت ہے کہ دشمنوں کو دوست کر دیا اگر یہ لوگ آپس میں محبت واتحاد پیدا کرنا چاہتے اور اس کام کے لیے زمین بھر کے خزانے بھی خرچ کر ڈالتے تو بھی اُلفت پیدا نہ کر سکتے۔دلوں میں فوراً محبت

ڈال دینا خدا کی قدرت کا کرشمہ ہے اور ایسی شدید ضرورت کے وقت سب کو محبت والفت کے ایک نقطہ پر جمع کر دینا اس کے کمال حکمت کی دلیل ہے۔

آیت نمبر 64

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○

ترجمہ: اے نبی ﷺ! خدا تم کو اور مومنوں کو جو تمہارے پیرو ہیں کافی ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ حضور ﷺ سے مخاطب ہے۔ آپ ﷺ کو یہ ارشاد فرمایا جا رہا ہے، زندگی کے ہر میدان میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو کافی ہے۔ آپ ﷺ کو کسی غیر کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں حضور ﷺ کے ذریعے اہل ایمان کو بھی تاکید کی جا رہی ہے وہ اپنے معاملات میں صرف اللہ سے رجوع کریں کسی اور کے سامنے سوال کرنے اور مدد مانگنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ یہ زندگی کا اصول بنالیا جائے کہ اللہ ہی مدد کے لئے کافی ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات
مشتق الفاظ معانی کے سوالات

1۔ **اَعِدُّوْا** کا معنی ہے:

(الف) محبت سے پیش آؤ (ب) تیار کرو (ج) صلح کے لئے (د) قافلہ

2۔ **لَا یُعْجِزُوْنَ** کا معنیٰ ہے:

(الف) وہ تھکا نہیں سکتے (ب) یہ تھکا نہیں سکتے (ج) ہم تھکا نہیں سکتے (د) تم تھکا نہیں سکتے

3۔ **لَا یُعْجِزُوْنَ** کا معنیٰ ہے:

(الف) وہ ہرا نہیں سکتے (ب) یہ ہرا نہیں سکتے (ج) ہم ہرا نہیں سکتے (د) تم ہرا نہیں سکتے

4۔ **لَا یُعْجِزُوْنَ** کا معنیٰ ہے:

(الف) وہ عاجز نہیں سکتے (ب) یہ عاجز نہیں سکتے (ج) ہم عاجز نہیں سکتے (د) تم عاجز نہیں سکتے

5۔ **یُوَفَّ** کا معنی ہے:

(الف) پورا کیا جائے گا (ب) پورا نہیں کیا جائے گا (ج) توازن (د) بھائی چارہ

6۔ **یُوَفَّ** کا معنی ہے:

(الف) پورا نہیں کیا جائے گا (ب) پورا پورا دیا جائے گا (ج) تعاون (د) مہربان

7۔ **جَنَحُوْا** کا معنی ہے:

(الف) وہ مائل ہوئے (ب) ہم مائل ہوئے (ج) یہ مائل ہوئے (د) تم مائل ہوئے

8۔ **لِلسَّلْمِ** کا معنیٰ ہے:

(الف) کافی ہے (ب) جیت جائیں گے (ج) بندھے رہنا (د) صلح کے لیے

9۔ اَیَّدَ کا معنی ہے:

(الف) کفایت کرے گا (ب) اُس نے تائید کی (ج) قیدی کیا (د) قیامت خیز

10۔ حَسْبُکَ اللّٰہُ کا معنی ہے:

(الف) تجھ کو کافی ہے اللہ (ب) اُلفت ڈال دی (ج) بندھے رہنا (د) تجھ کو کافی ہے

بامحاورہ ترجمہ کے سوالات

11۔ اور کافر یہ نہ خیال کریں کہ وہ۔۔۔۔۔۔۔۔ نکلے ہیں۔

(الف) بھاگ (ب) بچ (ج) گھر سے (د) نقصان کر کے

12۔ وہی تو ہے جس نے تم کو۔۔۔اور مسلمانوں (کی جمعیت) سے تقویت بخشی۔

(الف) دولت سے (ب) عزت سے (ج) گھوڑوں سے (د) اپنی مدد سے

13۔ اور تم جو کچھ راہِ خدا میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم دیا جائے گا۔

(الف) بہت کم (ب) کم (ج) کئی گنا زیادہ (د) پورا پورا

14۔ اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی:

(الف) ان سے جنگ کرنا (ب) اُس کی طرف مائل ہو جاؤ

(ج) ہتھیار ڈال دینا (د) انہیں ناکام کر دینا

15۔ اور اگر یہ چاہیں کہ تم کو فریب دیں تو خدا تمہیں کرے گا۔

(الف) کفایت (ب) معاف (ج) بہت عطا (د) عذاب

16۔ اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی ان کے دلوں میں پیدا نہ کر سکتے۔

(الف) نرمی (ب) رحم (ج) سختی (د) اُلفت

اضافی سوالات

17۔ سورۃ الانفال میں کس جانور کا ذکر ہے؟

(الف) ہاتھی (ب) گھوڑا (ج) خچر (د) اُونٹ

18۔ مومنوں کو حکم ہے کہ کافروں کے مقابلے میں تیار رکھیں:

(الف) ٹینک (ب) گھوڑے (ج) جہاد (د) تلوار

19۔ مسلمانوں کے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی:

(الف) اللہ نے (ب) کاروبار نے (ج) مال نے (د) رسول ﷺ نے

20۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تقویت بخشی ______ سے اور مسلمانوں کی جمعیت سے۔

(الف) دولت سے (ب) عزت سے (ج) گھوڑوں سے (د) اپنی مدد سے

21۔ مَآ اَلَّفْتَ کا معنی ہے:

(الف) ساتھ دیا (ب) بھگا دو (ج) کفایت کرے گا (د) اُلفت پیدا نہ کر سکتے

22۔ اَلَّفَ کا معنی ہے:

(الف) اُلفت ڈال دی (ب) بھگا دو (ج) ایک ہزار (د) اُلفت پیدا نہ کرسکتے

جوابات

الف	10	ب	9	د	8	الف	7	ب	6	الف	5	الف	4	الف	3	الف	2	ب	1
د	20	الف	19	ب	18	ب	17	د	16	الف	15	ب	14	د	13	د	12	الف	11
																الف	22	د	21

سوالات کے مختصر جوابات

مشقی سوالات

س1۔ سورۃ الانفال کی آیات میں جہاد کی تیاری کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا ہے؟

ج۔ جہاد کی تیاری کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم

سورۃ الانفال کی آیات میں جہاد کی تیاری کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے درج ذیل حکم نازل فرمایا ہے:

''اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لئے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی''

س2۔ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ o کا مفہوم تحریر کریں۔

ج۔ ترجمہ: ''اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لئے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی''

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو جنگی ساز و سامان جمع کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ مکہ میں مسلمان کمزور تھے اور کفار ان پر ہر قسم کے ظلم وستم ڈھاتے رہتے تھے اور وہ برداشت کرتے تھے۔ جب یہ ظلم برداشت سے باہر ہوئے تو مسلمان مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ مدینہ میں مسلمانوں کو اپنی طاقت بڑھانے کا بھرپور موقع مل گیا۔ اور ساتھ ہی مسلمانوں کو عام حالات میں بھی دشمن کے مقابلہ کے لیے تیار رہنے کا حکم دے دیا گیا۔ اس لئے مسلمانوں کو حالات کے مطابق ہر قسم کے جنگی سامان کو اپنے پاس تیار رکھنا چاہئے۔ مسلمانوں کی تیاری کو دیکھ کر دشمن چوکنا رہے گا اور حملہ کرنے سے پہلے سو بار سوچے گا۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ مسلمانوں کے ظاہری اور چھپے دشمن ہیں وہ بھی اُن سے خوفزدہ رہیں گے۔

س3۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ[62:8] وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ o کا مفہوم تحریر کریں۔

ج۔ ترجمہ: ''وہی تو ہے جس نے تم کو اپنی مدد سے اور مسلمانوں (کی جمعیت) سے تقویت بخشی۔ اور ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے۔ مگر خدا ہی نے ان میں اُلفت ڈال دی۔''

مفہوم:

اس آیت میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اسلام سے قبل لوگ ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کی برکت سے آپ ﷺ کی مدد یوں فرمائی کہ ان کے دلوں سے کینہ، حسد اور آپس کی دشمنی کو اُخوت، بھائی چارے اور محبت میں بدل دیا۔ اللہ نے حقیقی بھائیوں سے زیادہ ایک دوسرے کی الفت اِن کے دلوں میں ڈال دی۔ اور پھر سب کی اُلفتوں کا اجتماعی مرکز حضور ﷺ انور کی ذات مبارکہ کو بنا دیا۔ یہ اللہ ہی کی قدرت ہے کہ دشمنوں کو دوست کر دیا اگر یہ لوگ آپس میں محبت واتحاد پیدا کرنا چاہتے اور اس کام کے لیے زمین بھر کے خزانے بھی خرچ کر ڈالتے تو بھی اُلفت پیدا نہ کر سکتے۔ دلوں میں فوراً محبت ڈال دینا خدا کی قدرت کا کرشمہ ہے اور ایسی شدید ضرورت کے وقت سب کو محبت والفت کے ایک نقطہ پر جمع کر دینا اس کے کمال حکمت کی دلیل ہے۔

س4۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ o کا مفہوم تحریر کریں۔

ج۔ ترجمہ: ''اے نبیؐ! خدا تم کو اور مومنوں کو جو تمہارے پیرو ہیں کافی ہے۔''

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ حضور ﷺ سے مخاطب ہے۔ آپ ﷺ کو یہ ارشاد فرمایا جا رہا ہے، زندگی کے ہر میدان میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو کافی ہے۔ آپ ﷺ کو کسی غیر کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں حضور ﷺ کے ذریعے اہل ایمان کو بھی تاکید کی جا رہی ہے وہ اپنے معاملات میں صرف اللہ سے رجوع کریں کسی اور کے سامنے سوال کرنے اور مدد مانگنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ یہ زندگی کا اصول بنا لیا جائے کہ اللہ ہی مدد کے لئے کافی ہے۔

اضافی سوالات

س5۔ ''يُوَفَّ'' سے کیا مراد ہے؟

ج۔ **''يُوَفَّ'' سے مراد**

ترجمہ: ''پورا دیا جائے گا''

یہ لفظ اس آیت سے لیا گیا ہے جس کا ترجمہ ہے ''اور تم جو کچھ راہ خدا میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا'' اس سے مراد یہ ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اللہ کی راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرے گا اُس کو اس کا بدلہ دیا جائے گا۔

س6۔ ''وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ'' سے کیا مراد ہے؟

ج۔ **''وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ'' سے مراد**

ترجمہ: ''گھوڑوں کے تیار رکھنے سے''

پہلے زمانے میں جہاد کے لیے اچھے اور صحت مند گھوڑے استعمال میں لائے جاتے تھے۔ اس لیے انھیں جنگ کے لیے تیار رکھنے کا حکم آیا ہے تاکہ اول دشمن پر تمھارا رعب و دبدبہ برقرار رہے۔ دوئم کسی بھی ناگہانی صورت میں دشمن کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ گھوڑوں سے مراد ایسی سواری جس پر بیٹھ کر جنگ کی جا سکے۔ آج گھوڑوں کی بجائے گاڑیاں، ٹینک، ہوائی جہاز وغیرہ ہیں ان سب کو تیار رکھنا چاہیے۔

س7۔ سورۃ الانفال میں مسلمانوں کو دشمنوں پر رعب جمانے کے لیے کیا حکم دیا گیا ہے؟

ج۔ دشمنوں پر رعب جمانے کے لیے حکم

سورۃ الانفال میں مسلمانوں کو دشمنوں پر رعب جمانے کے لیے درج ذیل حکم دیا گیا ہے:

''اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لئے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی''

س8۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ سے کیا مراد ہے؟

ج۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ سے مراد

ترجمہ: ''اور جہاں تک ہو سکے ان کے لئے مستعد رہو''

آیت کے اس حصے میں مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ دشمنان اسلام سے مقابلے کی تیاری مکمل رکھو جتنی تم میں طاقت ہے اس میں پوری قوت صرف کرو۔ طاقتور دشمن سے بھی دب کر رہنے کی اجازت نہیں، تم حسب استطاعت تیاری مکمل کرو، اللہ تعالیٰ تمھاری ضرور مدد کرے گا۔

س9۔ دشمن سے مقابلے لے لئے ہمہ وقت تیار رہنے کا کیا حکم دیا گیا ہے؟

ج۔ دشمن سے مقابلے کے لئے تیاری

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لئے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی۔

س10۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو کتنا بدلہ ملے گا؟

ج۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا بدلہ

جو لوگ اللہ کی راہ میں مال و دولت خرچ کرتے ہیں اُن اللہ پاک پورا پورا بدلہ دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور تم جو کچھ راہ خدا میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا (بدلہ) دیا جائے گا۔''

س11۔ صلح کی طرف مائل کفار کو کیا جواب دینا چاہیئے؟

ج۔ کفار کو جواب

جو لوگ صلح کی خواہش کریں تو مسلمانوں کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ بھی برار جواب دیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ۔''

س12۔ دلوں میں اُلفت و محبت کون پیدا کرتا ہے؟

ج۔ دلوں میں محبت ڈالنے والی ذات

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو لوگوں کے دلوں میں محبت ڈالتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے۔ مگر خدا ہی نے ان میں اُلفت ڈال دی۔

س13۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ، مَّا اسْتَطَعْتُمْ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

وَلَا یَحۡسَبَنَّ: اور یہ خیال نہ کریں مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ: جہاں تک تم سے ہو سکے

س14۔ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ، غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ: غالب حکمت والا غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ: بخشنے والا مہربان

سورة الانفال رکوع نمبر:9

(آیت نمبر 65 تا 69)

مشکل الفاظ معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
حَرِّضِ	شوق دلاؤ۔ ابھارو	**اَسْرٰی**	قیدی
عَرَضَ الدُّنۡیَا	دنیا کے فائدے	**یُثۡخِنَ**	وہ خوں ریزی کرے۔ کچل ڈالے

لفظی اور با محاورہ ترجمہ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ	حَرِّضِ	الۡمُؤۡمِنِیۡنَ	عَلَی الۡقِتَالِ
اے نبی ﷺ	اُبھاریے	مومنوں کو	جہاد پر

اے نبی ﷺ! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔

اِنۡ یَّکُنۡ	مِّنۡکُمۡ	عِشۡرُوۡنَ	صٰبِرُوۡنَ	یَغۡلِبُوۡا	مِائَتَیۡنِ	وَ اِنۡ یَّکُنۡ
اگر ہوں	تم میں سے	بیس	صبر کرنے والے	غالب رہیں گے	دوسو پر	اور اگر ہوں

اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دوسو کافروں پر غالب رہیں گے۔ اور اگر

مِّنۡکُمۡ	مِّائَةٌ	یَّغۡلِبُوۡۤا	اَلۡفًا	مِّنَ الَّذِیۡنَ	کَفَرُوۡا	بِاَنَّهُمۡ
تم میں سے	ایک سو	وہ غالب رہیں گے	ایک ہزار	ان لوگوں سے جو	کافر ہوئے	کیونکہ وہ

سو (ایسے) ہونگے تو ہزار پر غالب رہیں گے اس لیے کہ کافر ایسے لوگ ہیں کہ کچھ بھی

قَوۡمٌ	لَّا	یَفۡقَهُوۡنَ (65)	اَلۡـٰٔنَ	خَفَّفَ	اللّٰهُ	عَنۡکُمۡ
لوگ ہیں	نہیں	سمجھ رکھتے	اب	بوجھ ہلکا کر دیا	اللہ نے	تم سے

سمجھ نہیں رکھتے۔ (65) اب خدا نے تم پر بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا

وَ عَلِمَ	اَنَّ	فِیۡکُمۡ	ضَعۡفًا	فَاِنۡ	یَّکُنۡ	مِّنۡکُمۡ
اور معلوم کرلیا	کہ	تم میں ہے	کمزوری	پس اگر	ہوں	تم میں سے

کہ (ابھی) تم میں کسی قدر کمزوری ہے۔ پس اگر تم میں

مِّائَةٌ	صَابِرَةٌ	مِائَتَیۡنِ	وَ اِنۡ یَّکُنۡ	مِّنۡکُمۡ	اَلۡفٌ	یَّغۡلِبُوۡۤا
ایک سو	صبر کرنے والے	وہ غالب رہیں گے	دوسو پر	اور اگر ہوں	ایک ہزار	غالب رہیں گے

ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہونگے تو دوسو پر غالب رہیں گے۔ اور اگر ایک ہزار ہونگے

اَلۡفَیۡنِ	بِاِذۡنِ	اللّٰهِ	وَ اللّٰهُ	مَعَ	الصّٰبِرِیۡنَ (66)	مَا کَانَ
دو ہزار پر	ساتھ حکم	اللہ	اور اللہ	ساتھ (ہے)	صبر کرنے والوں کے	نہیں ہے

تو خدا کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے۔اور خدا ثابت قدم رہنے والوں کا مددگار ہے۔(66)

لِنَبِيٍّ	اَن	يَّكُوْنَ	لَهٗۤ	اَسْرٰى	حَتّٰى	يُثْخِنَ
نبی کے لیے	کہ	ہوں	اس کے پاس	قیدی	جب تک کہ	کثرت سے خون (نہ) بہادے

پیغمبر ﷺ کو شایاں نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں۔ جب تک (کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہادے

فِي الْاَرْضِ	تُرِيْدُوْنَ	عَرَضَ	الدُّنْيَا	وَ اللّٰهُ	يُرِيْدُ	الْاٰخِرَةَ
زمین میں	تم لوگ چاہتے ہو	مال	دنیا کا	اور اللہ	چاہتا ہے	آخرت

تم لوگ دُنیا کے مال کے طالب ہو۔اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے۔

وَ اللّٰهُ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ(67)	لَوْ لَا	كِتٰبٌ	مِّنَ اللّٰهِ	سَبَقَ
اور اللہ	غالب	حکمت والا (ہے)	اگر نہ ہوتا	لکھا ہوا (حکم)	اللہ کی طرف سے	پہلے ہوتا

اور خدا غالب حکمت والا ہے۔(67) اگر خدا کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو (فدیہ)

لَمَسَّكُمْ	فِيْمَآ	اَخَذْتُمْ	عَذَابٌ	عَظِيْمٌ(68)	فَكُلُوْا	مِمَّا
ضرور پہنچتا تمھیں	اس میں جو	تم نے لیا (فدیہ)	عذاب	بڑا	پس کھاؤ	اس میں سے جو

تم نے لیا ہے اس کے بدلے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔(68) تو جو مال غنیمت تم کو ملا ہے اسے کھاؤ (کہ وہ تمھارے لیے)

غَنِمْتُمْ	حَلٰلًا	طَيِّبًا	وَّ اتَّقُوا	اللّٰهَ	اِنَّ	اللّٰهَ
تمھیں غنیمت میں ملا	حلال	پاکیزہ	اور ڈرو	اللہ	بے شک	اللہ

حلال طیب (ہے) اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خدا

غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ(69)
بخشنے والا	اور مہربان

بخشنے والا مہربان ہے۔(69)

آیات کے مفاہیم

آیت نمبر 65

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝

ترجمہ: اے نبی ﷺ! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو کافروں پر غالب رہیں گے۔ اور اگر سو (ایسے) ہوں گے تو ہزار پر غالب رہیں گے اس لئے کہ کافر ایسے لوگ ہیں کہ کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی جارہی ہے۔غزوہ بدر اسلام کی پہلی جنگ تھی اور پہلی جنگ میں ہی کفار کو ہر لحاظ سے برتری حاصل تھی،اس برتری کی فضاء کو بدلنے اور مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضورﷺ کو فرمایا کہ اہل ایمان کو جنگ کے لئے اُبھاریئے اور اُنہیں یہ بات ذہن نشین کروائیں کہ بظاہر وہ کم تعداد میں ہیں مگر ان کی قوت کفار سے دس گنا زیادہ ہے۔اگر وہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کو دس کفار پر غالب کردے گا۔اگر مسلمان بیس ہوں تو دو سو کفار سے جنگ لڑنے اور جیتنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔اسی طرح اگر اہل ایمان ایک سو ہونگے تو ایک ہزار کفار پر جنگ میں غالب آجائیں گے۔کیونکہ کفار اپنے غرور وتکبر اور دشمنی میں ڈوب کر عقل وشعور سے دور جاچکے ہیں۔

آیت نمبر 66

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ط فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ج وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ O

ترجمہ: اب خدا نے تم پر سے بوجھ ہلکا کردیا اور معلوم کرلیا کہ (ابھی) تم میں کسی قدر کمزوری ہے۔پس اگر تم میں ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب رہیں گے،اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو خدا کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے۔اور خدا ثابت قدم رہنے والوں کا مددگار ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ کو مفہوم یہ ہے کہ ابتدائے ہجرت میں گنے چنے مسلمان تھے جن کی اعلیٰ جنگی صلاحیتیں سب کو معلوم تھیں۔کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ان میں سے بہت سے افراد بوڑھے اور کمزور ہوگئے اور جو نئی نسل آئی اُس میں پرانے مہاجرین وانصار جیسی بصیرت،استقامت اور تسلیم جیسی اعلیٰ صفات موجود نہ تھیں،اور تعداد بڑھ جانے سے کسی درجہ میں اپنی کثرت پر نظر اور ''توکل علی اللہ'' میں قدرے کمی ہوئی ہوگی۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے کفار سے مقابلے کے لئے تعداد میں کمی کردی ہے تاکہ جن کو دس کفار سے لڑنے میں پریشانی محسوس ہورہی ہو وہ ہمت اور بلند حوصلے کے ساتھ دشمن سے مقابلہ کریں۔تاہم مسلمانوں سے ذمہ داری کا بوجھ ہلکا کردیا گیا۔اور ایک مسلمان کو دو کفار سے لڑنے کا کہا گیا۔اور فرمایا گیا کہ اب اگر سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آجائیں گے اسی طرح اگر ہزار ہوں گے تو خدا کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے۔یہ بھی واضح کیا گیا کہ جو لوگ میدان میں ڈٹے رہتے ہیں اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو تنہا نہیں چھوڑتا اور ہر حال میں ان کی مدد فرماتا ہے۔

آیت نمبر 67

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ط تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

ترجمہ: پیغمبر کو شایان نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں جب تک (کافروں کو قتل کرکے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہادے۔تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو۔اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے۔اور خدا غالب حکمت والا ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ جنگ بدر میں کفار کو جب شکست ہوئی تو وہ میدان چھوڑ کر بھاگنے میں کامیاب ہوگئے، کیونکہ صحابہ کرامؓ کفار کے تعاقب کرنے اور اُن کو قتل کرنے کے بجائے مال غنیمت کو جمع کرنے اور کچھ کفار کو قیدی بنانے میں مشغول ہوگئے۔ اور بھاگنے والے بڑے بڑے نامی گرامی کفار قتل ہونے سے بچ گئے اور اہل ایمان کے لئے بہت عرصے تک تکلیف کا باعث بنے رہے۔ نبی کریم ﷺ نے کفار کو قید کرنے کا حکم دیا اور نہ ہی دنیاوی مال کو آخرت پر ترجیح دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں آپ ﷺ کے ذریعے صحابہ کرامؓ پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ اہل ایمان کے لئے یہ ہرگز مناسب نہیں تھا کہ کفار کی طاقت کو پوری طرح کچل دینے سے پہلے انہیں قیدی بناتے اور اُن سے فدیہ وصول کرتے۔ یہ دنیاوی مال و دولت کے خواہش مند ہیں جبکہ بلند حکمت والے رب نے اُن کے لئے آخرت میں اجرِ عظیم کو پسند فرمایا ہے۔

آیت نمبر: 68

لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

ترجمہ: اگر خدا کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو (فدیہ) تم نے لیا ہے اس کے بدلے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ فرمایا گیا ہے کہ سابقہ اُمتوں کے لئے مال غنیمت جائز نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے بھی اس کے جائز ہونے کا حکم نازل نہیں کیا تھا پھر بھی کچھ لوگ مال غنیمت کو جمع کرنے لگ گئے۔ اور جنگی قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑنے لگے۔ کفار قیدیوں سے فدیہ لینا بھی مال غنیمت کے حکم میں شامل ہے۔ مسلمانوں کا یہ کام کرنا باعث عذاب تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے حکم کو نازل کرنے سے پہلے فیصلہ فرما رکھا تھا کہ مال غنیمت حضور ﷺ کی اُمت کے لئے حلال کر دیا جائے گا۔ اس لئے مسلمانوں پر اللہ کا عذاب نازل نہ ہوا۔ پھر سب کو معافی دے دی گئی۔

آیت نمبر 69

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ: تو جو مال غنیمت تم کو ملا ہے اسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لئے) حلال طیب (ہے) اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ سابقہ اُمتوں کے لئے مال غنیمت جائز نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے اسے نا صرف جائز قرار دیا بلکہ پاکیزہ بھی بنا دیا۔ اس لئے جو مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آگیا ہے اب وہ اُسے کھا سکتے ہیں اور آئندہ کے لئے مال غنیمت مکمل حلال کر دیا گیا۔ جو کچھ

مسلمانوں نے ان سے فدیہ کی صورت میں لیا ہے یہ بھی مال غنیمت ہی کی قسم میں سے ہے۔اہل ایمان اسے حلال اور پاک سمجھ کر کھائیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں کہ آئندہ ہر طرح کی احتیاط رکھیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا، بڑی رحمت والا ہے کہ مسلمانوں کے گناہ بھی معاف کردیئے گئے اور فدیہ بھی حلال کردیا گیا۔

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

مشقی الفاظ معانی کے سوالات

1۔ حَرِّضِ کا معنی ہے:

(الف) شوق دلاؤ (ب) حکم مانو (ج) شفقت سے پیش آؤ (د) جوشیلے لوگ

2۔ حَرِّضِ کا معنی ہے:

(الف) جوش وخروش (ب) ترغیب دو (ج) پکارو (د) رحم دل ہوجاؤ

3۔ حَرِّضِ کا معنی ہے:

(الف) رحم دل ہوجاؤ (ب) جوش وخروش (ج) اُبھارو (د) حکم مانو

4۔ يُثْخِنَ کا معنی ہے:

(الف) وہ خوں ریزی کرے (ب) ریزہ ریزہ کردو (ج) حلال ہے (د) ناجائز

5۔ يُثْخِنَ کا معنی ہے:

(الف) ریزہ ریزہ کردو (ب) جائز قرار دے دیا (ج) حلال ہے (د) کچل ڈالے

6۔ اَسْرٰی کا معنی ہے:

(الف) سیر وسیاحت (ب) قیدی (ج) بھیدی (د) قاتل

7۔ عَرَضَ الدُّنْيَا کا معنی ہے:

(الف) قابل احترام (ب) دنیا کی سہولتیں (ج) فائدہ مند (د) دنیا کے فائدے

بامحاورہ ترجمہ کے سوالات

8۔ جو مال غنیمت تم کو ملا ہے اسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لیے) ہے۔

(الف) حرام (ب) جائز (ج) حلال طیب (د) ناجائز

9۔ اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو کافروں پر غالب رہیں گے:

(الف) سو (ب) دوسو (ج) چارسو (د) ہزار

10۔ اگر مسلمان ہونگے تو خدا کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے۔

(الف) ایک ہزار (ب) دوسو (ج) چارسو (د) دوہزار

11۔ اے نبی ﷺ مسلمانوں کو ترغیب دو:

(الف) جہاد کی (ب) مالِ غنیمت کی (ج) ہجرت کی (د) نماز کی

12۔ تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو اور خدا چاہتا ہے:

(الف) دنیاوی بھلائی (ب) آخرت کی بھلائی (ج) آباؤ اجداد کی بھلائی (د) کوئی نہیں

اضافی سوالات

13۔ عِشْرُوْنَ کا معنی ہے:

(الف) پندرہ (ب) بیس (ج) پچیس (د) تیس

14۔ مِائَۃٌ کا معنی ہے:

(الف) ایک سو (ب) ایک سو بیس (ج) پچیس (د) تیس

15۔ مِائَتَیْنِ کا معنی ہے:

(الف) چارسو (ب) تین سو (ج) دوسو (د) ایک سو

16۔ اَلْفَیْنَ کا معنی ہے:

(الف) تین ہزار (ب) دوہزار (ج) دوسو (د) ایک ہزار

17۔ اَلْفٌ کا معنی ہے:

(الف) تین ہزار (ب) دوہزار (ج) دوسو (د) ایک ہزار

18۔ نبی ﷺ کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ:

(الف) عدل وانصاف کرے (ب) کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دے

(ج) قتلِ عام کرے (د) کوئی نہیں

19۔ سورۃ الانفال میں حکم ہے کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر نہ چھوڑ دیا جائے:

(الف) غزوۂ خندق کے (ب) غزوۂ احد کے (ج) غزوۂ تبوک کے (د) غزوۂ بدر کے

20۔ مالِ غنیمت مسلمانوں کے لئے ہے:

(الف) حرام (ب) حلال وطیب (ج) ناجائز (د) بے کار

جوابات

1	الف	2	ب	3	ج	4	الف	5	د	6	ب	7	د	8	ج	9	ب	10	الف
11	الف	12	ب	13	ب	14	الف	15	ج	16	ب	17	د	18	ب	19	د	20	ب

سوالات کے مختصر جوابات

مشقی سوالات

س 1۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد پر ابھارنے کے لیے کیا ترغیب دی؟

ج۔ جہاد پر ابھارنے کے لیے ترغیب

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد پر ابھارنے کے لیے درج ذیل الفاظ میں ترغیب دی:

ا۔ اے نبی ﷺ! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دوسو کافروں پر غالب رہیں گے۔اور اگر سو (ایسے) ہوں گے تو ہزار پر غالب رہیں گے اس لئے کہ کافر ایسے لوگ ہیں کہ کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے۔

۲۔ اب خدا نے تم پر سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ (ابھی) تم میں کسی قدر کمزوری ہے۔پس اگر تم میں ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دوسو پر غالب رہیں گے، اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو خدا کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے۔اور خدا ثابت قدم رہنے والوں کا مددگار ہے۔

س 2۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ کا مفہوم تحریر کریں۔

ج۔ آیت کا ترجمہ:

"پیغمبر ﷺ کو شایان نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں جب تک (کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہادے۔تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو۔اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے۔"

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ جنگ بدر میں کفار کو جب شکست ہوئی تو وہ میدان چھوڑ کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے، کیونکہ صحابہ کرامؓ کفار کے تعاقب کرنے اور اُن کو قتل کرنے کے بجائے مال غنیمت کو جمع کرنے اور کچھ کفار کو قیدی بنانے میں مشغول ہو گئے۔اور بھاگنے والے بڑے بڑے نامی گرامی کفار قتل ہونے سے بچ گئے اور اہل ایمان کے لئے بہت عرصے تک تکلیف کا باعث بنے رہے۔نبی کریم ﷺ نے کفار کو قید کرنے کا حکم دیا اور نہ ہی دنیاوی مال کو آخرت پر ترجیح دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں آپ ﷺ کے ذریعے صحابہ کرامؓ پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔اہل ایمان کے لئے یہ ہرگز مناسب نہیں تھا کہ کفار کی طاقت کو پوری طرح کچل دینے سے پہلے انہیں قیدی بناتے اور اُن سے فدیہ وصول کرتے۔یہ دنیاوی مال و دولت کے خواہش مند ہیں جبکہ بلند حکمت والے رب نے اُن کے لئے آخرت میں اجر عظیم کو پسند فرمایا ہے۔

اضافی سوالات

س 3۔ اللہ تعالیٰ نے قیدیوں کے متعلق کیا تبصرہ فرمایا؟

ج۔ قیدیوں کے متعلق تبصرہ

اللہ تعالیٰ نے قیدیوں کے متعلق درج ذیل الفاظ میں تبصرہ فرمایا:

پیغمبر کو شایان نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں جب تک (کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہادے۔تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو۔اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے۔"

س 4۔ مسلمانوں کو جہاد پر اُبھارنے کی پہلی ترغیب بیان کریں۔

ج۔ جہاد پر اُبھارنے کی پہلی ترغیب

سورۃ الانفال میں جہاد کی مندرجہ ذیل پہلی ترغیب دی گئی:

اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دوسو کافروں پر غالب رہیں گے۔اور اگر سو (ایسے) ہوں گے تو ہزار پر غالب رہیں گے اس لئے کہ کافر ایسے لوگ ہیں کہ کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے۔"

س5۔ مسلمانوں کو جہاد پر اُبھارنے کی دوسری ترغیب بیان کریں۔

ج۔ جہاد پر اُبھارنے کی دوسری ترغیب

سورۃ الانفال میں جہاد کی مندرجہ ذیل دوسری ترغیب دی گئی:

پس اگر تم میں ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دوسو پر غالب رہیں گے، اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو خدا کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے۔ اور خدا ثابت قدم رہنے والوں کا مدد گار ہے۔"

س6۔ مالِ غنیمت حلال ہے۔ قرآنی حکم لکھیں۔

ج۔ مالِ غنیمت کے بارے میں حکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"تو جو مالِ غنیمت تم کو ملا ہے اسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لئے) حلال (طیب) ہے اور خدا سے ڈرتے رہو بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔"

س7۔ اَلْفٌ اور اَلَّفَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی:

اَلْفٌ : ایک ہزار　　　**اَلَّفَ** : اُلفت ڈال دی

س8۔ اَلْقِتَالِ اور لَّا یَفْقَهُوْنَ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

اَلْقِتَالِ: جہاد　　　لَّا یَفْقَهُوْنَ: وہ سمجھ نہیں رکھتے

س9۔ خَفَّفَ اور ضَعْفًا کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

خَفَّفَ: بوجھ ہلکا کر دیا　　　ضَعْفًا: کمزوری

سورۃ الانفال رکوع نمبر:10

(آیت نمبر 70 تا 75)

مشتق الفاظ معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اٰوَوْا	جگہ دی، پناہ دی	اِسْتَنْصَرُوْا	انھوں نے مدد چاہی	اُولُو الْاَرْحَامِ	خون کے رشتے

لفظی اور بامحاورہ ترجمہ

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ	قُلْ	لِّمَنْ	فِیْٓ	اَیْدِیْکُمْ	مِّنَ الْاَسْرٰٓی
اے پیغمبر ﷺ	کہہ دیجیے	ان سے	میں	ہاتھ تمھارے	قیدیوں میں سے

اے پیغمبر ﷺ جو قیدی تمھارے ہاتھ میں (گرفتار) ہیں

اِنْ	یَّعْلَمِ	اللّٰہُ	فِیْ	قُلُوْبِکُمْ	خَیْرًا	یُّؤْتِکُمْ
اگر	معلوم ہوئی	اللہ کو	میں	دلوں تمھارے	نیکی	عنایت کرے گا تمھیں

ان سے کہہ دو اگر خدا تمھارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو جو (مال) تم سے چھن گیا ہے اس سے بہتر تمھیں عنایت فرمائے گا

خَیْرًا	مِّمَّآ	اُخِذَ	مِنْکُمْ	وَ یَغْفِرْلَکُمْ	وَ اللّٰہُ	غَفُوْرٌ
بہتر	اس میں سے جو	چھینا گیا	تم سے	اور بخش دے گا تمھیں	اور اللہ	بخشنے والا

اور تمھارے گناہ بھی معاف کر دے گا، اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔(70)

رَّحِیْمٌ(70)	وَ اِنْ	یُّرِیْدُوْا	خِیَانَتَکَ	فَقَدْ	خَانُوا	اللّٰہَ
مہربان ہے	اور اگر	ارادہ کرے	دغا کرنے کا آپ سے	تو تحقیق	دغا کر چکے	اللہ

اور اگر یہ لوگ تم سے دغا کرنا چاہیں گے تو یہ پہلے ہی خدا سے دغا کر چکے ہیں

مِنْ	قَبْلُ	فَاَمْکَنَ	مِنْھُمْ	وَ اللّٰہُ	عَلِیْمٌ	حَکِیْمٌ(71)
سے	اس پہلے	قبضہ کر دیا	ان کو	اور اللہ	جاننے والا	حکمت والا

تو اس نے ان کو (تمھارے) قبضہ میں کر دیا۔ اور خدا دانا حکمت والا ہے۔(71)

اِنَّ	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَ ھَاجَرُوْا	وَ جٰھَدُوْا	بِاَمْوَالِھِمْ	وَ اَنْفُسِھِمْ
بے شک	جو لوگ	ایمان لائے	اور ہجرت کی	اور جہاد کیا	اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے

جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے

فِیْ	سَبِیْلِ	اللّٰہِ	وَ الَّذِیْنَ	اٰوَوْا وَّنَصَرُوْہ	اُولٰٓئِکَ	بَعْضُھُمْ
میں	راستہ	اللہ	اور جن لوگوں نے	جگہ دی اور مدد کی	یہی لوگ ہیں	بعض ان کے

وہ اور جنھوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے

اَوۡلِيَآءُ	بَعۡضٍ	وَ الَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	وَ لَمۡ	يُهَاجِرُوۡا	مَا لَكُمۡ
رفیق ہیں	بعض کے	اور جو لوگ	ایمان لائے	اور نہیں	ہجرت کی	نہیں تمھارے لیے

رفیق ہیں اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں تم کو

مِّنۡ	وَّلَايَتِهِمۡ	مِّنۡ	شَىۡءٍ	حَتّٰى	يُهَاجِرُوۡا	وَ اِنِ
سے	ان کی رفاقت	کچھ	چیز (سروکار)	جب تک کہ	(نہ) وہ ہجرت کریں	اور اگر

ان کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں۔ اور اگر

اسۡتَنۡصَرُوۡكُمۡ	فِى	الدِّيۡنِ	فَعَلَيۡكُمُ	النَّصۡرُ	اِلَّا	عَلٰى
وہ مدد چاہیں تم سے	میں	دین	تم کو لازم ہے	مدد کرنا	مگر	پر

وہ تم سے دین (کے معاملات) میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم ہے۔ مگر ان لوگوں کے

قَوۡمٍ	بَيۡنَكُمۡ	وَ بَيۡنَهُمۡ	مِّيۡثَاقٌ	وَ اللّٰهُ	بِمَا	تَعۡمَلُوۡنَ
وہ قوم	تمھارے درمیان	اور ان کے درمیان	عہد	اور اللہ	ساتھ اس کے جو	تم کرتے ہو

مقابلے میں تم میں اور ان میں (صلح کا) عہد ہو (مدد نہیں کرنی چاہیے) اور خدا تمھارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ (72)

بَصِيۡرٌ(72)	وَ الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡا	بَعۡضُهُمۡ	اَوۡلِيَآءُ	بَعۡضٍ	اِلَّا
دیکھنے والا ہے	اور وہ لوگ جو	کافر ہیں	ان کے	رفیق (ہیں)	بعض	مگر

اور جو لوگ کافر ہیں (وہ بھی) ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ تو (مومنو) اگر

تَفۡعَلُوۡهُ	تَكُنۡ	فِتۡنَةٌ	فِى الۡاَرۡضِ	وَفَسَادٌ	كَبِيۡرٌ(73)	وَالَّذِيۡنَ
تم ایسا کرو گے	ہو جائے گا	فتنہ	زمین میں	اور فساد	بڑا	اور وہ لوگ جو

تم یہ (کام) نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا۔ (73) اور جو لوگ ایمان لائے

اٰمَنُوۡا	وَ هَاجَرُوۡا	وَ جٰهَدُوۡا	فِىۡ	سَبِيۡلِ	اللّٰهِ	وَ الَّذِيۡنَ
ایمان لائے	اور نہیں ہجرت کی	اور جہاد کیا	میں	راہ	اللہ	اور جنھوں نے

اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں لڑائیاں کرتے رہے اور جنھوں نے

اٰوَوۡا	وَّنَصَرُوۡۤا	اُولٰۤئِكَ	هُمُ	الۡمُؤۡمِنُوۡنَ	حَقًّا	لَهُمۡ
جگہ دی	اور مدد کی	یہی لوگ	وہ	مسلمان (ہیں)	سچے	ان کے لیے

(ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی، یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔ ان کے لیے

مَّغۡفِرَةٌ	وَّرِزۡقٌ	كَرِيۡمٌ(74)	وَ الَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	مِنۡۢ	بَعۡدُ
بخشش	اور روزی	عزت کی	اور جو لوگ	ایمان لائے	اس کے	بعد

(خدا کے ہاں) بخشش اور عزت کی روزی ہے۔ (74) اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے

وَ هَاجَرُوۡا	وَ جٰهَدُوۡا	مَعَكُمۡ	فَاُولٰۤئِكَ	مِنۡكُمۡ	وَ اُولُوا	الۡاَرۡحَامِ
ہجرت کی	اور جہاد کیا	ساتھ تمھارے	یہی لوگ ہیں	تم میں سے	اور خونی	رشتہ دار

اور وطن سے ہجرت کر گئے اور تمھارے ساتھ ہو کر جہاد کرتے رہے وہ بھی تم ہی میں سے ہیں اور رشتہ دار

بَعۡضُهُمۡ	اَوۡلٰى	بِبَعۡضٍ	فِىۡ	كِتٰبِ	اللّٰهِ	اِنَّ
بعض ان کے	قریب تر	بعض	میں	حکم	اللہ کے	بے شک

خدا کے حکم کے رو سے ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔

اللّٰہَ	بِکُلِّ	شَیْءٍ	عَلِیْمٌ(75)
اللہ	ساتھ ہر	چیز	واقف ہے

کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے۔(75)

آیات کے مفاہیم

آیت نمبر 70

یٰٓاَیُّھَاالنَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْٓ اَیْدِیْکُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓی اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ خَیْرًا یُّؤْتِکُمْ خَیْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ O

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ! جو قیدی تمھارے ہاتھ میں (گرفتار) ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو جو (مال) تم سے چھن گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عنایت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دیگا۔اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں حضور ﷺ کو غزوہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں ہدایات دی گئی ہیں۔جب کچھ کفار آپ ﷺ کے پاس گرفتار کر کے لائے جائیں تو اُن کو فرمادیا جائے کہ جو قیدی تم میں سے فدیہ دے چکے ہیں اور آزادی حاصل کرنے والے ہیں وہ اگر راہ راست پر آجائیں اور دین اسلام کو قبول کرلیں تو اُن کو اس فدیہ سے اچھا بدلہ دیا جائے گا اور سابقہ گناہوں کی معافی بھی مل جائے گی۔اس آیت مبارکہ میں قیدیوں کو آزاد و خودمختار کر دینے کے ساتھ اس طرح دعوت دی گئی کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنے نفع نقصان پر غور کریں۔چنانچہ روایات کے مطابق اُن میں سے کئی کفار دین اسلام کی طرف راغب ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے دنیاوی نقصان کے بدلے میں جنت کا اعلیٰ بدلہ عطا فرمایا۔

آیت نمبر 71

وَاِنْ یُّرِیْدُوْا خِیَانَتَکَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰہَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْکَنَ مِنْھُمْ ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ O

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ تم سے دغا کرنا چاہیں گے تو یہ پہلے ہی خدا سے دغا کر چکے ہیں تو اس نے ان کو (تمہارے) قبضہ میں کر دیا۔اور خدا دانا حکمت والا ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ غزوہ بدر کے قیدیوں میں سے کچھ لوگ جب مسلمان ہوئے تو صحابہ کرامؓ میں سے کچھ کو یہ شک گزرا کہ کہیں یہ دوبارہ نقصان نہ پہنچائیں یا اسلام سے پھر نہ جائیں۔اللہ تعالیٰ نے یہاں وضاحت فرمادی کہ اگر یہ دھوکہ دہی کی طرف مائل ہوں گے تو وہ ان کے دلوں کے رازوں کو جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔یہ لوگ جتنی بھی مخالفت کرلیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ سے باہر کہاں جائیں گے وہ ان کو دوبارہ پکڑ لے گا۔اس لئے ان کفار کو کہا گیا کہ وہ خیانت ،دھوکہ دہی سے اجتناب کریں ورنہ ان کی یہ خیانت خود ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوگی اور انکا انجام بہت برا ہوگا۔

آیت نمبر 72

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ

ترجمہ: جولوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ کی باہم محبت اور رفاقت کا ذکر کیا گیا ہے۔فرمایا گیا کہ جولوگ اللہ کے لئے کفر کو چھوڑ کر اسلام کے دائرے میں داخل ہوئے ہیں، اپنے وطن کو چھوڑا اور ہجرت کی، اللہ کی راہ میں مال و دولت خرچ کیا اور اپنی جانیں قربان کی ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے ان مہاجرین کو مدینہ میں رہائش کے لئے جگہ فراہم کی، اِن کی مدد کی، یہ دونوں ایک دوسرے کے حامی و ناصر اور یارو مددگار ہیں۔اور ایک دوسرے کی ہر طرح سے مدد اور ہر خطرے میں حفاظت کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ج

ترجمہ: اور جولوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں تم کو ان کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں۔

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں اُن مسلمانوں کے بارے میں بتایا جارہا ہے جو اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرت کر کے دیگر مسلمانوں میں شامل نہیں ہوتے نہ ہی ان کے امن اور جنگ کے معاملات میں شریک ہوتے ہیں، تو ایسوں سے دوستی نہیں رکھنی چاہیئے۔نہ ہی ان کی حفاظت اور اعانت کی ذمہ داری اسلامی حکومت کو لینی چاہیئے۔ہاں اگر وہ باقی مسلمانوں کی طرح اسلام کے لئے اپنا وطن چھوڑتے ہیں تو ان کے ساتھ دوستی رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ م بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

ترجمہ: اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات) میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم ہے۔مگر ان لوگوں کے مقابلے میں کہ تم میں اور ان میں (صلح کا) عہد نہ ہو (مدد کرنی چاہیے) اور خدا تمہارے (سب) کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ اگر اسلامی حکومت اور کافر حکومت کے درمیان امن کا معاہدہ کیا جاچکا ہے اور کچھ مسلمان غیر مسلم ریاست میں موجود ہیں اور کسی وجہ سے ہجرت نہیں کر سکتے تو جس وقت دینی معاملہ میں اسلامی ریاست سے مدد طلب کریں تو طاقت اور صلاحیت کے مطابق ان کی مدد کی جائے۔لیکن اگر وہ اس کافر حکومت کے خلاف مسلمانوں کو مدد کے لئے پکارتے ہیں جس کے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے تو پھر معاہدے کا احترام ضروری ہے۔اس حکم کی وجہ یہ بھی تھی کہ مدینہ میں مسلمان ابھی طاقتور نہیں ہوئے تھے۔امن کے معاہدے کی وجہ سے اُن کو اپنی قوت بڑھانے کا نادر موقع ملا تھا۔دوسری طرف کفار بہت طاقتور تھے اور اگر اُن سے معاہدہ توڑ کر مٹھی بھر مسلمانوں کی مدد کی جاتی تو بڑے نقصان کا اندیشہ تھا۔اس لئے کافر ریاست میں موجود مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دیا گیا۔اس کے ساتھ یہ بتا دیا گیا کہ جو کچھ تم عمل کرتے ہو خدا دیکھ رہا ہے۔

آیت نمبر 73

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ○

ترجمہ: اور جولوگ کافر ہیں (وہ بھی) ایک دوسرے کے رفیق ہیں تو (مومنو) اگر تم یہ (کام) نہیں کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہوجائے گا اور بڑا فساد مچے گا۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ کفار کے آپس میں بہت گہرے تعلقات تھے جن کو اس آیت میں دوستی کہا گیا ہے۔ یہ بھی واضح تھا کہ کفار قوت اور تعداد میں مسلمانوں سے بالاتر تھے۔ اس لئے اگر اُن سے معاہدہ توڑ کر مٹھی بھر مسلمانوں کی مدد کی جاتی تو بڑے نقصان کا اندیشہ تھا۔ اور یہاں یہ بھی تعلیم دی گئی ہے کہ اگر مسلمان بھی ایک دوسرے کے ولی اور مددگار نہ ہوں گے یا کمزور مسلمان اپنے آپ کو آزاد مسلمانوں کے ساتھ رہنے اور ان کا ہر طرح سے ساتھ دینے کی کوشش نہ کریں گے تو بہت بڑا فتنہ رونما ہو جائے گا۔

آیت نمبر 74

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں لڑائیاں کرتے رہے۔ اور جنہوں نے ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔ ان کے لئے (خدا کے ہاں) بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں سچے مومنوں کے بارے میں بتایا جا رہا ہے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے، اللہ کے حکم سے ہجرت کی، پھر اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہ بھی اسی طرح سچے مومن ہیں جنھوں نے ان مہاجرین کو جگہ دی اُن کی مدد کی۔ جنہوں نے ان خستہ حال مسلمانوں کو وہاں پہنچتے ہی اپنے گلے سے لگا لیا۔ جس مشکل وقت میں اسلام کی سربلندی کے لیے ان مہاجرین و انصار نے اپنی جان اور مال سے قربانیاں پیش کی ہیں وہ بے مثل ہیں۔ ایسے سچے مومنوں کو بخشش ملے گی ان کے گناہ معاف ہوں گے انہیں عزت کی روزی ملے گی۔

آیت نمبر 75

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۭ

ترجمہ: اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کرتے رہے وہ بھی تمہی میں سے ہیں

مفہوم:

آیت کے اس حصے میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ ہجرت مدینہ کے موقع پر جن لوگوں نے ہجرت کی اور دین کی سربلندی کے لئے اپنا مال و دولت اور جان کی قربانی دی ان کا یہ عمل بہت بلند ہے۔ لیکن اگر کوئی اس وقت اسلام قبول نہیں کر سکا اور اللہ نے اسے بعد میں ہدایت دی ہے اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا، اللہ کے حکم سے ہجرت بھی کی اور دین اسلام کی سربلندی لئے جہاد میں بھی شامل ہوا وہ بھی باقی مسلمانوں کی طرح اللہ کی نگاہ میں بلند درجہ رکھتا ہے اور اُس کے حقوق بھی اسلامی ریاست کے ذمے یکساں ہیں۔ جب ضرورت پیش آئے تو ایسے مسلمانوں کی مدد بھی کی جائے گی۔

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

ترجمہ: اور رشتہ دار خدا کے حکم کی رُو سے ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

مفہوم:

اس آیت مبارکہ میں قانون میراث کا ایک جامع ضابطہ بیان فرمایا گیا ہے۔ اب تقسیم وراثت رشتہ داری کے معیار کے مطابق ہو گی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہجرت کے بعد رسول اکرم ﷺ نے انصار اور مہاجرین میں مواخات کا تعلق قائم کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے مال و دولت اور جائیدادوں کے

وارث بھی ہوتے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد جب مہاجرین مکہ کی معاشی حالت بہتر ہوگئی تو تقسیم وراثت کا سابقہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور اس آیت مبارکہ میں نیا حکم نازل کیا گیا اور کہا گیا وراثت اب صرف رشتہ داروں میں تقسیم ہوگی۔

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

مشقی الفاظ معانی کے سوالات

1۔ اٰوَوْا کا معنی ہے۔

(الف) پناہ دی (ب) اور زیادہ (ج) انہوں نے مدد چاہی (د) ابھارو

2۔ اٰوَوْا کا معنی ہے۔

(الف) جگہ دی (ب) نفرت (ج) انہوں نے مدد چاہی (د) ابھارو

3۔ اِسْتَنْصَرُوْا کا معنی ہے۔

(الف) پناہ دی (ب) ہم نے مدد چاہی (ج) انہوں نے مدد چاہی (د) ابھارو

4۔ اُولُوْ الْاَرْحَامِ

(الف) خون کے رشتہ دار (ب) دوست احباب (ج) تعلق دار (د) رحم کرنے والے

بامحاورہ ترجمہ کے سوالات

5۔ کافر ایک دوسرے کے ہیں:

(الف) رشتہ دار (ب) دشمن (ج) رفیق (د) حمایتی

6۔ اور رشتہ دار خدا کے حکم کے مطابق ایک دوسرے کے زیادہ ہیں۔

(الف) حقدار (ب) پڑوسی (ج) رفیق (د) حمایتی

7۔ مہاجرین اور انصار ایک دوسرے کے ہیں:

(الف) حریف (ب) رازدار (ج) رشتے دار (د) رفیق

8۔ اگر وہ تم سے دین (کے معاملات) میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی:

(الف) جائز نہیں (ب) چاہیے (ج) ضروری نہیں (د) لازم ہے

9۔ تو (مومنو) اگر تم یہ (کام) نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا۔۔۔۔۔ مچے گا:

(الف) جھگڑا (ب) عذاب (ج) فساد (د) دشمنی

10۔ جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے وہ بھی:

(الف) مہاجر ہیں (ب) تمہی میں سے ہیں (ج) بخشے گئے (د) ایمان والے ہیں

11۔ اگر یہ لوگ تم سے دغا کرنا چاہیں گے تو پہلے ہی دغا کر چکے ہیں:

(الف) مسلمانوں سے (ب) پچھلے سال (ج) اللہ سے (د) اپنے لوگوں سے

اضافی سوالات

12۔ مِیْثَاقٌ کا معنی ہے۔

(الف) وعدہ (ب) عہد (ج) عہدہ (د) مقام

13۔ اَوْلیٰ کا معنیٰ ہے۔

(الف) زیادہ ضروری (ب) بہت شدید (ج) زیادہ اہم (د) زیادہ حقدار

14۔ فَسَادٌ کَبِیْرٌ کا معنیٰ ہے۔

(الف) ظالم حکمران (ب) بڑا فساد (ج) فساد کرنے والا (د) دہشت پھیلانے والا

15۔ جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد ہجرت نہیں کی اُن کے بارے میں حضور ﷺ کو کیا کہا گیا؟

(الف) رفاقت نہ رکھیں (ب) ہرگز نہ ملیں (ج) اُن کی ضرورت نہیں (د) تعلق ضرور رکھیں

16۔ مہاجرین مکہ کے ساتھ انصارِ مدینہ نے کیا سلوک کیا؟

(الف) اُنکو واپس بھیج دیا (ب) اُنکی مدد کی (ج) اُنکو جگہ دی (د) دونوں ب، ج

جوابات

1	الف	2	الف	3	ج	4	الف	5	ج	6	الف	7	د	8	د	9	ج	10	ب
11	ج	12	ب	13	د	14	ب	15	الف	16	د								

سوالات کے مختصر جوابات

مشقی سوالات

س1۔ اللہ نے سورہ انفال کی آیات میں قیدیوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

ج۔ قیدیوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ

اللہ نے سورہ انفال کی آیات میں قیدیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

ا۔ اے پیغمبر ﷺ! جو قیدی تمھارے ہاتھ میں (گرفتار) ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو جو (مال) تم سے چھن گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عنایت فرمائے گا۔

۲۔ اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دیگا۔

۳۔ اور اگر یہ لوگ تم سے دغا کرنا چاہیں گے تو یہ پہلے ہی خدا سے دغا کر چکے ہیں تو اس نے ان کو (تمہارے) قبضہ میں کردیا۔ اور خدا دانا حکمت والا ہے۔

س2۔ سورۃ الانفال کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہجرت اور نصرت کے بارے میں کیا باتیں ارشاد فرمائیں؟

ج۔ ہجرت و نصرت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ

سورۃ الانفال کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہجرت اور نصرت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے اللہ کی راہ میں وطن (مکہ کو) چھوڑا اور اپنے مال اور جان سے جہاد کیا یعنی مکہ کے مہاجر مسلمان اور جنھوں نے ہجرت کرنے والوں کو ٹھکانہ دیا (رہنے کو جگہ دی) اور ان کی مدد کی (یعنی انصار مدینہ) یہی سچے مومن ہیں ان کے لیے (خدا کے ہاں)

بخشش اور عزت کی روزی ہے۔''

س3۔ **وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ ھَاجَرُوْا وَ جٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کا مفہوم تحریر کریں۔**

ج۔ ترجمہ: ''اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور اللہ کی راہ میں لڑائیاں کرتے رہے اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ سچے ہیں۔''

مفہوم:

اس آیت کریمہ میں سچے مومنوں کا بارے میں بتایا جا رہا ہے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے، اللہ کے حکم سے ہجرت کی، پھر اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہ بھی اسی طرح سچے مومن ہیں جنھوں نے ان مہاجرین کو جگہ دی اُن کی مدد کی۔ جنہوں نے ان خستہ حال مسلمانوں کو وہاں پہنچتے ہی اپنے گلے سے لگالیا۔ جس مشکل وقت میں اسلام کی سربلندی کے لیے ان مہاجرین وانصار نے اپنی جان اور مال سے قربانیاں پیش کی ہیں وہ بے مثل ہیں۔ ایسے سچے مومنوں کو بخشش ملے گی ان کے گناہ معاف ہوں گے انہیں عزت کی روزی ملے گی۔

اضافی سوالات

س4۔ **سورۃ الانفال میں وراثت کے بارے میں کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟**

ج۔ **وراثت کے بارے میں احکام**

اگر چہ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کو آپس میں بھائی بھائی بنادیا لیکن جہاں تک وراثت کے قوانین کا تعلق ہے وہ ہرگز تبدیل نہیں ہوں گے مرنے والے کے رشتے دار ہی ترکے میں حصہ دار ہوں گے نہ کہ مہاجرین۔ ہاں اگر انصار اپنے کسی مہاجر بھائی سے بذریعہ وصیت ہمدردی کرنا چاہیں تو الگ بات ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور رشتہ دار خدا کے حکم کی رُو سے ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔''

س5۔ **اگر قیدیوں میں نیکی معلوم ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُنہیں کیا دیا جائے گا؟**

ج۔ **قیدیوں میں نیکی**

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال میں فرمایا:

''اے نبی ﷺ! جو قیدی تمھارے ہاتھ میں (گرفتار) ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو جو (مال) تم سے چھن گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عنایت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دیگا۔''

س6۔ **جو لوگ ایمان تو لائے مگر ہجرت نہ کی اُن کے بارے میں کیا حکم دیا گیا؟**

ج۔ **ہجرت نہ کرنے والوں کے لئے حکم**

جو لوگ ایمان تو لائے مگر ہجرت مدینہ کے وقت سب کے ساتھ ملکر ہجرت نہ کی اور مکہ میں ہی آباد رہے۔ اُن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں تم کو ان کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں۔''

س7۔ **جو لوگ ایمان لائے مگر ہجرت نہ کی اُن کی کفار کے خلاف مدد کے بارے میں اللہ نے کیا ارشاد فرمایا؟**

ج۔ **ہجرت نہ کرنے والوں کی مدد**

جو لوگ ایمان تو لائے مگر ہجرت مدینہ کے وقت سب کے ساتھ ملکر ہجرت نہ کی اور مکہ میں ہی آباد رہے۔ اُن کی مدد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات) میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم ہے۔ مگر ان لوگوں کے مقابلے میں کہ تم میں اور ان میں (صلح کا) عہد ہو (مدد نہیں کرنی چاہیے)''

س8۔ جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور بعد میں ہجرت کی اُن کی کیا حیثیت ہوگی؟

ج۔ **بعد میں ہجرت کرنے والوں کی حیثیت**

وہ لوگ جو ہجرت مدینہ کے بعد ایمان لائے اور ہجرت کی اُن کی مدد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور تمہارے ساتھ جہاد کرتے رہے وہ بھی تمہی میں سے ہیں''

س9۔ مِیْثَاقٌ اور فَسَادٌ کَبِیْرٌ کے معانی لکھیں۔

ج۔ الفاظ کے معانی

مِیْثَاقٌ: عہد فَسَادٌ کَبِیْرٌ: بڑا فساد

حدیث نمبر 1

اَفۡضَلُ الۡاَعۡمَالِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَفۡضَلُ الدُّعَاءِ الۡاِسۡتِغۡفَارُ

ترجمہ: سب سے زیادہ فضیلت والا عمل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بہترین دعا اِسۡتِغۡفَارُ ہے۔

درس حدیث: حدیث نبویؐ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور استغفار کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ کے دو حصے ہیں۔

۱۔ پہلے حصے میں سب سے زیادہ فضیلت والے عمل کا ذکر ہے۔

۲۔ دوسرے حصے میں زیادہ فضیلت والی دعا کا ذکر ہے۔

فضیلت والا عمل:

حدیث کے پہلے حصے میں ارشاد ہے اَفۡضَلُ الۡاَعۡمَالِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو اِلٰہ نہ ماننے کا اقرار اور اپنے عمل سے اس عقیدے کا اظہار سب سے فضیلت اور عظمت والا عمل ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنا ہے یہ کلمہ توحید ہے۔ یہ اسلام کا پہلا رکن ہے۔ توحید کے لغوی معنی ہیں 'ایک ماننا' 'ایک جاننا' اللہ تعالیٰ کو ہی عبادت کے لائق ماننا، اُس کا شریک نہ ٹھہرانا، زبان سے اقرار کرنا اور اپنے عمل سے اس کا اظہار کرنا توحید ہے۔

لفظ اِلٰہ سے مراد:

اِلٰہ سے مراد ایسی ذات ہے جس کی عبادت کی جائے جس سے بے پناہ محبت اور عقیدت ہو ظاہر ہے وہ اللہ ہی کی ذات ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہمیں عقل اور بصیرت (دل کی بینائی) عطا کی ہمیں نہ صرف زندگی دی بلکہ زندگی کی تمام نعمتیں عطا کیں۔

قرآن و حدیث اور فضیلت والا عمل:

۱. **فَقَالَ یٰقَوۡمِ اُعۡبُدُوۡا اللّٰهَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ (سورۃ الاعراف: ۵۹)**

اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کیا کرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

۲. **فَاعۡلَمۡ اَنَّهٗ لا اله الا الله (سورۃ محمد: ۱۹)**

سو (اے نبی ﷺ) آپ جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۳. **مَنۡ مَاتَ وَ هُوَ یَعۡلَمُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الۡجَنَّةَ. (مسلم)**

جو شخص مر جائے اس حال میں کہ وہ جانتا تھا کہ لا الٰہ الاّ اللہ کیا ہے وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

فضیلت والی دعا:

حدیث مبارکہ کے دوسرے حصے میں فرمایا اَفۡضَلُ الدُّعَاءِ الۡاِسۡتِغۡفَارُ یعنی بہترین دعا اللہ تعالیٰ سے اپنی غلطیوں، کوتاہیوں، نافرمانیوں

اور گناہوں کی معافی مانگنا ہے۔ انسان بعض اوقات دنیا کی ظاہری رنگینیوں میں کھو کر اپنے خالق و مالک کی رضا کے خلاف کسی غلطی یا گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔

اللہ کو الٰہ ماننے کا تقاضا:

اللہ کو الٰہ ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی غلطی یا گناہ پر نادم اور شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے۔

پسندیدہ بندہ:

اگر کوئی اللہ کی نگاہ میں پسندیدہ اور محبوب بننا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے دل و جان سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور استغفر اللہ کا اظہار کرتا رہے۔

قرآن و حدیث اور فضیلت والی دعا:

۱. **وَ اسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ (سورۃ البقرہ: ۱۹۹)**

"اور اللہ سے مغفرت طلب کرو۔"

۲. **وَسَارِعُوۡۤا اِلٰى مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ (سورۃ آل عمران: ۱۳۳)**

"اور اپنے رب سے مغفرت کی طرف تیزی سے بڑھو"

۳۔ **طُوۡبٰی لِمَنۡ وَجَدَ فِیۡ صَحِیۡفَتِهٖ اِسۡتِغۡفَارًا (ابن ماجہ)**

خوشخبری ہے اُس شخص کے لیے جس کے نامہ اعمال میں استغفار پایا جائے۔

حاصل حدیث:

پس ہمیں چاہئے کہ اللہ کو اپنا معبود مانتے ہوئے اس کی تعلیمات پر عمل کریں۔ اور اسی سے سب سے زیادہ محبت کریں۔ اس کے علاوہ اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے اس سے ہمہ وقت معافی طلب کرتے رہیں۔

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ سب سے بہتر دعا ہے۔

(الف) گناہوں کی معافی مانگنا (ب) جنت مانگنا (ج) رزق حلال کی دعا (د) جہنم سے پناہ مانگنا

2۔ حدیث کے مطابق افضل دُعا ہے۔

(الف) اَلاِ سۡتِغۡفَارُ (ب) سُبۡحَان اللّٰه (ج) لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (د) اَللّٰهُ اَكۡبَرُ

3۔ حدیث کے مطابق سب سے افضل عمل ہے۔

(الف) سُبۡحَان اللّٰه (ب) لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (ج) اللّٰهُ اکبر (د) الحمدللّٰہِ

4۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه میں لفظ اله سے مراد ہے ایسی ذات:

(الف) جسے اللہ مانا جائے (ب) جسے خالق مانا جائے

(ج) جسے رازق مانا جائے (د) جس کی عبادت کی جائے

5۔ اگر کوئی اللہ کی نگاہ میں پسندیدہ اور محبوب بننا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ ہر وقت کرتا رہے۔

(الف) نماز کی ادائیگی (ب) زکوٰۃ کی ادائیگی (ج) صدقات و خیرات (د) استغفار

جوابات

1	الف	2	الف	3	ب	4	د	5	د

سوالات کے مختصر جوابات

س 1۔ ترجمہ کیجیے: اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْاِسْتِغْفَارُ

ج۔ ترجمہ: سب سے فضیلت والا عمل **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** اور بہترین دعا اِسْتِغْفَارُ ہے۔

س 2۔ حدیث میں سب سے افضل عمل اور بہترین دعا کسے قرار دیا گیا ہے؟

ج۔ **افضل عمل اور بہترین دعا**

حدیث میں سب سے زیادہ فضیلت والا عمل "**لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ**" یعنی اللہ کو معبود ماننے کا اقرار اور بہترین دعا اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگنا ہے۔

س 3۔ حدیث کے مطابق فضیلت والا عمل کونسا ہے؟

ج۔ **فضیلت والا عمل:**

حدیث میں سب سے زیادہ فضیلت والا عمل "**لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ**" یعنی اللہ کو معبود ماننے کے اقرار کو قرار دیا گیا ہے۔

س 4۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مفہوم بیان کریں۔

ج۔ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مفہوم**

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنا ہے یہ کلمہ توحید ہے۔ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو **اِلٰہ** نہ ماننے کا اقرار اور اپنے عمل سے اس عقیدے کا اظہار یہی سب سے فضیلت اور عظمت والا عمل ہے۔

س 5۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں لفظ اِلٰہ سے کیا مراد ہے؟

ج۔ **لفظ اِلٰہ سے مراد**

اِلٰہ سے مراد ایسی ذات ہے جس کی عبادت کی جائے جس سے بے پناہ محبت اور عقیدت ہو ظاہر ہے وہ اللہ ہی کی ذات ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہمیں عقل اور بصیرت (دل کی بینائی) عطا کی ہمیں نہ صرف زندگی دی بلکہ زندگی کی تمام نعمتیں عطا کیں۔

س 6۔ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْاِسْتِغْفَارُ کی مختصر اًوضاحت کریں۔

ج۔ **اَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْاِسْتِغْفَارُ کی وضاحت**

اَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْاِسْتِغْفَارُ یعنی بہترین دعا اللہ تعالیٰ سے اپنی غلطیوں، کوتاہیوں، نافرمانیوں اور گناہوں کی معافی مانگنا ہے۔ انسان بعض اوقات دنیا کی ظاہر رنگینیوں میں کھو کر اپنے خالق و مالک کی رضا کے خلاف کسی غلطی یا گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے لہٰذا اللہ کو الٰہ ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی غلطی یا گناہ پر نادم اور شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے۔

س 7۔ حدیث نبوی میں بہترین دعا کسے قرار دیا گیا ہے؟

ج۔ **بہترین دعا**

حدیث میں بہترین دعا اللہ تعالیٰ سے اپنی غلطیوں، کوتاہیوں، نافرمانیوں اور گناہوں کی معافی مانگنا ہے۔انسان بعض اوقات دنیا کی ظاہر رنگینیوں میں کھو کر اپنے خالق و مالک کی رضا کے خلاف کسی غلطی یا گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے لہٰذا اللہ کو الٰہ ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی غلطی یا گناہ پر نادم اور شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے۔

س8۔ **استغفار کا مفہوم واضح کریں؟**

ج۔ **استغفار کا مفہوم**

انسان بعض اوقات دنیا کی ظاہر رنگینیوں میں کھو کر اپنے خالق و مالک کی رضا کے خلاف کسی غلطی یا گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے لہٰذا انسان اپنی غلطی یا گناہ پر نادم اور شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے۔اللہ سے اپنی غلطیوں اور گناہوں کی معافی طلب کرنے کو استغفار کہتے ہیں۔

س9۔ **اگر کوئی اللہ کی نگاہ میں پسندیدہ اور محبوب بننا چاہتا ہے تو اُسے کیا کرنا چاہیے؟**

ج۔ **پسندیدہ بندہ:**

اگر کوئی اللہ کی نگاہ میں پسندیدہ اور محبوب بننا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے دل و جان سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور استغفر اللہ کا اظہار کرتا رہے۔

س10۔ **اللہ تعالیٰ کو الٰہ ماننے کا تقاضا کیا ہے؟**

ج۔ **اللہ تعالیٰ کو الٰہ ماننے کا تقاضا:**

اللہ کو الٰہ ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی غلطی یا گناہ پر نادم اور شرمندہ ہو کر اللہ سے معافی مانگ لے کیونکہ اخروی نجات اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں اور گناہوں کو معاف نہ کر دے

حدیث نمبر 2

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجه)

ترجمہ: علم کی طلب ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔

درس حدیث: حدیث مبارکہ میں علم کی اہمیت و فرضیت بیان کی گئی ہے۔

تشریح:

علم کا مفہوم:

لغوی مفہوم: علم کے معنی ہیں جاننا، پہچاننا اور آگاہ ہونا۔

اصطلاحی مفہوم: کسی چیز کی حقیقت کو جاننا علم کہلاتا ہے۔

انسانی فطرت کا بنیادی تقاضا:

انسانی فطرت کا بنیادی تقاضا ہے کہ اسے اپنی ذات اور کائنات کے بارے میں ہر اچھی اور بری بات کا علم ہو اس کے بغیر نہ تو انسان دنیا میں ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنے خالق و مالک کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔

لڑکیوں کی تعلیم و تربیت:

ہمارے ملک میں لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں کی تعلیم کا تناسب نصف ہے لڑکیوں کے مدارس کی تعداد بھی آدھی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی پر عمل کے لیے ضروری ہے کہ ہم لڑکیوں کی تعلیم و تربیت پر بھی توجہ دیں تاکہ کوئی بچی ان پڑھ اور جاہل نہ رہے۔

فرائض سے آگہی:

انسان اُس وقت تک اپنے مقام اور اللہ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو جان نہیں سکتا جب تک وہ علم کی جستجو کی راہ پر گامزن نہ ہو۔

آخرت میں جواب دہی:

دوسری بات یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کے متعلق جواب دہی کرنی ہے اس لیے ہر نیکی اور گناہ کا ہر اچھائی اور برائی کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے تب ہی ہم دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں بھی سرخرو ہو سکتے ہیں۔

قرآن اور علم کی اہمیت و فضیلت:

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حصول علم کی بہت زیادہ تلقین و ترغیب دی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

۱۔ **وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْماً(طٰه: ۱۱۴)** اور کہہ دو میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

۲۔ **اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق: ۱)** ترجمہ: ''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

۳۔ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝ (الزمر:9)

ترجمہ: کہہ دو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔

حدیث اور علم کی اہمیت وفضیلت:

۱۔ مَنۡ سَلَکَ طَرِيۡقاً يَلۡتَمِسُ فِيهِ عِلۡماً سَهلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقاً اِلیٰ الۡجَنَّة (مسلم)

جو حصول علم کے راستے پر چلا اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دے گا۔

۲۔ اَلۡعُلَمَآءُ وَرَثَةُالۡاَنۡبِيَاءِ (ابوداؤد) ترجمہ: علماء انبیاءؑ کے وارث ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی دعا:

نبی اکرم ﷺ خود اُٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے:

اللّٰهُمَّ اِنى اَسۡئَلُکَ عِلۡماً نافعاً (ابن ماجه)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والے علم کی درخواست کرتا ہوں۔

حضرت علیؓ کا قول:

''ہم اللہ کی اس تقسیم پر خوش ہیں کہ اس نے ہمیں علم سے نوازا اور جاہلوں کو مال دیا، مال تو فنا ہو جائے گا اور علم کبھی فنا نہیں ہوگا۔

حاصل حدیث:

حدیث مبارکہ میں تعلیم کو ہر جنس کے مسلمانوں پر لازم قرار دیا گیا ہے تا کہ انسان اچھائی اور برائی میں تمیز کر سکے۔ اس میں دنیاوی زندگی بہتر انداز سے گزارنے کی اہلیت پیدا ہو اور آخرت میں رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہو۔

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ علم کی طلب ہر مسلمان پر ہے۔

(الف) فرض (ب) قرض (ج) سنت (د) واجب

2۔ ہمیں لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر بھی پوری توجہ دینی چاہیے تا کہ کوئی بچی نہ رہے۔

(الف) جاہل (ب) محروم (ج) اَن پڑھ (د) اَن پڑھ اور جاہل

3۔ پاکستان میں لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں کی تعلیم کا تناسب ہے۔

(الف) ستر فیصد (ب) ساٹھ فیصد (ج) نصف (د) ایک فیصد

4۔ پاکستان میں لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں کے مدارس کی تعداد ہے۔

(الف) ستر فیصد کم (ب) زیادہ (ج) آدھی (د) ایک فیصد زیادہ

5۔ اپنی ذات اور کائنات کے بارے میں اچھی اور بری بات کا علم ہونا، بنیادی تقاضا ہے:

(الف) انسانوں کا (ب) خاندان کا (ج) معاشرے کا (د) انسانی فطرت کا

6۔ اس کے بغیر نہ تو انسان دنیا میں ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنے خالق و مالک کا قُرب حاصل کر سکتا ہے۔

(الف) دولت (ب) مغفرت (ج) ذہانت (د) علم

7۔ قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں اپنے فرائض اور __________ کے متعلق جواب دہی کرنی ہے۔

(الف) ذمہ داریوں (ب) معمولات (ج) اولاد (د) اعمال

جوابات

1	الف	2	د	3	ج	4	ج	5	د
6	د	7	الف						

سوالات کے مختصر جوابات

س1۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ کا ترجمہ کریں۔

ج۔ ترجمہ: علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔

س2۔ انسانی فطرت کا بنیادی تقاضا ہے؟

ج۔ **انسانی فطرت کا بنیادی تقاضا**

انسانی فطرت کا بنیادی تقاضا ہے کہ اسے اپنی ذات اور کائنات کے بارے میں اچھی اور بری بات کا علم ہو اس کے بغیر نہ تو انسان دنیا میں ترقی کرسکتا ہے اور نہ ہی اپنے خالق کا قرب حاصل کرسکتا ہے۔

س3۔ پاکستان میں لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں کی تعلیم کا تناسب اور مدارس کی تعداد کیا ہے؟

ج۔ **تعلیم کا تناسب اور مدارس کی تعداد**

پاکستان میں لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں کی تعلیم کا تناسب نصف ہے اور لڑکیوں کے مدارس کی تعداد بھی آدھی ہے۔

س4۔ علم حاصل کرنا مرد وعورت کے لیے کیوں ضروری ہے؟

ج۔ **علم کی فرضیت**

علم حاصل کرنا مرد وعورت کے لیے اس لیے ضروری ہے کیونکہ علم عظمت اور سربلندی کا ذریعہ ہے۔ علم کے زیور سے آراستہ لوگ اللہ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ علم انسان کو آسمانوں کی بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے جبکہ بے علمی انسان کو جہالت اور بے راہ روی کی پستیوں میں لے جاتی ہے۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ کامیابی اور ترقی، عزت اور عظمت انہیں کو ملی جو علم کی روشنی میں چلے۔

س5۔ علم کی طلب کس پر فرض ہے؟

ج۔ **علم کی طلب:**

حدیث نبوی ﷺ کے مطابق علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجه)

ترجمہ: علم کی طلب ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔

حدیث نمبر 3

خَيْرُ كُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَه‘(بخاری)

ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور اسے (دوسروں کو) سکھایا۔

درس حدیث: حدیث مبارکہ میں قرآن پاک کو سیکھنے اور سکھانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں بہتر انسان اسے قرار دیا گیا جو خود قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرے اور پھر دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔

قرآن کا مفہوم:

لفظی مفہوم: لفظ قرآن "قِرآءَ ةٌ" سے بنا ہے جس کا معنی پڑھنا اور جمع کرنا ہے۔ چونکہ قرآن مجید بار بار پڑھا جاتا ہے اس لیے اسے قرآن کہتے ہیں۔

اصطلاحی مفہوم: اللہ تعالیٰ کی وہ آخری الہامی کتاب جو اُس نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر عربی زبان میں وحی کے ذریعے تھوڑا تھوڑا کر کے کم وبیش ۲۳ سال کے عرصے میں نازل فرمائی، اسے قرآن مجید کہتے ہیں۔

قرآن سیکھنا اور سکھانا:

قرآن مجید کی تلاوت سیکھنا، استطاعت کے مطابق حفظ کرنا اور سمجھنا قرآن سیکھنا کہلاتا ہے۔ قرآن کی تلاوت سکھانا، حفظ کروانا اور اس کی تعلیمات کو دیگر لوگوں کو سمجھانا قرآن سکھانا کہلاتا ہے۔ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ حضور ﷺ کے نزدیک بہترین مسلمان ہے۔

تعلیمِ قرآن کی اہمیت:

قرآن مجید تمام انسانوں کے لئے ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ کتاب محض نماز روزے کی تعلیمات پر مشتمل نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں خواہ وہ دنیاوی ہوں یا اُخروی، معاشی ہوں یا معاشرتی ہوں سیاسی ہوں یا سائنسی سب کے بارے میں تا ابد رہنمائی رکھتی ہے۔ ہم آخرت میں بھی اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک ہم اپنی دنیاوی زندگی کو قرآنی تعلیمات کے سانچے میں نہیں ڈھال لیتے۔

قرآن اور تعلیمِ قرآن:

۱۔ **اَلَّذِينَ اٰتَيۡنٰـهُمُ الۡكِتٰبَ يَتۡلُوۡنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ (سورۃ البقرۃ: ۱۲۱)**

جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسے پڑھنے کا حق ہے۔

۲۔ **وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِيۡلًا (سورۃ مزمل: ۴)**

اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں۔

احادیث اور تعلیمِ قرآن:

۱۔ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ (مسلم)

قرآن مجید کا ماہر معزز و محترم فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔

۲۔ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيُبَشِّرْ (ابن ابی شیبه)

جس نے قرآن پڑھا اُس کے لئے خوشخبری ہے۔

۳۔ زَيِّنُوا اَصْوَاتَكُمْ بِالْقُرْآنِ (طبرانی)

اپنی آوازوں کو قرآن سے آراستہ کرو۔

۴۔ هَذَا الْقُرْآنُ مَأْدُبَةُ اللهِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ وأَنْ يَتَعَلَّمَ مِنْهُ شَيْئاً فَلْيَفْعَلْ (طبرانی)

یہ قرآن اللہ کا دسترخوان ہے پس تم میں سے جو شخص اس میں سے کچھ سیکھنے کی استطاعت رکھتا ہے۔ تو وہ ضرور سیکھے۔

حاصل حدیث:

ہم سب پر لازم ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت اور تعلیم خود بھی سیکھیں اور دوسروں کو بھی سکھائیں تاکہ قرآن کی بدولت دنیاوی اور اُخروی فوائد حاصل کر سکیں۔

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے سیکھا اور سکھایا۔

(الف) علم (ب) عمل (ج) قرآن (د) حدیث

2۔ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے جس کا موضوع ہے۔

(الف) فرشتے (ب) جنات (ج) حیوانات (د) انسان

3۔ ہمیں چاہیے کہ پڑھیں سمجھیں اور خود عمل کریں اور دوسروں کو عمل کرنے کی ترغیب دیں:

(الف) تورات (ب) زبور (ج) انجیل (د) قرآن شریف

4۔ قرآن مجید کتاب ہے:

(الف) اللہ کی (ب) حضرت محمد ﷺ کی (ج) عام انسان کی (د) پہلوؤں کی کہانیاں

5۔ قرآن مجید انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں تابدر کھتی ہے۔

(الف) ہدایت (ب) نصیحت (ج) رہنمائی (د) شعور

جوابات

1	ج	2	د	3	د	4	الف	5	ج

سوالات کے مختصر جوابات

س 1۔ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهُ' کا ترجمہ کریں۔

ج۔ ترجمہ: ''تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور اسے (دوسروں کو) سکھایا۔''

س2۔ کیا قرآن محض نماز اور روزے کی تعلیمات پر مبنی ہے؟

ج۔ قرآن کی تعلیمات

نہیں یہ قرآن مجید محض نماز روزے کی تعلیمات پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اس میں انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں خواہ وہ دنیاوی ہوں یا اُخروی، معاشی ہوں یا معاشرتی ہوں سیاسی ہوں یا سائنسی سب کے بارے میں تا ابد رہنمائی موجود ہے۔

س3۔ ہم آخرت میں کب تک کامیاب نہیں ہو سکتے؟

ج۔ ہم آخرت میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک ہم اپنی دنیاوی زندگی کو قرآنی تعلیمات کے سانچے میں نہیں ڈھال لیتے۔

حدیث نمبر 4

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً فَتَحَ اللّٰهُ لَه‘ بَابًا مِّنَ الْعَافِيَةِ

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ نے اس کے لیے عافیت کا ایک دروازہ کھول دیا۔

درس حدیث: اس حدیث پاک میں درود پاک پڑھنے کی فضلیت بیان کی گئی ہے۔

تشریح:

عافیت کا مفہوم:

عافیت کے لفظی معنی، تندرستی اور سلامتی کے ہوتے ہیں۔ جو شخص آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ایمان کی سلامتی اور صحت عطا کرتا ہے۔

درود کا مفہوم:

حضور ﷺ پر اللہ کی طرف سے برکات کے نزول کے لئے جو مخصوص دعائیہ الفاظ ادا کئے جاتے ہیں اُنہیں درود کہا جاتا ہے۔

محسن انسانیت:

نبی کریم ﷺ محسن انسانیت ہیں آپ ؐ نے بنی نوع انسان کو دنیا اور آخرت میں کامیابی کا راستہ دکھایا اپنی زندگی اور عمل سے ہمارے لیے اُسوہ حسنہ پیش کیا۔

حضور ﷺ کے احسانات کا تقاضا:

انسان پر حضور ﷺ کے احسانات کا تقاضا ہے کہ ہر چیز سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت کی جائے جس کی عملی شکل یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور محبت و عقیدت کے اظہار کے طور پر آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجا جائے۔

درود بھیجنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے محبوب ﷺ پر درود بھیجنے کا خاص حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (سورۃ الاحزاب: ۵۶)

''بیشک اللہ اوراس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجا کرو''

احادیث اور درود بھیجنے کا صلہ:

حضورﷺ نے اپنے ارشادات میں درود بھیجنے کے مندرجہ ذیل فضائل و برکات بیان فرمائے ہیں۔

۱۔ **اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِی یَوْمَ القِیَامَۃَ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً (ترمذی)**

قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے قریب سب سے زیادہ وہ ہوگا جو اس دنیا میں کثرت سے مجھ پر درود بھیجتا ہے۔

۲۔ **مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (مسلم)**

جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا۔

۳۔ **مَنْ نَسِیَ الصَّلَاۃَ عَلَیَّ خَطِئَ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ (ابن ماجہ)**

جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کی راہ بھول گیا۔

۴۔ **اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْئٌ حَتّٰی تُصَلّٰی عَلٰی نَبِیِّکَ (ترمذی)**

بے شک دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے، اُوپر نہیں جاتی جب تک تم اپنے نبیﷺ پر درود نہ پڑھ لو

درود پڑھنے کے مقامات اور اوقات:

ویسے تو درود وسلام پڑھنے کے لیے کوئی وقت متعین نہیں ہے مگر کچھ خاص اوقات اور مقامات ایسے ہیں جہاں درود پڑھنے سے خود پڑھنے والے کے لیے برکات بڑھ جاتی ہیں وہ مقامات اور اوقات درج ذیل ہیں:

۱۔ ہر محفل میں ۲۔ ہر مجلس کے اختتام پر ۳۔ اذان کے بعد

۴۔ مسجد میں داخل ہوتے اور دوبارہ نکلتے وقت ۵۔ دعا کرتے وقت

افضل درود:

سب سے افضل درود ''درود ابراہیمی'' ہے جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں۔

حاصل حدیث:

حاصل کلام یہ ہوا کہ جو شخص آپﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ اس کے لیے عافیت (صحت سلامتی اور تندرستی) کا دروازہ کھول دیتا ہے اس لیے ہمیں کثرت سے درود پڑھ کر عافیت کے خزانے حاصل کر لینے چاہیے۔

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ **جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دور بھیجا اللہ نے اس کے لیے ایک دروازہ کھول دیا:**

(الف) جنت کا (ب) رحمت کا (ج) عافیت کا (د) عبادت کا

2۔ درود پاک بھیجنے کا حکم کس سورت میں ہے؟

(الف) البقرہ (ب) الاحزاب (ج) الانفال (د) التوبہ

3۔ محسن انسانیت ہیں۔

(الف) حضرت آدمؑ (ب) حضرت ادریسؑ (ج) حضرت محمد ﷺ (د) حضرت علیؓ

4۔ **حضور ﷺ نے ۔۔کو دنیا اور آخرت میں کامیابی کا راستہ دکھایا۔**

(الف) بنی نوع انسان (ب) فرشتوں (ج) عورتوں (د) مسلمانوں

5۔ **محبت و عقیدت کے اظہار کے طور پر آپ ﷺ پر بھیجا جائے۔**

(الف) سلام (ب) انعام (ج) درود (د) درود و سلام

6۔ **بَابٌ کا معنی ہے:**

(الف) کھڑکی (ب) کمرہ (ج) دروازہ (د) چھت

جوابات

1	ج	2	ب	3	ج	4	الف	5	د	6	ج

سوالات کے مختصر جوابات

س 1۔ نبی ﷺ کو محسن انسانیت کیوں کہاں جاتا ہے؟

ج۔ محسن انسانیت

نبی ﷺ نے بنی نوع انسان کو دنیا اور آخرت میں کامیابی کا راستہ دکھایا اور اپنی عملی زندگی سے ہمارے لیے اسوہ حسنہ پیش کیا آپؐ کے اس احسان پر آپ ﷺ کو محسن انسانیت کہا جاتا ہے۔

س 2۔ نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام کی کیا اہمیت ہے؟

ج۔ درود و سلام کی اہمیت

نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اگر ہم نبیؐ پر درود و سلام بھیجیں تو ہمیں دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک تو رسول پاک ﷺ کے احسانات کو خراج تحسین پیش کرنے کا حق ادا ہوتا ہے اور دوسرا بے بہا اجر و ثواب ملتا ہے۔ جس کسی کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام بھیجنے کی توفیق عطا فرمائی یہ اس کی بڑی خوش نصیب ہونے کی دلیل ہے۔

س 3۔ حدیث نبوی ﷺ میں درود شریف کی کیا فضیلت بیان ہوئی ہے؟

ج۔ درود شریف کی فضیلت

حدیث نبویؐ ہے کہ: ”جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے عافیت کا ایک دروازہ کھول دیا۔“

س 4۔ درود شریف کے بارے میں قرآن نے کیا فرمایا ہے؟

ج۔ قرآن میں درود شریف کا حکم

درود شریف کے بارے میں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (سورۃ الاحزاب:۵۶)

''بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو''

س 5۔ حضرت محمد ﷺ سے محبت کی عملی شکل کیا ہے؟

ج۔ **حضرت محمد ﷺ سے محبت کی عملی شکل**

آپ ﷺ سے محبت کی عملی شکل یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور محبت و عقیدت کے اظہار کے لیے آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجا جائے۔

س 6۔ حضور ﷺ کے احسانات کا تقاضا کیا ہے؟

ج۔ **احسانات کا تقاضا:**

حضور ﷺ کے احسانات کا تقاضا ہے کہ ہر چیز سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت کی جائے جس کی عملی شکل یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور محبت و عقیدت کے اظہار کے لیے آپ پر درود بھیجا جائے۔

س 7۔ حضور ﷺ پر ایک بار درود بھیجنے سے کیا اجر ملتا ہے؟

ج۔ **درود بھیجنے کا اجر:**

حضور ﷺ نے خود اپنی حدیث مبارکہ میں درود بھیجنے کا صلہ بیان فرمایا ہے۔ حدیث میں ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً فَتَحَ اللّٰہُ لَہٗ بَابًا مِّنَ الْعَافِیَۃِ

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ نے اس کے لیے عافیت کا ایک دروازہ کھول دیا۔

حدیث نمبر 5

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ. (فتح الباری)

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش اس (تعلیم) کے مطابق نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔

درس حدیث: حدیث نبویؐ میں حضور ﷺ کی پیروی کی تعلیم دی گئی ہے۔

تشریح: مومن وہ ہے جس کی ساری زندگی دین اسلام کے مطابق گزرے اور دین کے قوانین کا مجموعہ قرآن اور حدیث ہے۔ اس لیے مومن کو چاہیے کہ وہ اپنی تمام خواہشات دین اسلام کے تابع کرے۔

نیکی اور بدی کا شعور:

انسان کی فطرت میں نیکی یا بدی، دونوں کا شعور رکھا گیا ہے اس لئے اسے چاہئے کہ وہ ارادہ و اختیار کے باوجود برائی یا گناہ کے کاموں سے اجتناب کرے دوسرا یہ کہ اپنے جذبات، احساسات اور خیالات کو اللہ کے رسولؐ کی مرضی کے مطابق ڈھال لے۔

لذت ایمان سے ناواقف:

اپنی خواہشات کو اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا نہیں کرتا تو گویا وہ ایمان کی لذت سے ناواقف ہے۔

اتباع رسول ﷺ کا مفہوم:

اتباع کے معانی پیروی کرنا، تابعداری، فرمانبرداری اور تعمیل حکم کے ہیں۔ حضور ﷺ کے فرمودات اور سیرت پر عمل پیرا ہونا، اتباع

رسول ﷺ کہلاتا ہے۔

قرآن اور اتباع رسول ﷺ:

۱۔ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (سورۃ الحشر : ۷)

''اور جو رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ''

۲۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (سورۃ النساء: ۸۰)

''جس نے نبیؐ کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی''

احادیث اور اتباع رسول ﷺ:

۱۔ مَنْ اَطَاعَنِی دَخَلَ الجَنَّۃَ (بخاری)

جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

۲۔ مَنْ أَطَاعَنِی فَقَدْ أَطَاعَ اللہَ (بخاری)

جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۳۔ مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِی فَقَدْ أَحَبَّنِی، وَ مَنْ أَ حَبَّنِی کَانَ مَعِی فِی الْجَنَّۃ (ترمذی)

جس نے میری سنت سے محبت کی گویا اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حاصل حدیث:

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف زبان سے اقرار کر کے ایمان لانا کافی نہیں بلکہ دل سے شریعت محمدی ﷺ پر عمل کیا جائے۔

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ جس نے میرے نبی ﷺ کی اطاعت کی اس نے اطاعت کی:

(الف) اسلام (ب) بڑوں کی (ج) والدین کی (د) میری

2۔ اگر کوئی مسلمان اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق نہ ڈھالے گا تو گویا وہ لذت سے ناواقف ہے۔

(الف) کھانے کی (ب) ایمان کی (ج) نیکی کی (د) عبادت کی

3۔ کونسا شخص ایمان کی لذت سے محروم ہوتا ہے؟

(الف) اُستاد کا نافرمان (ب) نماز نہ پڑھنے والا (ج) نبی ﷺ کا نافرمان (د) کافر

4۔ انسان کی فطرت میں دونوں کا شعور رکھا گیا ہے۔

(الف) اچھائی یا برائی (ب) محبت یا نفرت (ج) نیکی یا بدی (د) ہدایت یا گمراہی

5۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اختیار کے باوجود برائی یا گناہ سے کرے۔

(الف) پرہیز (ب) اجتناب (ج) کنارہ کشی (د) احتیاط

جوابات

1	د	2	ب	3	ج	4	ج	5	ب

سوالات کے مختصر جوابات

س۱۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبِعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ کا ترجمہ بیان کریں۔

ج۔ ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس کے مطابق نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔

س۲۔ نبی ﷺ کی تعلیمات کی مومن کے لیے کیا اہمیت ہے؟

ج۔ **نبی ﷺ کی تعلیمات کی مومن کے لیے اہمیت**

نبیؐ کا ارشاد ہے کہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اسکی خواہشات اس تعلیم کے مطابق نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔

س۳۔ کون سا شخص ایمان کی لذت سے محروم ہوتا ہے؟

ج۔ **ایمان کی لذت سے محروم شخص**

جو شخص اپنے جذبات، احساسات اور خیالات کو اللہ اور رسول ﷺ کی مرضی کے مطابق نہیں ڈھالتا وہ شخص ایمان کی لذت سے محروم ہوتا ہے۔

حدیث نمبر 6

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰہِ وَ اَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِ یْمَانَ (ابو داؤد)

ترجمہ: جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے بغض رکھا اور اللہ کی رضا کے لیے عطا کیا اور اللہ کے لیے روکا تو اس نے ایمان مکمل کر لیا۔

درسِ حدیث: اس حدیث کے مطابق تعلقات کو رضائے الٰہی کے تابع کرنا ہی ایمان کی تکمیل ہے۔

تشریح: حضور ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں مندرجہ ذیل چار اعمال کو ایمان کی تکمیل قرار دیا ہے۔

۱۔ انسان کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لیے
۲۔ کسی سے بغض رکھے تو اللہ کے لیے
۳۔ کسی کو کچھ عطا کرے تو اللہ کے لیے
۴۔ کسی کو کچھ دینے سے ہاتھ روکے تو صرف اللہ کے لیے

انسان کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مکمل خود سپردگی کے ساتھ گزرے۔ اس کا جینا، مرنا، عبادت اور قربانی اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہونا چاہیئے تاکہ دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کر سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الانعام: ۱۶۲)

ترجمہ: فرما دیجئے! بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

۱۔ اللہ کے لئے محبت:

اللہ تعالیٰ چونکہ انسان سے محبت رکھتا ہے لہٰذا انسان کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنی محبتوں اور الفتوں کا مرکز اللہ کی ذات ہی کو رکھے۔ دنیا میں جس سے محبت رکھے محض اللہ کی رضا کے لئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا اللہَ (بخاری)

ترجمہ: اگر کسی سے محبت ہو تو صرف اللہ کے لئے ہو۔

اللہ تعالیٰ کے لئے محبت سے مراد یہ ہے کہ اگر انسان کسی سے محبت کرے تو اُس کے ایمان کی وجہ سے اُس سے محبت کرے۔ اس میں کسی قسم کی ذاتی غرض کی آلائش شامل نہ ہو۔

۲۔ اللہ کے لئے بغض

اول تو انسان کسی سے بغض نہ رکھے اور اگر کسی سے بغض ہو بھی تو اس کی بنیاد محض یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو ناپسند کرتا ہے۔ لہٰذا جب کسی سرکش و ظالم کو اللہ پسند نہیں کرتا تو ہم کیوں کریں۔ یعنی کسی سے نفرت صرف کفر اور نافرمانی کی وجہ سے ہو نہ کہ ذاتی دشمنی کی وجہ سے۔ کیونکہ مومن کسی سے ذاتی دشمنی (بغض) نہیں رکھتا اس کی دشمنی صرف اللہ کے دشمنوں سے ہوتی ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ (سورۃ الممتحنۃ: ۱)

ترجمہ: مومنو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔

۳۔ اللہ کے لئے عطا

مومن اگر کسی کو مال عطا کریں تو اس کی بنیاد بھی ریا کاری یا دنیاوی غرض نہ ہو بلکہ اللہ کی رضا ہو۔ اور مومن اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف اللہ کو راضی کرنے کے لیے خرچ کرتا ہے، ریا کاری یا دیکھاوے کے لیے خرچ نہیں کرتا زکوۃ، صدقہ اور خیرات اسی وقت قبول ہوتے ہیں جب مقصد صرف اللہ کو راضی کرنا ہو۔ مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ (سورۃ البقرۃ: ۲۶۵)

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔

۴۔ اللہ کے لئے ممانعت:

وہ جگہیں جہاں مال خرچ کرنے سے اللہ کی ناراضگی کا امکان ہو وہاں مال خرچ کرنے کی ممانعت ہے۔ یعنی اگر کسی کو مال دینے سے ہاتھ روکیں تو محض اس لئے کہ اللہ نے ہاتھ روکنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْراً o اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ (سورۃ الاسراء: ۲۷،۲۶)

ترجمہ: اور فضول خرچی مت کرو، بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

حاصل حدیث:

مسلمانوں کو دوستی، دشمنی، سخاوت اور مال کی حفاظت ہر چیز اللہ کی خوشنودی کے لیے کرنی چاہیئے نہ کہ ذاتی اغراض کے لیے۔ حدیث پاک ہمیں اس بات کا بھی درس دیتی ہے کہ ہماری دوستی، دشمنی، عبادت اور قربانی اللہ کی رضا ہی کے لیے ہونی چاہیئے۔

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ حدیث کے مطابق تکمیل ایمان کے اصول ہیں:

(الف) 3 (ب) 4 (ج) 5 (د) 6

2۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنی محبتوں کا مرکز رکھے:

(الف) دوستوں کو (ب) والدین کو (ج) اللہ کی ذات کو (د) اولاد کو

3۔ اگر کسی سے بغض ہو بھی تو اُس کی بنیاد محض یہ ہو کہ اللہ اس شخص کو کرتا ہے۔

(الف) رد (ب) ناپسند (ج) پسند (د) عذاب

4۔ کسی کو مال عطا کریں تو اس کی بنیاد بھی ریا کاری یا۔۔۔ نہ ہو۔

(الف) شہرت (ب) مقبولیت (ج) دنیاوی فائدہ (د) دنیاوی غرض

5۔ انسان سے بے حد اور بے شمار محبت رکھتا ہے۔

(الف) انسان (ب) اللہ (ج) محبّ (د) بنی آدم

جوابات

1	ب	2	ج	3	ب	4	د	5	ب

سوالات کے مختصر جوابات

س1۔ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَ اَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِا سْتَكْمَلَ الْاِ يْمَان کا ترجمہ کریں۔

ج۔ حدیث کا ترجمہ

''جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے بغض رکھا اور اللہ کی رضا کے لیے عطا کیا اور اللہ کے لیے روکا تو اس نے ایمان مکمل کر لیا۔''

س2۔ حدیث میں ایمان کی تکمیل کے کونسے چار اصول بیان ہوئے ہیں؟

ج۔ ایمان کی تکمیل کے چار اصول

حدیث کی رُو سے تکمیل ایمان کے چار اصول یہ ہیں۔

۱۔ انسان کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لیے
۲۔ کسی سے بغض رکھے تو اللہ کے لیے
۳۔ کسی کو عطا کرے تو اللہ کے لیے
۴۔ کسی کو عطا کرنے سے ہاتھ روکے تو اللہ کے لیے

س3۔ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَ اَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِا سْتَكْمَلَ الْاِ يْمَان اس حدیث سے اللہ سے محبت کا اظہار کیسے ہوتا ہے؟

ج۔ اللہ سے محبت کا اظہار:

مسلمانوں کو دوستی، دشمنی، سخاوت اور مال کی حفاظت ہر چیز اللہ کی خوشنودی کے لیے کرنی چاہیئے نہ کہ ذاتی اغراض کے لیے۔ حدیث پاک ہمیں اس بات کا بھی درس دیتی ہے کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں تو ہماری دوستی، دشمنی، عبادت اور قربانی اللہ کی رضا ہی کے لیے ہونی چاہیئے۔

حدیث نمبر 7

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا ۔

ترجمہ: وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے۔

درس حدیث: چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کا احترام کرنا ہر ایک مسلمان پر لازم ہے۔

تشریح: صفات الٰہی کا مظہر:

انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے اللہ کی صفات کا مظہر ہونا چاہیے۔ اس بنا پر انسان سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اندر خالق کی صفات پیدا کرے اور اپنے قول و فعل سے ان کا اظہار بھی کرے۔ مثلاً اللہ کی صفت ہے کہ وہ درگزر فرماتا ہے انسان کو بھی چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کی خطاؤں اور غلطیوں سے درگزر کرے۔ حضور ﷺ نے اپنی حدیث میں اچھے اخلاق والے مسلمانوں کو یہ تلقین کی ہے کہ وہ دوسروں کو اُن کے درجے کے مطابق عزت دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ (ابو داؤد) ترجمہ: لوگوں کو اُن کے رتبے کے مطابق عزت دو

چھوٹوں پر رحم:

رحم کرنا اللہ کی سب سے غالب صفت ہے نبی کریم ﷺ کی اس حدیث میں خاص طور پر اس صفتِ رحمت پر زور دیا گیا ہے۔ رحم کے زیادہ حقدار ہمیشہ چھوٹے ہوا کرتے ہیں (چھوٹوں سے مراد ہے عمر میں چھوٹے یعنی بچے اور مرتبے کے لحاظ سے جو چھوٹے ہوں) اور عزت وتکریم کے حق دار بڑے ہوتے ہیں اور (بڑوں سے مراد ہے عمر میں بڑے یعنی بزرگ اور مرتبے کے لحاظ سے جو بڑے ہوتے ہیں) بچوں سے متعلق آپ ﷺ کی تعلیمات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ **كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَرْحَمُ بِالصِّبْيَانِ (ابو يعلىٰ)**

ترجمہ: ''حضور ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ بچوں پر شفقت فرماتے تھے۔''

۲۔ ایک غزوہ میں مشرکین کے بچے مارے گئے۔ جب آپ ﷺ کو یہ معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أَلَا، لَا تَقْتُلُنَّ ذُرِّيَّةً، أَلَا، لَا تَقْتُلُنَّ ذُرِّيَّةً (سنن الكبرىٰ)

ترجمہ: ''خبردار! بچوں کو ہرگز قتل نہ کرو، خبردار! بچوں کو ہرگز قتل نہ کرو''

بچوں کی تعلیم وتربیت:

بچوں کو مناسب تعلیم وتربیت سے محروم رکھنا اُنھیں شفقت سے محروم کرنا ہے۔ ظلم یہ ہے کہ ان کی تعلیم وتربیت کے بجائے اُنھیں چھوٹی عمر میں جسمانی مشقت کے کاموں میں لگا دیا جاتا ہے اس لیے ہم اگر حضور ﷺ کی وعید سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم بچوں کی مناسب تعلیم اور ضروری تربیت کا فرض پورا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ فِى الصِّغَرِ كَالنَّقْشِ فِى الْحَجَرِ (سنن الكبرى) ترجمہ: بچپن میں علم ایسے ہے جیسے پتھر پر نقش ہو۔

بڑوں کا احترام:

رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف بچوں سے پیار اور شفقت کا درس دیا ہے بلکہ بڑوں کے احترام وتکریم پر بھی زور دیا ہے۔ بڑوں کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ **مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخاً لِسِنِّهِ اِلَّا قَيَّضَ اللهُ لَهُ مَنْ يُكْرِمُهُ عِنْدَ سِنِّهِ (ترمذی)**

ترجمہ: جو جوان کسی بوڑھے کی عمر رسیدگی کی وجہ سے اس کی عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کسی کو مقرر کر دیتا ہے جو اس کے بڑھاپے میں اس کی عزت کرتا ہے۔

۲۔ **اِنَّ مِنْ اِجْلَالِىْ تَوْقِيْرُ الْمَشَائِخِ مِنْ اُمَّتِىْ (كنز العمال)**

ترجمہ: بے شک میری امت کے بزرگوں کی عزت کرنا میری عزت کرنا ہے۔

حاصل حدیث:

بچوں کے ساتھ شفقت اور پیار سے پیش آنا سنت رسول ﷺ ہے۔ اور بڑوں کا احترام حکم خداوندی اور اسوہ رسول ﷺ سے ثابت ہے ہے۔ اس بات کی تائید اللہ تعالیٰ کی تعلیمات اور احادیث نبوی ﷺ میں موجود ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ بچوں سے شفقت سے پیش آئیں اور بڑوں کا احترام کریں۔

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا نہ کرے۔

(الف) لحاظ (ب) انکار (ج) ادب (د) احترام

2۔ اللہ کی صفت ہے کہ وہ عادل ہے اس لیے انسان کرے۔

(الف) محبت (ب) شفقت (ج) مہربانی (د) عدل

3۔ رحم کے زیادہ حقدار ہمیشہ ہوا کرتے ہیں۔

(الف) چھوٹے (ب) بڑے (ج) بوڑھے (د) جوان

4۔ اللہ تعالیٰ کی سب سے غالب صفت ہے۔

(الف) رحم کرنا (ب) بھلائی کرنا (ج) معاف کرنا (د) یہ تینوں

5۔ بڑے عام طور پر حق دار ہوتے ہیں:

(الف) محبت کے (ب) عزت وتکریم کے (ج) شفقت کے (د) مہربانی کے

6۔ بچوں کو مناسب تعلیم وتربیت سے محروم رکھنا انھیں کس سے محروم کرنا ہے؟

(الف) رحم سے (ب) شفقت سے (ج) مہربانی سے (د) پیار سے

جوابات

1	د	2	د	3	الف	4	الف	5	ب	6	ب

سوالات کے مختصر جوابات

س1۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْ حَمْ صَغِيْرَ نَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا کا ترجمہ تحریر کریں۔

ج۔ ترجمہ: ''وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔''

س2۔ بچوں پر رحم کرنے والی حدیث میں والدین پر کون سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟

ج۔ **والدین کی ذمہ داریاں**

جاہلیت میں اولاد کے حقوق کو والدین کے مرتبہ اور تکریم کے خلاف سمجھا جاتا تھا لیکن اسلام نے والدین پر اولاد کے حقوق کی بھی بہت سخت تاکید کی ہے۔ اور ان کے اعمال کا ذمہ دار والدین کو ٹھہرایا ہے۔

س3۔ نبی ﷺ نے معاشرے میں باہمی احترام کو کیا اہمیت دی ہے؟

ج۔ **باہمی احترام کو اہمیت**

''وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔''

س4۔ حدیث نبوی ﷺ کی رو سے رحم اور عزت وتکریم کے حقدار کون لوگ ہیں؟

ج۔ **رحم اور عزت وتکریم کے حقدار لوگ**

حدیث نبوی ﷺ کی رو سے رحم کے حقدار چھوٹے ہوتے ہیں جبکہ عزت وتکریم کے حقدار بڑے ہوتے ہیں یعنی چھوٹے رحم کے اور بڑے عزت

وتکریم کے حقدار ہوتے ہیں۔

س5۔ کون لوگ نبیﷺ کے سایہ شفقت سے محروم رہیں گے؟

ج۔ نبیﷺ کے سایہ شفقت سے محروم لوگ

حدیث کی رُو سے: ''جولوگ چھوٹوں پر رحم نہیں کرتے اور بڑوں کی عزت نہیں کرتے وہ نبیؐ کے سایہ شفقت سے محروم رہیں گے۔''

س6۔ اللہ تعالیٰ کی غالب صفت کونسی ہے؟

ج۔ اللہ کی غالب صفت:

رحم کرنا اللہ تعالیٰ کی سب سے غالب صفت ہے۔

س7۔ حدیث کی رو سے اللہ تعالیٰ کی دو صفات لکھیے۔

ج۔ اللہ کی دو صفات:

اللہ تعالیٰ کی درج ذیل دو صفات بیان کی گئی ہیں:

۱۔ درگزر کرنا ۲۔ رحم کرنا

س8۔ بچوں پر رحم کے بارے میں ایک حدیث کا ترجمہ کیجیے۔

ج۔ حدیث کا ترجمہ:

''وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے۔''

حدیث نمبر 8

اَلرَّاشِیُ وَالْمُرْتَشِیُ كِلَاهُمَا فِی النَّار

ترجمہ: رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں آگ میں ہیں۔

درس حدیث: اس حدیث مبارکہ میں رشوت کے لین دین کی ممانعت کی گئی ہے۔

تشریح:

رشوت کا مفہوم:

وہ مال یا تحفہ جو اپنے جائز یا ناجائز کام کو پورا کرنے کے لئے دیا جائے۔ جب کوئی شخص اپنی ذمہ داری احسن طریقے سے نہ نبھائے بلکہ حیل وحجت اور بہانے سے اس کام کو لٹکاتا رہے اور اس کام کے بدلے کچھ مطالبہ کرے تو اس کو رشوت کہیں گے یا کوئی آدمی کسی دوسرے سے اپنا کوئی ناجائز کام کرائے اس کام کے بدلے اسے کچھ معاوضہ دے یہ بھی رشوت کہلائے گی۔

الراشی (رشوت دینے والا): یعنی وہ شخص جو اپنے جائز یا ناجائز کام کو پورا کروانے کے لئے مال یا تحفہ دے۔

المرتشی (رشوت لینے والا): یعنی وہ شخص جو کسی کے جائز یا ناجائز کام کو پورا کرنے کے لئے مال یا تحفہ وصول کرے۔

رشوت کے اسباب:

رشوت کا چلن کسی قوم میں اس وقت عام ہوتا ہے جب عدل و انصاف ختم ہو جائے اور لوگوں کو ان کے حقوق جائز طریقے سے نہ مل سکیں۔اسی طرح ظالم اہلکار جب جائز حقوق کی راہ میں حائل ہوتے ہیں تو معاشرتی بگاڑ پیدا ہوتا ہے ۔عدل و انصاف کے بغیر مثالی معاشرہ قائم نہیں ہوسکتا۔ظلم ،فساد اور بے چینی پیدا کرتا ہے جبکہ عدل،امن وسکون اور ترقی کا ضامن ہے۔

رشوت کی ممانعت:

اسلام میں ناجائز مال و دولت کمانے اور اس کے لین دین کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ رشوت اورحرام مال کھانے کی ممانعت میں کئی احکامات موجود ہیں جن میں سے کچھ آیات اور احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

قرآن اور رشوت کی ممانعت:

حرام مال کھانے ،ناجائز لین دین (رشوت) کے حوالے سے اللہ پاک نے فرمایا:

۱۔ **وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبٰطِلِ وَ تُدْلُوا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ (سورة البقرة: ۱۸۸)**

ترجمہ: ’’اور تم ایک دوسرے کے مال آپس میں ناحق نہ کھایا کرو اور نہ مال کو (بطور رشوت) حاکموں تک پہنچایا کرو۔‘‘

۲۔ **سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ (سورة المائدة: ۴۲)**

ترجمہ: ’’جھوٹی باتیں بنانے کے لئے جاسوسی کرنے والے،حرام مال خوب کھانے والے ہیں۔‘‘

احادیث اور رشوت کی ممانعت:

حرام مال کھانے ،ناجائز لین دین (رشوت) کے حوالے سے حضور ﷺ نے فرمایا:

۱۔ **لَعَنَ اللهُ الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي فِيْ الْحِكْمِ (ابن ماجه)**

ترجمہ: ’’رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے حاکموں پر اللہ کی لعنت‘‘

۲۔ **لَعَنَ اللهُ الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي الَّذِى يَمْشِي بَيْنَهُمْ (طبرانی)**

ترجمہ: ’’رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا (اور) جو ان کے درمیان معاملہ کرواتا ہے اللہ نے اس پر لعنت کی ہے۔‘‘

رشوت کا سدباب:

۱۔ حکومت ملازمین کی معقول تنخواہ مقرر کرے تاکہ وہ باآسانی گزراوقات کرسکیں۔

۲۔ جو سرکاری ملازم رشوت ستانی میں ملوث پایا جائے اسے عبرت ناک سزا دی جائے۔

۳۔ معاشرے کا ہر فرد یہ تہیہ کرلے کہ وہ نہ خود کسی کو رشوت دے گا اور نہ کسی کے بے جا دباؤ میں آئے گا۔

حاصل حدیث:

ایک فلاحی معاشرے کے قیام کے لئے رشوت جیسے قبیح جرم کی سختی سے مذمت کی جائے تاکہ عدل وانصاف سے بھرپور معاشرہ وجود میں آسکے اور لوگوں کو اُن کے حقوق جائز طریقے سے مل سکیں۔

کثیرالانتخابی سوالات

1۔ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں ہیں۔

(الف) عذاب میں (ب) جنت میں (ج) آگ میں (د) تکلیف میں

2۔ رشوت لینے والا کہلاتا ہے:

(الف) راشی (ب) قاضی (ج) مرتشی (د) بشارت

3۔ کسی قوم میں رشوت کا چال چلن اس کے معاشرتی بگاڑ اور ظلم کی ایک صورت ہے:

(الف) بہت اچھی (ب) بہت خراب (ج) بہت بھیانک (د) بہت خوبصورت

4۔ رشوت کا چلن اس وقت عام ہوتا ہے جب:

(الف) ضروریات بڑھ جائیں (ب) کاروبار میں نقصان ہو

(ج) نمود و نمائش مقصود ہو (د) عدل و انصاف ختم ہو جائے

5۔ الراشی کا مطلب ہے:

(الف) رشوت دینے والا (ب) دھوکہ (ج) حرام (د) رشوت ستانی

6۔ المرتشی کا مطلب ہے:

(الف) رشوت لینے والا (ب) دھوکہ (ج) حرام (د) فریب

جوابات

الف	6	الف	5	د	4	b	3	ج	2	ج	1

سوالات کے مختصر جوابات

س1۔ رشوت کا لین دین کرنے والوں کو نبی اکرم ﷺ نے کس انجام کی وعید سنائی ہے؟

ج۔ رشوت کا لین دین کرنے والوں کے متعلق وعید

نبی ﷺ کا ارشاد ہے ''رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں آگ میں ہیں''

س2۔ رشوت کا چلن کب کسی قوم میں عام ہوتا ہے؟

ج۔ رشوت کا چلن

رشوت کا چلن اس وقت کسی قوم میں عام ہوتا ہے جب کسی معاشرے میں عدل و انصاف ختم ہو جائے اور لوگوں کے حقوق جائز طریقے سے نہ مل رہے ہوں تو یہ معاشرتی بگاڑ رشوت کو عام کرنے کا باعث بنتا ہے۔

س3۔ حدیث کی روشنی میں رشوت کے متعلق تحریر کریں۔

ج۔ حدیث کی روشنی میں رشوت

نبی ﷺ کا ارشاد ہے ''رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں آگ میں ہیں''

رشوت بھی بلا شبہ ناجائز لین دین ہے جو کسی صورت جائز نہیں۔ اس حدیث میں رشوت کی ممانعت بیان فرمائی گئی ہے اور اسے قابل سزا جرم قرار دیا گیا ہے۔

س4۔ الراشی سے کون لوگ مراد ہیں اور انکی سزا کیا ہے؟

ج۔ راشی اور اس کی سزا:

راشی سے مراد رشوت دینے والا ہے یہ وہ شخص ہوتا ہے جو اپنے جائز یا ناجائز کام کو پورا کروانے کے لئے مال یا تحفہ دیتا ہے۔

حدیث نمبر 9

مَنْ نَّصَرَقَوْمَه' عَلٰی غَیْرِالْحَقِّ فَھُوَ کَالْبَعِیْرِ الَّذِیْ رَدٰی فَھُوَ یُنْزَعُ بِذَنَبِہٖ (ابو داؤد)

ترجمہ: جس شخص نے کسی ناجائز معاملے میں اپنی قوم کی مدد کی تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کنویں میں گر رہا ہو اور وہ اس کی دم پکڑ کر لٹک جائے تو خود بھی اس میں جا گرے۔

درس حدیث: اس حدیث مبارکہ میں اپنوں کی ناجائز معاملے میں مدد (اقرباء پروری) کی مذمت کی گئی ہے۔

تشریح:

اقرباء پروری:

اہلیت اور قابلیت سے قطع نظر اپنی قوم، قبیلے اور جماعت کی ناجائز معاملے میں مدد یا حمایت کرنا اقرباء پروری کہلاتا ہے۔ اسلام بے جا طرف داری کی اجازت نہیں دیتا۔ جو شخص کسی جھوٹے اور ناحق معاملے میں اپنی قوم قبیلے کا ساتھ دیتا ہے تو وہ اپنی قوم کے ساتھ اپنے آپ کو بھی تباہ و برباد کرتا ہے۔

اسلامی اخوت کی بربادی کا سبب:

اسلامی اخوت کی بربادی اور اسلامی معاشرے کی تباہی کا بڑا سبب اپنوں کی ناجائز معاملے میں مدد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف گروہوں، قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا ہے جس کا مقصد قوم پرستی اور اپنی قوم کی ناجائز حمایت ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی شناخت میں آسانی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا (سورۃ الحجرات: ۱۳)

''اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنا دیئے تاکہ تم آپس کی پہچان کر سکو۔''

تعاون کا معیار:

اسلام زندگی کے ہر معاملے میں عدل وانصاف اور حق وصداقت کو قائم رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کو ایک دوسرے کی مدد کرنے کا اُصول بھی وضع کر دیا گیا ہے۔ اللہ اور اُسکے رسول ﷺ نے تعاون اور عدم تعاون کا ایک معیار مقرر کیا ہے۔

قرآن اور تعاون کا معیار:

تعاون اور حمایت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۱۔ **وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ٥ (سورۃ المائدہ: ۲)**

''نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو''

۲۔ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (سورۃ ھود: ۱۱۳)

ترجمہ: ''اور تم ایسے لوگوں کی طرف مت جھکنا جو ظلم کررہے ہیں ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی۔''

احادیث اور تعاون کا معیار:

تعاون اور حمایت کے بارے میں حضور ﷺ کے ارشادات درج ذیل ہیں۔

۱۔ مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُعِيْنَهٗ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ (طبرانی)

ترجمہ: ''جو شخص کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد کے لیے چلا اور اُسے یہ بھی معلوم ہو کہ وہ ظالم ہے تو وہ اِسلام سے خارج ہو گیا۔''

۲۔ اپنی قوم سے محبت اس صورت میں جائز ہے کہ آدمی اُس محبت کی شدت اور تعصب میں دوسروں سے نفرت نہ کرے۔

لَایَضرُ الرَّجُل مُحَبَّۃُ قَوْمہ مَالَم یبغض سِوَاھم (کنز العمال)

ترجمہ: ''آدمی کے لئے اپنی قوم کی محبت اُس وقت تک نقصان دہ نہیں جب تک وہ دوسروں سے نفرت نہ کرنے لگے۔''

حاصل حدیث:

ہمیں چاہئے کہ ہم بھلائی کے قاموں میں قوم اور نسل یا زبان اور علاقے کی تفریق کے بغیر سچ اور حق کا ساتھ دیں۔ اور ناجائز کام میں کسی کا ساتھ نہ دیں، چاہے وہ اپنا قبیلہ ہی کیوں نہ ہو۔

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ ہمیں ناجائز کام میں کسی کا ساتھ نہیں دینا چاہیے چاہے وہ اپنا کنبہ اور۔۔ ہی کیوں نہ ہو:

(الف) دوست (ب) عزیز (ج) قبیلہ (د) بھائی

2۔ جو کسی جھوٹ اور ناحق معاملے میں اپنی قوم قبیلے کا ساتھ دے وہ اپنی قوم کے ساتھ۔۔ کو بھی تباہ و برباد کرتا ہے۔

(الف) اپنے دوست کو (ب) اپنے عزیز کو (ج) اپنے آپ کو (د) اپنے بھائی کو

3۔ اسلامی اخوت کی بربادی اور اسلامی معاشرے کی تباہی کا بڑا سبب ہے۔

(الف) اپنے بھائی کی ناجائز مدد (ب) اپنے دوست کی ناجائز مدد

(ج) اپنی قوم کی ناجائز مدد (د) اپنے ملک کی ناجائز حمایت

4۔ اَلْبَعِيْرِ کا معنی ہے۔

(الف) کنواں (ب) اونٹ (ج) ناجائز (د) گھوڑا

5۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھلائی اور نیکی کے کاموں میں ساتھ دیں۔

(الف) جھوٹ کا (ب) انصاف کا (ج) سچ کا (د) سچ اور حق کا

جوابات

1	2	3	4	5
ج	ج	ج	ب	د

سوالات کے مختصر جوابات

س1۔ اسلام نے باہمی تعاون کا کیا معیار مقرر کیا ہے؟

ج۔ باہمی تعاون کا معیار

اسلام نے باہمی تعاون کا جو معیار مقرر کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں بھلائی اور نیکی کے کاموں میں قوم اور نسل یا زبان اور علاقے کے اعتبار سے بالاتر ہو کر تعاون کرنا چاہیے۔ ناجائز کام میں کسی کا ساتھ نہ دیں چاہے وہ اپنا کنبہ اور قبیلہ ہی کیوں نہ ہو۔

س2۔ ناجائز معاملے میں اپنی قوم کی مدد کرنے والے کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ کیا ہے؟

ج۔ ناجائز معاملے میں مدد

ناجائز معاملے میں اپنی قوم کی مدد کرنے والے کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ:

''جس شخص نے کسی ناجائز معاملے میں اپنی قوم کی مدد کی اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کنویں میں گر رہا ہو اور وہ اس کی دم پکڑ کر لٹک جائے تو خود بھی اس میں جا گرے۔''

س3۔ اسلامی اخوت کی بربادی اور اسلامی معاشرے کی تباہی کا بڑا سبب کیا ہے؟

ج۔ اسلامی اخوت کی بربادی کا سبب:

اسلامی اخوت کی بربادی بربادی اور اسلامی معاشرے کی تباہی کا بڑا سبب اپنوں کی ناجائز معاملے میں مدد ہے۔

حدیث نمبر 10

اِنَّ اَکْمَلَ الْمُؤْ مِنِیْنَ اِیْمَاناً اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا (ترمذی)

ترجمہ: یقیناً مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو ان میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھا ہے۔

درس حدیث: اس حدیث مبارکہ میں اعلیٰ اخلاق اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

اخلاق کا مفہوم:

خُلق کی جمع اخلاق ہے، اس کا معنی ''پختہ عادت'' ہے۔ اصطلاحی طور پر خُلق انسان کی ایسی کیفیت اور پختہ عادت ہوتی ہے جس کی وجہ سے بغیر کسی فکر اور توجہ کے اعمال سرزد ہوں۔

اخلاق کی اقسام:

اخلاق کی دو اقسام ہیں اچھے یا برے اخلاق۔حسن اخلاق دراصل روزمرہ زندگی میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ، اپنے نفس اور مخلوق خدا کے ساتھ ایک مسلمان کے طرز عمل اور رویے کا نام ہے۔اگر یہ طرز عمل اور رویہ اچھا ہے اور شریعت کے اصولوں کے مطابق ہے تو اسے حسن اخلاق کہا جائے گا اور اگر یہ طرز عمل اور رویہ اچھا نہیں تو اس کو بُرے اخلاق کہا جائے گا۔

انسانی شخصیت کی اصل تصویر:

انسانی شخصیت کی اصل تصویر ایک آئینہ بھی اتنی صاف پیش نہیں کرتا جتنا اس کے اخلاق۔جب ایک انسان دوسرے سے معاملات کے دوران حسن خلق سے پیش آتا ہے تو اس کی شخصیت کا ظاہر و باطن مکمل طور پر واضح ہو جاتا ہے۔

تکمیل ایمان کا پیمانہ:

اچھے اخلاق مومن کی پہچان ہیں اس لئے حضور نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث میں حسنِ خُلق کو ایمان کی تکمیل کا پیمانہ قرار دیا ہے۔

قرآن اور حسن اخلاق:

۱۔ **وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝** **(سورۃالاحزاب ۷۰)**

''اور لوگوں کو اچھی باتیں کہو''

۲۔ **اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم:۴)**

''اے نبی! بلاشبہ آپؐ اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں''

احادیث اور حسن اخلاق:

حضور ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد حسن اخلاق کی تکمیل بتایا ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۔ **اِنَّمَابُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَ خْلَاق (المؤطا)**

''بے شک میں تو بھیجا ہی اس لیے گیا ہوں کہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کروں۔''

۲۔ **اَقْرَبُکُمْ مِنِّی مَجْلِساً یَومَ الْقِیَامَۃِ اَحْسَنُکُمْ خُلُقاً (ترمذی)**

ترجمہ: ''تم میں سے قیامت کے دن وہی میری مجلس کے زیادہ قریب ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہونگے۔''

۳۔ **اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ (مسلم)** ترجمہ: ''اچھے اخلاق نیکی ہیں۔''

۴۔ حضور ﷺ جب بھی آئینہ دیکھتے تو یوں دعا فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ کَمَا حَسَّنْتَ خُلْقِی فَحَسِّنْ خُلُقِي (الحدیث)

''اے اللہ تو نے میری صورت اچھی بنائی تو میری سیرت (اخلاق) بھی اچھا بنا دے''۔

اچھے اخلاق:

وہ اخلاق جو اللہ کے پسندیدہ ہیں اُن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ سچ بولنا	۲۔ معاف کرنا	۳۔ مانگنے والے کو عطا کرنا
۴۔ احسانات کا بدلہ دینا	۵۔ امانت داری	۶۔ رشتہ داروں سے حسن سلوک
۷۔ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک	۸۔ دوست کے ساتھ حسن سلوک	۹۔ مہمان نوازی
۱۰۔ حیاء داری	۱۱۔ غصہ پر قابو پانا	۱۲۔ محبت و خلوص
۱۳۔ بھائی چارہ	۱۴۔ سلام کرنا	۱۵۔ نرم گفتگو

۱۶۔ وعدہ پورا کرنا　　　۱۷۔ بڑوں کی عزت کرنا　　　۱۸۔عدل وانصاف

۱۹۔قربانی　　　۲۰۔احترامِ قانون　　　۲۱۔عورتوں کی عزت

حاصل حدیث:

حسن خلق ہی ایک ایسا عمل ہے جس سے نہ صرف آپس کی نفرتوں کو محبتوں میں بدلا جاسکتا ہے بلکہ دشمنوں کے دل میں بھی گھر کیا جاسکتا ہے۔حضورؐ نے دعوت حق کے لیے حسن خلق ہی کے ہتھیار سے اپنے بڑے سے بڑے دشمنوں کو زیر کیا۔اس لئے ہمیں حسن اخلاق کو اپنانا چاہئے۔

کثیرالانتخابی سوالات

1۔ کامل ترین ایمان والا مومن وہ ہے جو:

(الف) اچھے اخلاق کا مالک ہے　　(ب) مال واسباب میں زیادہ ہے

(ج) اولاد زیادہ رکھتا ہے　　(د) زیادہ طاقت ور ہے

2۔ مسلمانوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو ان میں ۔۔۔۔۔ ہے۔

(الف) زیادہ امیر　　(ب) بڑے عہدے پر فائز

(ج) زیادہ غریب　　(د) اخلاق کے لحاظ سے زیادہ اچھا

3۔ ''یقیناً مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو ان میں سے سب سے اچھا ہے'' یہ فرمان ہے۔

(الف) اللہ کا　　(ب) حضور اکرم ﷺ کا　　(ج) صحابیؓ کا　　(د) تابعیؒ کا

4۔ جب ایک انسان دوسرے انسان سے معاملات کے دوران حسن خلق سے پیش آتا ہے تو اس کی شخصیت کا مکمل طور پر ۔۔۔۔۔۔۔۔ واضح ہوجاتا ہے۔

(الف) ظاہر　　(ب) باطن　　(ج) حسن　　(د) ظاہر اور باطن

5۔ حسن خلق ایسا عمل ہے، جس سے آپس کی نفرتوں کو بدلا جاسکتا ہے۔

(الف) محبتوں میں　　(ب) رشتہ داری میں　　(ج) تعصب میں　　(د) شفقت میں

جوابات

		1	الف	2	د	3	ب	4	د	5	الف

سوالات کے مختصر جوابات

س 1۔ اِنَّ اَكْمَلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا '' کا ترجمہ تحریر کریں۔

ج۔ ترجمہ: ''یقیناً مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو ان میں اخلاق کے لحاظ سے اچھا ہے۔''

س 2۔ حدیث شریف میں کامل ترین ایمان والا کسے قرار دیا گیا ہے؟

ج۔ کامل ترین ایمان والا

نبی ﷺ نے کامل ترین ایمان والا اس شخص کو قرار دیا ہے جو اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھا ہے۔

س3۔ ایمان کی تکمیل کا پیمانہ کسے قرار دیا گیا ہے؟

ج۔ تکمیل ایمان کا پیمانہ

نبی ﷺ نے حسن اخلاق کو ایمان کی تکمیل کا پیمانہ قرار دیا ہے۔

س4۔ انسانی شخصیت کے ظاہر و باطن کا اظہار کس چیز سے ہوتا ہے؟

ج۔ ظاہر و باطن میں فرق والی چیز

انسانی شخصیت کا ظاہر و باطن اس کے اخلاق سے واضح ہوتا ہے کیونکہ انسانی شخصیت کی اصل تصویر ایک آئینہ بھی اتنی اچھی پیش نہیں کرتا جتنا اس کا اخلاق۔

س5۔ حسن خلق کیسا عمل ہے؟

ج۔ حسن خلق:

حسن خلق ایک ایسا عمل ہے جس سے آپس کی نفرتوں کو نہ صرف محبتوں میں بدلا جا سکتا ہے بلکہ دشمنوں کے دل میں بھی گھر کیا جا سکتا ہے۔

باب نمبر 1

قرآن مجید (تعارف، حفاظت، فضائل)

سوال نمبر 1: قرآن مجید کا مختصر تعارف بیان کریں۔

ج۔ قرآن حکیم کا مفہوم:

لفظی مفہوم: لفظ قرآن ''قِرَآءَۃٌ'' سے بنا ہے جس کا معنی پڑھنا اور جمع کرنا ہے۔ چونکہ قرآن مجید بار بار پڑھا جاتا ہے اس لیے اسے قرآن کہتے ہیں۔

اصطلاحی مفہوم: اللہ تعالیٰ کی وہ آخری الہامی کتاب جو اُس نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر عربی زبان میں وحی کے ذریعے تھوڑا تھوڑا کر کے کم وبیش ۲۳ سال کے عرصے میں نازل فرمائی، اسے قرآن مجید کہتے ہیں۔

ا۔ زبان قرآن:

قرآن مجید اہل عرب میں نازل ہوا۔ نزول قرآن کے وقت اہل عرب کی زبان عربی تھی جو بڑی فصیح تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو بھی عربی زبان میں نازل فرمایا۔

۲۔ پہلی اور آخری وحی:

پہلی وحی: قرآن مجید کی پہلی وحی سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات پر مشتمل ہے جو کہ غار حرا میں ۱۷ رمضان المبارک ۴۱ عام الفیل میں نازل ہوئیں۔

آخری وحی: قرآن مجید کی نازل ہونے والی آخری وحی سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳ ہے جو کہ حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں ۹ ذوالحجہ ۱۰ ہجری میں نازل ہوئی۔

۳۔ مدت نزول:

قرآن مجید کی مدت نزول تقریباً 23 سال ہے۔ نزول قرآن مجید 2 ادوار پر مشتمل ہے۔

مکی دور نزول: اعلان نبوت سے لے کر ہجرت مدینہ تک کا عرصہ مکی دور کہلاتا ہے جو کہ 12 سال 5 ماہ اور 13 دن (تقریباً 13 سالوں) پر مشتمل ہے۔ اس دور میں 86 سورتیں نازل ہوئیں۔

مدنی دور نزول: ہجرت مدینہ سے وصال نبوی ﷺ تک کا زمانہ مدنی دور نزول کہلاتا ہے جو کہ 9 سال 9 ماہ اور 9 دن (تقریباً 10 سالوں) پر مشتمل ہے۔ اس دور میں 28 سورتیں نازل ہوئیں۔

۴۔ آیت اور سورت:

آیت: قرآن مجید کا ایک پورا جملہ جس کا اول و آخر متعین ہو اسے آیت کہتے ہیں۔ان کی تعداد 6238 ہے۔

سورت: قرآن مجید کی (کم از کم تین) آیات کا مجموعہ جس کی مقدار مخصوص و محدود ہو اور اس کی ابتداء اور انتہا بھی متعین ہو۔قرآن حکیم کی سورتوں کی تعداد 114 ہے۔سب سے بڑی سورت البقرہ اور چھوٹی سورۃ الکوثر ہے۔

۵۔ منازل اور پارے:

منازل: قرآن مجید کو سات دنوں میں پڑھنے کے لئے علماء نے اس کے سات حصے کئے ہیں جن کو منازل کہا جاتا ہے اور ان کی تعداد 7 ہے۔

پارے: اگر کوئی قرآن مجید کو ۳۰ دنوں میں پڑھنا چاہے تو علماء نے اس کے ۳۰ حصے کئے ہیں جن کو پارے کہتے ہیں۔

۶۔ رکوع اور سجدے:

رکوع: قرآنی آیات کی ایسی مقدار جو نماز کی ایک رکعت میں پڑھی جا سکے اور اس کے بعد رکوع کیا جائے۔قرآن مجید کے رکوعات کی تعداد 558 ہے۔

سجدے: قرآن مجید کے وہ مقامات جن کی تلاوت کرنے اور سننے پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ان کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔یہ سجدے 14 ہیں۔

۷۔ تراجم اور تفاسیر:

تراجم: وہ لوگ جو نہ عربی بول سکتے ہیں اور نہ ہی اُس کو سمجھ سکتے ہیں اُن کی سہولت کے لئے علماء نے اُنکی اپنی زبان میں قرآن مجید کے تراجم کئے ہیں۔تقریباً دنیا کی ہر زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ موجود ہے۔

تفاسیر: قرآن مجید کی تشریح اور وضاحت کو تفسیر کہا جاتا ہے۔تفسیر کرنے والے کو مفسر کہتے ہیں۔

۸۔ حروف مقطعات:

یہ وہ حروف ہیں جو قرآن مجید کی بعض آیات کے شروع میں آتے ہیں اور الگ الگ پڑھے جاتے ہیں۔جیسے الم۔ان حروف کا حقیقی مطلب اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔

۹۔ قرآن حکیم کی ترتیب:

ترتیب نزولی: جس ترتیب سے قرآن مجید نازل ہوا اس کو ترتیبِ نزولی کہتے ہیں۔یعنی پہلی وحی سورۃ العلق سے اور آخری سورۃ المائدہ سے ہے۔

ترتیب توقیفی: قرآن مجید کی سورتوں کی موجودہ ترتیب کو ترتیب توقیفی کہا جاتا ہے۔جس میں پہلی سورۃ، سورۃ الفاتحہ اور آخری سورۃ، سورۃ الناس ہے۔

۱۰۔ جامعیت قرآن:

قرآن مجید انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق رہنمائی کرتا ہے۔اس میں انسانی زندگی کی حقیقت، خیر و شر، حلال و حرام، اخلاقی تعلیمات گویا زندگی کے ہر پہلو کے متعلق رہنمائی موجود ہے۔

۱۱۔ مھیمن:

قرآن مجید کو پچھلی کتابوں کے لیے مھیمن کہا گیا ہے۔ مھیمن کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کتابوں میں جو تعلیمات اور عقائد اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہ سکے۔انھیں قرآن مجید نے اپنے اندر از سرِ نو محفوظ کر لیا ہے۔

۱۲۔ قرآن حکیم کے مضامین:

۱۔ عقائدوعبادات

۲۔ قانونی مساوات،عدل وانصاف

۳۔ معاشرتی ذمہ داریاں

۴۔ اخلاق حسنہ کی تعلیم،رزائل اخلاق سے اجتناب

۵۔ انبیاءکرام اور سابقہ اقوام کے سبق آموز واقعات

۶۔ مقصدِ حیات،قیامت وحشر اور جنت وجہنم

سوال نمبر2: قرآن حکیم کی حفاظت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ بیان کیجئے۔

ج: قرآن حکیم کامفہوم:

لفظی مفہوم: لفظ قرآن ''قِرَآءَۃٌ'' سے بنا ہے جس کا معنی پڑھنا اور جمع کرنا ہے۔چونکہ قرآن مجید بار بار پڑھا جاتا ہے اس لیے اسے قرآن کہتے ہیں۔

اصطلاحی مفہوم: اللہ تعالیٰ کی وہ آخری الہامی کتاب ہے جو اُس نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمدﷺ پر عربی زبان میں وحی کے ذریعے تھوڑا تھوڑا کر کے کم وبیش ۲۳ سال کے عرصے میں نازل فرمائی،اسے قرآن مجید کہتے ہیں۔

نزول قرآن:

قرآن مجید حضرت محمدﷺ پر ایک ہی دفعہ نازل نہیں ہوا۔بلکہ ۲۳ سال میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا اور زیادہ تر تین سے دس آیات تک نازل ہوئیں۔

جونہی کوئی آیت نازل ہوتی تو حضور اکرمﷺ کاتبین وحی کو بلا کر لکھوا دیتے۔

حفاظت کی ذمہ داری

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ (سورۃ الحجر: ۹)

ترجمہ: ''بلاشبہ یہ ذکر(قرآن پاک)ہم نے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''

حفاظتِ قرآن مجید کے ادوار:

۱۔ عہد نبویﷺ میں حفاظت قرآن

۲۔ عہد صدیقیؓ میں حفاظت قرآن

۳۔ عہد عثمانیؓ میں حفاظت قرآن

۱۔ عہد نبویﷺ میں حفاظت قرآن

قرآن مجید کی جونہی کچھ آیات نازل ہوتیں آپﷺ کاتبین وحی میں سے کسی ایک کو بلوا کر لکھوا دیتے اور یہ رہنمائی بھی فرماتے کہ انہیں کس سورت سے پہلے یا بعد میں کون سی سورت میں کن آیات کے ساتھ رکھا جائے۔

کاتبین وحی:

جب حضورﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو جو صحابہ کرامؓ اس کو لکھا کرتے تھے انہیں کاتبین وحی کہتے ہیں۔

کاتبین وحی کی تعداد چالیس،بیالیس اور چھیالیس بیان ہوئی ہے۔ان میں سے چند ایک مشہور کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

قرآن مجید کے سب سے پہلے کاتب حضرت زید بن سعیدؓ ہیں اور سب سے مشہور کاتبِ وحی حضرت زید بن ثابتؓ ہیں۔

مسجد میں متعین مقام:

ہجرت کے بعد مسجد نبویؐ میں ایک مقام متعین تھا جہاں وہ عبارت رکھ دی جاتی۔ اس طرح قرآن کی وہ ترتیب بنتی چلی گئی جو آج موجود ہے۔

نزول وحی پر صحابہ کرامؓ کا طرز عمل:

عربوں کا حافظہ بڑا تیز تھا۔ جیسے ہی وحی نازل ہوتی صحابہ کرامؓ اس کی نقل کر کے لے جاتے اور یاد کر لیتے، مختلف اوقات خصوصاً پانچوں نمازوں میں اس کی تلاوت کرتے اور اس کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے۔ جوں جوں قرآن مجید نازل ہوتا گیا لکھا بھی جاتا رہا اور حفظ بھی ہوتا رہا اس عمل میں صرف مرد ہی نہیں بلکہ خواتین بھی شامل رہیں حتیٰ کہ نبی اکرمؐ کی حیات طیبہ ہی میں مکمل قرآن کریم اکثر امہات المومنینؓ، اہل بیتؓ، صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کو حفظ ہو چکا تھا اور متعدد صحابہ کرامؓ نے اس کی مکمل نقول بھی تیار کر لی تھیں۔

۲۔ عہد صدیقیؓ میں حفاظت قرآن

حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنے تو بہت سارے فتنوں نے سر اٹھایا ان میں سے ایک فتنہ جھوٹے مدعیان نبوت کا بھی تھا۔ آپ نے ان سب کے خلاف کاروائی کی۔ اور جنگیں ہوئیں ان جنگوں میں ایسے حالات پیدا ہوئے جو تدوین قرآن کا باعث بنے تفصیل یوں ہے۔

جنگ یمامہ:

جھوٹے مدعیان نبوت میں ایک مسیلمہ کذاب بھی تھا۔ جس کے خلاف یمامہ کے مقام پر جنگ ہوئی۔ جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظ کرام شہید ہو گئے۔ اس وقت تک قرآن کریم زیادہ تر انسانی سینوں میں محفوظ تھا۔ اس واقعہ سے صحابہ کرام کو تشویش پیدا ہوئی۔

حضرت عمر فاروقؓ کی تشویش:

حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مشورہ دیا کہ قرآن کریم کو ایک جگہ لکھنے کا انتظام کیا جائے۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نہ مانے اور فرمایا کہ جب حضور ﷺ نے اس کو ایک جگہ جمع نہیں کیا تو میں کیسے کر سکتا ہوں مگر حضرت عمرؓ کے بار بار اصرار پر حضرت ابوبکرؓ مان گئے۔

حضرت زید بن ثابتؓ کا تقرر:

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کام کے لیے حضرت زید بنؓ ثابت کو منتخب فرمایا۔ حضرت زیدؓ نے بڑی محنت اور احتیاط سے پورے قرآن کو ایک جلد میں جمع کیا آیات کی ترتیب اور سورتوں کے نام وہی تھے جو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے مقرر فرمائے تھے۔

مُصحفِ صدیقیؓ:

حضرت زید بن ثابتؓ نے قرآن حکیم کا مدون نسخہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؓ نے اسے حضرت عائشہؓ کی تحویل میں دے دیا اور مسلمانوں کو اس کے مطابق اپنے لیے نسخہ تحریر کرنے کا حکم فرمایا۔ آپؓ کی وفات کے بعد یہ سرکاری نسخہ حضرت عمرؓ کے پاس آ گیا جنھوں نے اپنی بیٹی اُم المومنین حضرت حفصہؓ کی تحویل میں دے دیا۔ یہ نسخہ مصحف صدیقی کہلاتا ہے۔

۳۔ عہدِ عثمانیؓ میں حفاظتِ قرآن:

حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں اسلامی حکومت بہت وسیع ہو چکی تھی لوگ اپنے اپنے انداز اور لہجہ میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے۔ جس سے قرآن کی قراءت کا اختلاف پیدا ہوا۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی درخواست:

حضرت حذیفہ بن یمانؓ آرمینیہ سے حج کے لیے مکہ آئے تو خلیفہ وقت حضرت عثمانؓ سے ملاقات ہوئی اور عرض کی "اے امیر المؤمنین اس اُمت کی خبر لیجیے اس سے پہلے کہ وہ کتاب اللہ میں اس طرح اختلاف کرنے لگیں جس طرح یہود نصاری نے اختلاف کیا۔"

حضرت زید بن ثابتؓ کا تقرر:

حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ سے مصحف صدیقی منگوایا اور حضرت زید بن ثابتؓ کی سربراہی میں کمیٹی قائم کی۔ اس کمیٹی نے قراءۃ بنو ہاشم پر قرآن کے سات نسخے تیار کیے۔ قراءۃ بنو ہاشم پر تیار کردہ ایک نسخہ مدینہ میں رکھا گیا یہ مصحف عثمانی کہلایا۔

جامع القرآن:

حضرت عثمانؓ نے تمام مسلمانوں کو صرف قریشی قرأت کے مطابق قرآن پڑھنے کا حکم دیا اس کارنامے کی وجہ سے حضرت عثمانؓ کو جامع القرآن کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپؓ نے قرآن مجید کی متعدد نقول تیار کرا کے تمام صوبائی دارالحکومتوں میں بطور نسخہ ایک ایک بھیجوادیں۔

مھیمن:

قرآن مجید نہ صرف خود محفوظ کتاب ہے بلکہ سابقہ الہامی کتابوں کی جو تعلیمات اور عقائد اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہ سکے۔ انھیں بھی قرآن مجید نے اپنے اندر از سر نو محفوظ کر لیا ہے۔

اعراب قرآن مجید:

حضرت عمرؓ کے دور میں اسلامی حکومت شرق تا غرب پھیل گئی مختلف زبانیں بولنے والے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ ان لوگوں کو عربی زبان بولنے میں دشواری ہوتی تھی۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے حجاج بن یوسف یا ابوالاسود الدؤلی نے قرآن مجید پر اعراب یعنی زیر زبر پیش لگوائے۔ یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے کہ چودہ سو سال گزر گئے انسانوں کے لگوائے ہوئے اعراب آج بھی اپنی اصل حالت میں محفوظ ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ پوری دنیا میں موجود قرآن مجید کے نسخوں میں ایک لفظ یا زیر زبر کا بھی فرق نہیں۔

سوال 3: فضائل قرآن پر نوٹ لکھیں۔

ج: فضائل قرآن

قرآن مجید اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے۔ یہ بے مثال خوبیوں کا مجموعہ ہے جن کا شمار ناممکن ہے۔ ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

ا۔ اللہ کا کلام

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ تقریباً چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی آج کے دور کے تقاضوں کے مطابق ہے اور قیامت تک ہر طرح کے حالات میں قابل عمل رہے گا۔ حضورﷺ نے فرمایا:

فَضلُ كَلَامُ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهِ (ترمذی)

"اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت (یعنی قرآن مجید کی) تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی فضیلت اس کی مخلوق پر ہے"

۲۔ **محفوظ ترین کتاب**

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اس لیے اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (سورۃ الحجر: ۹)

ترجمہ: ''بیشک ہم نے اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''

۳۔ **یقینی علم**

قرآن مجید میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ یقینی علم اور حقیقت پر مبنی ہے اور اس میں کسی شک کا گزر نہیں۔۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَارَیۡبَ فِیۡہِ (سورۃ البقرۃ: ۲)

ترجمہ: ''یہ وہ کتاب (قرآن مجید) ہے کہ اس میں شک نہیں''۔

۴۔ **تلاوتِ قرآن کی فضیلت**

تلاوت قرآن کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

اِقۡرَؤُا الۡقُرۡآنَ فَاِنَّہٗ یَأۡتِیۡ یَومَ الۡقِیَامَۃِ شَفِیۡعاً لِاَصۡحَابِہٖ (مسلم)

''قرآن پڑھو اس لیے کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی ہو کر آئے گا''

۵۔ **باعثِ عروج وزوال**

مسلمان جب تک قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا رہے، دنیا میں غالب رہے۔ جب انھوں نے اس کی طرف سے غفلت برتی تو عزت و سربلندی سے محروم ہو گئے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَرۡفَعُ بِھٰذَا الۡکِتَابِ اَقۡوَاماً وَّ یَضَعُ بِہٖ آخَرِیۡنَ (مسلم)

''اللہ تعالیٰ اس کتاب کے سبب سے کچھ لوگوں کو بلند کرے گا اور کچھ لوگوں کو گرا دے گا''

۶۔ **تعلیم القرآن کی فضیلت**

قرآن مجید کی تعلیم و تدریس سب سے افضل عمل ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

خَیۡرُ کُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡآنَ وَ عَلَّمَہٗ (بخاری)

''تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے''

۷۔ **کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب**

یہ کتاب اس قدر اپنے اندر مٹھاس رکھتی ہے کہ بار بار پڑھنے سے اکتاہٹ نہیں ہوتی ایک بار پڑھنے سے بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے یہ واحد کتاب ہے جو پوری دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔

۸۔ **آسان اور عام فہم کتاب**

قرآن مجید آسان اور عام فہم کتاب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لاکھوں حفاظ کے دلوں میں محفوظ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَھَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ (سورۃ القمر: ۱۷)

ترجمہ: ''اور ہم نے قرآن کو آسان کر دیا نصیحت کے لیے پس کوئی ہے جو نصیحت پکڑے''

۹۔ کتابِ ہدایت

اس انقلاب پرور کتاب نے دنیا کے ہر خطے میں ہدایت کے چراغ روشن کیے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ (سُورۃُ البَقَرہ:۱۸۵)

''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے''

۱۰۔ مدلل کتاب

یہ ایسی کتاب ہے جو ہر بات دلیل سے پیش کرتی ہے اور اپنے مخالف کو بے بس کر کے ماننے پر مجبور کرتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔''ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر مثال بیان کر دی ہے''(القرآن)

۱۱۔ جامع کتاب

یہ کتاب سابقہ اقوام کے قصے اور غلطیاں بیان کر کے انسان کے لیے معاشرت،معیشت،سیاست،اخلاقیات اور دیگر شعبوں کے بارے میں جامع تعلیمات پیش کرتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔''اور کوئی خشک و تر چیز ایسی نہیں جو اس روشن کتاب میں نہ ہو''(القرآن)

۱۲۔ بے حساب اجر کی حامل کتاب

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ قَرَاَ حَرْفًامِنْ الْکِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشَرِ اَمْثَالِهَا (ترمذی)

ترجمہ: جو شخص ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھے گا اس کے لیے اس کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکیوں کے برابر ملتا ہے۔

۱۳۔ مھیمن:

قرآن مجید نہ صرف خود محفوظ کتاب ہے بلکہ سابقہ الہامی کتابوں کی جو تعلیمات اور عقائد اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہ سکے۔انھیں بھی قرآن مجید نے اپنے اندر از سرِ نو محفوظ کر لیا ہے۔

۱۴۔ اعراب قرآن مجید:

حضرت عمرؓ کے دور میں اسلامی حکومت شرق تا غرب پھیل گئی مختلف زبانیں بولنے والے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ان لوگوں کو عربی زبان بولنے میں دشواری ہوتی تھی۔اس مسئلہ کے حل کے لئے حجاج بن یوسف یا ابوالاسود الدؤلی نے قرآن مجید پر اعراب یعنی زیر زبر پیش لگوائے۔یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے کہ چودہ سو سال گزر گئے انسانوں کے لگوائے ہوئے اعراب آج بھی اپنی اصل حالت میں محفوظ ہیں۔یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں موجود قرآن مجید کے نسخوں میں ایک لفظ یا زیر زبر کا بھی فرق نہیں۔

حاصل کلام:

قرآن مجید جامع فضائل پر مبنی کتاب ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے سمجھ کر پڑھا جائے اور اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔یوں اس پر عمل

کرنے سے دنیا و آخرت میں کامیابی ملے گی۔

باب نمبر 2

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت واطاعت

سوال نمبر 1: اللہ تعالیٰ کی محبت سے کیا مراد ہے؟ (لاہور بورڈ 2015)

ج: **محبت کا معنی:** عربی زبان میں محبت کا معنی دلی چاہت اور قلبی میلان ہے۔

اللہ کے ساتھ محبت:

اللہ تعالیٰ کی ذات اس کائنات کی خالق و مالک اور رازق ہے اس لیے اس کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت اس کی محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور نوازشات کا تقاضا ہے کہ ہر کسی سے بے نیاز ہو کر اسی سے محبت کی جائے۔

وجود باری تعالیٰ کی دلیل:

انسان سوچتا ہے کہ جب ایک کرسی، ایک میز اور ایک مٹی کا پیالہ بھی بغیر کسی بنانے والے کے تیار نہیں ہوتا تو یہ زمین، یہ آسمان، یہ چاند، یہ سورج، یہ انسان اور اس کے وجود میں یہ بے شمار قوتیں بھی تو کسی خالق کی قدرت، رحمت اور حکمت سے پیدا ہوئی ہوں گی۔ یہ قدرت اور حکمت اس کے وجود کے لیے دلیل بھی ہے۔ اور اس کو تسلیم کرنے سے حیات انسانی اور وجود کائنات کا درست ادراک بھی حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جس کی تخلیق کے جلوے ہر جگہ نمایاں ہیں۔

انسان کی عظمت:

انسان کی عظمت اسی میں ہے کہ وہ اپنے خالق کو تسلیم کرے، اس کی محبت میں سرشار رہے اور اس کے احکام پر عمل کرے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُم (سورة الْبَقَرَة: ۲۱)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا۔

عبادت اور بندگی کا تقاضا:

عبادت اور بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ جب پیدا اللہ تعالیٰ نے کیا ہے تو حکم بھی اسی کا مانیں، آنکھیں اس نے دی ہیں تو اسی کی رضا کے مطابق دیکھو، کان اس نے عطا کیے ہیں تو اس کے فرامین کو سنو اور ان پر عمل کرو سوچنے کے لیے عقل اس نے دی ہے تو ہر لمحہ اس کی قدرت، طاقت اور ذات پر غور و فکر کرو۔

سوچ کا درست زاویہ:

سوچ کا یہ درست زاویہ محبت الٰہی کی دعوت دیتا ہے کہ کسی کا ایک معمولی سا حسن سلوک ساری عمر کی احسان مندی کا باعث بنتا ہے تو جو زندگی بخشتا ہے اور جہاں سے ساری محبتیں جنم لیتی ہیں اُس کے لیے ساری عمر محبت کے جذبے پروان کیوں نہ چڑھیں۔

ایمان کا تقاضا:

ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ سے بے حد محبت کی جائے یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (سورۃ البَقَرۃ:۱۶۵)

ترجمہ: اور جو ایمان والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا:

اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا ہے کہ اس کے احکام کو دل سے تسلیم کیا جائے اور پوری دلجمعی سے اُن پر عمل کیا جائے۔

رحمت الٰہی:

اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے ہر دور میں انسان کی رہنمائی کے لئے انبیاء کرامؑ مبعوث فرمائے اور ان پاک لوگوں کو اپنے احکام، کتابوں یا صحیفوں کی شکل میں عطا فرمائے۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ بھی اس سلسلہ ہدایت کے آخری پیغمبر ہیں۔

آخری پیغام عمل:

قرآن مجید جو کہ حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا گیا دائمی ہدایت کی کتاب ہے اور انسان کی فلاح کے لئے آخری پیغام عمل ہے جس پر عمل پیرا ہو کر دنیا میں کامیابی اور آخرت میں نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

تکمیل ایمان:

ایمان کی تکمیل محبت کے بغیر ممکن نہیں جس عمل میں محبت کی کارفرمائی نہ ہو وہ کھوکھلا اور بے توفیق ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اس کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

حاصل کلام:

اللہ تعالیٰ کے انسان پر بے حد احسانات ہیں۔ان احسانات کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی جائے۔

سوال نمبر 2: رسول ﷺ اللہ کی محبت سے کیا مراد ہے؟ یا قرآن و حدیث کے مطابق حضور ﷺ کے ساتھ محبت کی اہمیت بیان کریں۔

ج: **محبت کا معنی:** عربی زبان میں محبت کا معنی دلی چاہت اور قلبی میلان ہے۔

رسول ﷺ سے محبت:

حضرت محمد ﷺ کے انسانیت پر بے حد احسانات ہیں اُن احسانات کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ سے محبت کی جائے اور آپ ﷺ کی محبت و اطاعت کو جان، مال، اولاد، والدین بلکہ تمام چیزوں سے زیادہ ترجیح دی جائے۔

قرآن اور محبت رسول ﷺ:

۱۔ محبت رسول ﷺ ایمان کا تقاضا:

نبی اکرم ﷺ سے محبت بھی ایمان کا تقاضا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (سورۃ الاحزاب: ۶)

پیغمبر ﷺ مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔

۲۔ رسول اکرم ﷺ سے آگے بڑھنے کی ممانعت:

محبت رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے آگے نہ بڑھا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (سورۃ الحجرات: ۱)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کرم ﷺ سے آگے نہ بڑھو۔

۳۔ حضور ﷺ کے احسانات کا تقاضا:

حضور ﷺ کے احسانات کا تقاضا ہے کہ ہر چیز سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت کی جائے جس کی عملی شکل یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور محبت وعقیدت کے اظہار کے لیے آپ ﷺ پر درود بھیجا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب: ۳۳)

''بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو''

احادیث اور محبت رسول ﷺ:

۱۔ **لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ. (بخاری)**

تم میں سے کوئی ایمان والا اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے آباؤ واجداد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

۲۔ **مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ، وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ (ترمذی)**

جس نے میری سنت سے محبت کی گویا اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

۳۔ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: قیامت کب آئے گی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اُس کے لئے کیا تیاری کی؟

اس نے عرض کی: (میرے پاس تو) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

تم جس سے محبت کرتے ہو (قیامت کے دن) اسی کے ساتھ ہوگے۔ (بخاری)

حضور ﷺ کی محبت کا تقاضا:

حضور ﷺ کی محبت کے درج ذیل تقاضے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت میں کوئی شریک نہ ہو۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت تمام رشتوں اور تمام تعلقات سے بڑھ کر ہو۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو تمام ذاتی پسند ناپسند پر ترجیح حاصل ہو۔

حاصل کلام:

اللہ تعالیٰ کی سب سے محبوب ہستی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ اگر کوئی اللہ سے محبت کا خواہشمند ہے تو اسے چاہیے وہ رسول اللہ ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر ان کی اطاعت کرے۔

سوال نمبر 3: رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کیوں ضروری ہے؟

اطاعت رسول ﷺ کا مفہوم:

اطاعت کے لغوی معنیٰ تابعداری، فرمانبرداری اور تعمیل حکم کے ہیں۔حضور ﷺ کے فرمودات اور سیرت پر عمل پیرا ہونا، اطاعت رسول ﷺ کہلاتا ہے۔

اطاعت رسول اللہ ﷺ کی ضرورت:

انسان کو اللہ پاک نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اس کو عقل و شعور کی نعمت بھی عطا کی ہے۔انسان کے سامنے دو راستے ہوتے ہیں۔اللہ کی فرمانبرداری کا راستہ اور دوسرا اس کی نافرمانی کا راستہ۔انسان شعور کے باوجود گمراہی کا شکار ہو جاتا ہے۔اس کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے براہ راست تعلیم نہیں دی بلکہ انبیاء اور رسول بھیجے تا کہ انسان راہ راست پر رہے۔ان انبیاء میں حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ان سے محبت اور انکی اطاعت کو اللہ پاک نے ایمان کا درجہ دیا ہے۔اس لئے اگر کوئی ایمان کی تکمیل چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے کیونکہ آپ ﷺ کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے

قرآن اور اطاعتِ رسول ﷺ:

۱۔ اسوۂ حسنہ:

قرآن مجید کا نزول حضور ﷺ پر ہوا اس کی وضاحت اور تشریح آپ ﷺ کی سیرت طیبہ میں موجود ہے۔آپ ﷺ کی سیرت کی پیروی کے ذریعے ہی اللہ کے احکام کو سمجھا اور ان پر عمل کیا جا سکتا ہے۔۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورة الاحزاب: ۲۱)

تحقیق تمہارے لئے حضور ﷺ (کی ذات) میں بہترین نمونہ ہے۔

۲۔ اطاعت رسول ﷺ ہی اطاعت الٰہی:

اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کو رسول ؐ اللہ کی اطاعت سے مشروط قرار دیا ہے۔آپ ﷺ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت شمار ہوگی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (سورۃ۴: ۸۰) ”جس نے رسول ؐ کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی“

۳۔ محبت الٰہی بذریعہ اطاعت رسول ﷺ:

حضور ﷺ کی اطاعت و اتباع کے ذریعے ہی اللہ کا محبوب بندہ بنا جا سکتا ہے۔کیونکہ محبت الٰہی اسوہ رسول ﷺ کی پیروی کا نام ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورة آل عمران: ۳۱)

” کہ دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

۴۔ آپ ﷺ کے فیصلے کی اہمیت:

اطاعت میں مکمل خودسپردگی درکار ہوتی ہے اس لئے وہ شخص مومن ہی نہیں ہوگا جو اسلام قبول کرے اور آپ ﷺ کے فیصلے کو قبول نہ کرے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (سورة النساء:٦٥)

''تمہارے رب کی قسم، یہ لوگ اس وقت تک ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے تنازعات میں آپ ؐ کا حکم نہ مان لیں اور پھر جو فیصلہ آپ ؐ کریں اس پر تنگ دل نہ ہوں بلکہ پورے طور پر اسے تسلیم کر لیں''

احادیث اور اطاعت رسول ﷺ:

ا۔ مومن کی پہچان:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبِعاً لِّمَا جِئْتُ بِهٖ (فتح الباری)

تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات ان تعلیمات کے تابع نہ ہو جائیں جو میں لایا ہوں۔

۲۔ سنتِ رسول ﷺ سے محبت:

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ، وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ (ترمذی)

جس نے میری سنت سے محبت کی گویا اس نے مجھ سے محبت کی۔اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

۳۔ اطاعت رسول ﷺ ہی اطاعت الٰہی:

مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ (بخاری)

جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

۴۔ جنت میں داخلہ:

مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی (بخاری)

جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا (یعنی وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا)۔

حاصلِ کلام:

محبت و اطاعت لازم و ملزوم ہیں بغیر محبت کے اطاعت نہیں ہوتی اور اطاعت کے بغیر محبت کا دعویٰ فضول ہے اللہ اور اس کے رسول ؐ کی محبت کا دم بھرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ عملی زندگی میں قرآن و سنت کو اپنی زندگی کا محور بنائیں۔

سوال نمبر 4: قرآن کریم کی کسی ایک آیت کے حوالے سے ختم نبوت کا مفہوم واضح کریں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں ختم نبوت پر نوٹ لکھیں۔

ج: آیتِ ختم نبوت

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (سورة الاحزاب:٤٠)

''(لوگو!) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول ؐ اور انبیاء کے خاتم ہیں۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم النبین کہہ کر یہ اعلان فرما دیا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ اس آیت مبارکہ کی روشنی میں ختم نبوت کا مفہوم درج ذیل ہے۔

ختم نبوت کا مفہوم:

لفظی معنی:

خَتَمٌ کا معنی ہے کسی چیز کا آخر، اتمام یا مہر اور نبوت کا معنی ہے پیغام الٰہی پہنچانے کی ذمہ داری۔ ختم نبوت سے مراد انبیاء کے سلسلے کا اختتام اور خاتم النبیین سے مراد انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والا۔

اصطلاحی مفہوم:

ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے حضرت محمد ﷺ کو اس جہان میں بھیج کر انبیاءؑ کی آمد کا سلسلہ ختم فرمایا۔
آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی معبوث نہیں ہو گا۔

قرآن اور ختم نبوت:

قرآن مجید میں 100 سے زائد ایسی آیات ہیں جن سے ختم نبوت کا مفہوم واضح ہوتا ہے۔ اُن میں سے چند مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ تکمیل دین اور اتمام نعمت:

آپ ؐ کی تشریف آوری سے ہدایت کا سلسلہ اپنے اتمام کو بھی پہنچا اور اختتام کو بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (سورة المائدہ:۳)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔''

۲۔ تصورِ بین الاقوامیت:

رسول اکرم ﷺ سے قبل انبیاء کرامؑ کچھ خاص علاقوں، قبیلوں یا خاص قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے اس لئے مختلف معاشرے تشکیل پاتے رہے۔ لیکن آپ ﷺ کی آمد سے بین الاقوامیت کا تصور ابھرا، ایک مرکز، ایک اسوہ اور ایک صحیفۂ ہدایت نے نسل انسانی کو وحدت آشنا کر دیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (سورۃ الاعراف:۱۵۸)

''فرما دیجئے! کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں''۔

۳۔ پریشان نظری کا خاتمہ:

آپ ﷺ کی آمد کے بعد یہ بات طے ہو گئی کہ اب انسان کو ہدایت صرف ایک ہی در سے ملے گی۔ پریشان نظری کا خاتمہ کر دیا گیا۔ حق کی تلاش کا مرحلہ تمام ہو گیا۔ اب صرف اسلام پر عمل کیا جائے گا۔ اگر کوئی انسان اس کے علاوہ دین کی پیروی کرے گا تو اُسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ (سورة آل عمران:۸۵)

''اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا''۔

احادیث اور ختم نبوت

دو سو سے زائد احادیث میں ختم نبوت کا ذکر ملتا ہے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ قصرِ نبوت کی تکمیل:

''میری اور مجھ سے پہلے انبیاءؑ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گھر تعمیر کیا اور اسے ہر طرح سے مکمل کر لیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ

دی۔ پس میں آیا تو میں نے اس اینٹ کو مکمل کر دیا۔'' (مسلم)

۲۔ **سلسلہ نبوت کا خاتمہ:**

اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنّبوۃَ قَدْ اِنْقَطَعَتْ فَلا رَسُولَ بَعْدِی وَلَا نبی بعدی (ترمذی)

''نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہو چکا سو میرے بعد نہ کوئی رسول ہو گا اور نہ کوئی نبی۔''

۳۔ **دائمی نبوت:**

اَنا رَسُولٌ مَنْ اَدْرَکْتُ حیّاً وَ مَنْ یُولِدُ بَعْدِی (الخصائص الکبری)

''میں اُس کے لئے بھی رسول ہوں جسے میں زندہ پاؤں اور اُس کے لئے بھی جو میرے بعد پیدا ہو۔''

حاصل کلام:

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو باقی انبیاء کی نسبت دین کامل عطا کیا آپکی شریعت کو تمام انسانیت کے لیے عام اور تمام زمانوں کے لیے کافی قرار دیا۔ اس لئے اب صرف دین اسلام پر عمل ہو گا۔ کسی نئے نبی اور رسول کی آمد کا سلسلہ بند ہو گیا۔ تمام انسانیت کو یہ پیغام دے دیا گیا کہ صرف اسلام پر عمل کیا جائے گا۔ اور حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا آخری نبی تسلیم کیا جائے گا۔

کثیرالانتخابی سوالات

1۔ اللہ تعالیٰ حکمت سے چلا رہا ہے:

(الف) لوگوں کو (ب) ہواؤں کو (ج) دریاؤں کو (د) کائنات کو

2۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جس کی ۔۔جلوے ہر جگہ نمایاں ہیں:

(الف) قدرت کے (ب) رحمت کے (ج) شان وشوکت کے (د) تخلیق کے

3۔ اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے:

(الف) عزت دی (ب) تم کو پیدا کیا (ج) صحت دی (د) موت دی

4۔ عبادت اور بندگی کا تقاضا ہے کہ پیدا اُسی نے کیا ہے تو اُسی کا مانو:

(الف) احسان (ب) کرم (ج) حکم (د) کلام

اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت

5۔ سوچ کا درست زاویہ دعوت دیتا ہے:

(الف) عبادت کی (ب) لوگوں کی خدمت کی (ج) قرآن پر عمل کی (د) محبت الٰہی کی

6۔ کسی کا معمولی حسن سلوک ساری عمر کی ۔۔کا باعث بنتا ہے۔

(الف) محنت (ب) احسان مندی (ج) رہنمائی (د) قربانی

7۔ ایمان والوں کی محبت شدید تر ہوتی ہے:

(الف) دوستوں کے لیے (ب) والدین کے لیے (ج) اولاد کے لیے (د) اللہ کے لیے

8۔ جس عمل میں محبت کی کارفرمائی نہ ہو وہ ہوتا ہے:

(الف) کھوکھلا (ب) بے فائدہ (ج) بے توفیق (د) الف اور ج

9۔ محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اس کا ہوتا ہے:

(الف) احسان مند (ب) بہت قریبی (ج) رشتہ دار (د) فرمانبردار

10۔ ہر دور میں انسان کی رہنمائی کے لئے انبیاءؑ مبعوث فرماتا ہے:

(الف) اللہ کی رحمت (ب) اللہ کی ضرورت (ج) اللہ کی حکمت (د) اللہ کی قدرت

11۔ قرآن انسان کی فلاح کے لیے ہے:

(الف) آخری پیغام عمل (ب) نصاب زندگی (ج) ہدایت کا راستہ (د) درسی کتاب

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت

12۔ نبی کریم مومنوں کو عزیز ہیں۔

(الف) مال سے زیادہ (ب) اولاد سے زیادہ (ج) جان سے زیادہ (د) تینوں

13۔ اطاعت کے بغیر اعمال ہو جاتے ہیں:

(الف) کھوکھلے (ب) ضائع (ج) نامکمل (د) زیادہ

اطاعت

14۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔

(الف) سخاوت کی وجہ سے (ب) عبادت کی وجہ سے (ج) قناعت کی وجہ سے (د) رسول ﷺ کی اتباع کی وجہ سے

15۔ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو محبت رکھو:

(الف) دوستوں سے (ب) رسول اللہ ﷺ سے (ج) اولاد سے (د) والدین سے

16۔ اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی ہی کا نام ہے۔

(الف) حسن اخلاق (ب) محبت الٰہی (ج) خودسپردگی (د) شفقت

17۔ اطاعت میں مکمل درکار ہوتی ہے:

(الف) خوش خلقی (ب) محبت الٰہی (ج) خودسپردگی (د) شفقت

18۔ ظاہری عمل کے پیچھے دلی چاہت اور قلبی میلان ضروری ہوتا ہے ورنہ یہ عمل بن جاتا ہے۔

(الف) ریاکاری (ب) دکھاوا (ج) مصیبت (د) منافقت

19۔ نبی کریم کے فیصلے پر مسلمانوں کو نہیں ہونا چاہیے:

(الف) خوش (ب) ناراض (ج) تنگ دل (د) انکاری

20۔ اطاعت واتباع کی عملی شکل سے تقاضے پورے ہوتے ہیں:

(الف) شریعت کے (ب) رضائے الٰہی کے (ج) ایمان کے (د) نماز کے

ختم نبوت

21۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے ہدایت کا سلسلہ اپنے پہنچا:

(الف) اتمام کو اور مقام کو (ب) اتمام اور اختتام کو (ج) اختتام کو (د) درجے کو

22۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین کو پسند کیا:

(الف) اسلام (ب) یہودیت (ج) ہندومت (د) عیسائیت

23۔ تا ابد مشعل راہ ہے:

(الف) فرشتے (ب) اسوۂ رسول ﷺ (ج) نیک لوگ (د) سابقہ کتابیں

24۔ دائمی ہدایت کا اہل اور مرکز آشنا کر دیا گیا:

(الف) جنات کو (ب) انسانیت کو (ج) ہندوؤں کو (د) عیسائیوں کو

25۔ حضور ﷺ کی آمد سے تصور ابھرا:

(الف) قومیت کا (ب) بین الاقوامیت کا (ج) علاقائیت کا (د) عصبیت کا

26۔ حضرت محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا گیا:

(الف) پوری کائنات کے لیے (ب) قریش مکہ کے لیے (ج) صرف عرب کے لیے (د) مکہ و مدینہ کے لیے

27۔ اللہ کے آخری رسولؐ ہیں۔

(الف) حضرت محمدؐ (ب) حضرت ابراہیمؑ (ج) حضرت عیسیٰؑ (د) حضرت یوسفؑ

28۔ آپ کی آمد اور صحیفۂ ہدایت نے انسان کو آشنا کر دیا۔

(الف) وحدت سے (ب) ذلت سے (ج) نجات سے (د) کفر سے

29۔ دنیا کی بھلائی اور آخرت کی نجات کس عمل سے ہے؟

(الف) اتباع اسلاف (ب) اتباع رسول ﷺ (ج) اتباع والدین (د) اتباع احباب

جوابات

1	د	6	ب	11	الف	16	ب	21	ب	26	الف
2	د	7	د	12	ج	17	ج	22	الف	27	الف
3	ب	8	د	13	الف	18	د	23	ب	28	الف
4	ج	9	د	14	د	19	ج	24	ب	29	ب
5	د	10	الف	15	ب	20	ب	25	ب		

سوالات کے مختصر جوابات

س1۔ انسان کی عظمت کس بات میں ہے؟

ج۔ انسان کی عظمت

انسان کی عظمت اس بات میں ہے کہ وہ اپنے خالق کو تسلیم کرے اس کی محبت میں سرشار رہے اور اس کے احکام پر عمل کرے۔

س2۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسان کی تخلیق کا کیا مقصد بیان فرمایا ہے؟

ج۔ انسان کی تخلیق کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے انسانی تخلیق کا مقصد اپنی عبادت بیان فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ(سورة الزاريات: ٥٦)

''اور ہم نے جن اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اپنی عبادت کے لیے''

اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت

س3۔ اللہ کی محبت سے کیا مراد ہے؟

ج۔ اللہ کی محبت

اللہ کی محبت سے مراد کائنات میں سب سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول کو چاہنا اور دل و جان سے ان کے احکامات پر عمل پیرا ہونا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔''(سورة البقرة:١٦٥)

س4۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا کیا تقاضا ہے؟

ج۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا

اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا ہے کہ اس کے احکام کو دل سے تسلیم کیا جائے اور پوری دلجمعی سے ان پر عمل کیا جائے۔

س5۔ سلسلہ ہدایت کے آخری پیغمبر کون ہیں اور اُن پر کونسی کتاب نازل ہوئی؟

ج۔ آخری نبی اور آخری کتاب

حضرت محمدؐ سلسلہ ہدایت کے آخری پیغمبر ہیں اور آپؐ پر اللہ تعالیٰ نے آخری کتاب ہدایت قرآن مجید نازل کی جو انسان کی فلاح کے لیے آخری پیغام عمل ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت

س 6۔ نبی کریم ﷺ کا مومنوں پر کیا حق ہے؟ متعلقہ آیت کا ترجمہ لکھیں۔

ج۔ نبی کریم ﷺ کا مومنوں پر حق

نبی اکرم ﷺ مومنوں کے لیے ان کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

س 7۔ قرآن کریم نے نبی اکرم ﷺ سے محبت پر زور دیا ہے، اس حوالے سے کسی ایک آیت کا ترجمہ لکھیئے۔

ج۔ نبی اکرم ﷺ سے محبت

قرآن کریم نے نبی اکرم ﷺ سے محبت پر زور دیا ہے، اس حوالے سے ایک آیت کا ترجمہ درج ذیل ہے:

"نبی اکرم ﷺ مومنوں کے لیے ان کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔"

س 8۔ مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز کون ہیں؟

ج۔ جانوں سے زیادہ عزیز:

حضور نبی اکرم ﷺ مومنوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ قرآن کریم میں اس حوالے سے ایک آیت کا ترجمہ درج ذیل ہے:

"نبی اکرم ﷺ مومنوں کے لیے ان کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔"

س 9۔ رسول اکرم ﷺ سے محبت کیوں ضروری ہے؟

ج۔ محبت رسول ﷺ کی ضرورت:

حضرت محمد ﷺ کے انسانیت پر بے حد احسانات ہیں اُن احسانات کا تقاضا ہے آپ ﷺ سے محبت کی جائے اور آپ ﷺ کی محبت و اطاعت کو جان، مال، اولاد، والدین بلکہ تمام چیزوں سے زیادہ ترجیح دی جائے۔

س 10۔ حضور ﷺ کی محبت کا کیا تقاضا ہے؟

ج۔ حضور ﷺ کی محبت کا تقاضا:

حضور ﷺ کی محبت کے درج ذیل تقاضے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت میں کوئی شریک نہ ہو۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت تمام رشتوں اور تمام تعلقات سے بڑھ کر ہو۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو تمام ذاتی پسند ناپسند پر ترجیح حاصل ہو۔

اطاعت

س 11۔ اطاعتِ رسولؐ کسے کہتے ہیں؟

ج۔ اطاعت کے لغوی معنی فرمانبرداری اور تعمیلِ حکم کے ہیں۔ حضورﷺ کے فرمودات اور سیرت پر عمل پیرا ہونا، اطاعت رسولﷺ کہلاتا ہے۔

س 12۔ اطاعت رسولﷺ پر ایک آیت قرآنی کا ترجمہ لکھیں؟

ج۔ **اطاعت رسولﷺ پر آیت قرآنی کا ترجمہ**

''اے ایمان والو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولﷺ کی اطاعت کرو۔ اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔''

س 13۔ نبیؐ کی اطاعت کی اہمیت قرآنی آیات سے واضح کریں؟

ج۔ **نبیؐ کی اطاعت کی اہمیت**

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے۔:

''کہہ دیجئے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت رکھے تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا تمہارے گناہ بخش دے گا، اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

س 14۔ رسولﷺ کی اطاعت کیوں ضروری ہے؟

ج۔ **اطاعت رسولﷺ کی ضرورت:**

انسان کو اللہ پاک نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اس کو عقل و شعور کی نعمت بھی عطا کی ہے۔ انسان کے سامنے دو راستے ہوتے ہیں۔ اللہ کی فرمانبرداری کا راستہ اور دوسرا اس کی نافرمانی کا راستہ۔ انسان شعور کے باوجود گمراہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے براہ راست تعلیم نہیں دی بلکہ انبیاء اور رسول بھیجے تاکہ انسان راہ راست پر رہے۔ ان انبیاء میں حضرت محمدﷺ آخری نبی ہیں۔ ان سے محبت اور انکی اطاعت کو اللہ پاک نے ایمان کا درجہ دیا ہے۔ اس لئے اگر کوئی ایمان کی تکمیل چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے کیونکہ آپﷺ کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے۔

س 15۔ نبیؐ کے فیصلے کی اہمیت قرآنی آیات سے واضح کریں؟

ج۔ **نبیؐ کے فیصلے کی اہمیت**

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''تمہارے رب کی قسم، یہ لوگ اس وقت تک ایمان والے نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ اپنے تنازعات میں آپؐ کا حکم نہ مان لیں اور پھر یہ کہ جو فیصلہ آپﷺ کر دیں اس پر تنگ دل نہ ہوں بلکہ پورے طور پر تسلیم کر لیں۔

ختم نبوت

س 16۔ ختم نبوت کے بارے میں آیت کریمہ اور ترجمہ تحریر کیجیے۔

ج۔ ختم نبوت کے بارے میں آیت

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

ترجمہ: (لوگو!) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے پیغمبر اور خاتم الانبیاء ہیں۔

س 17۔ ختم نبوت سے کیا مراد ہے قرآنی آیت سے واضح کریں؟

ج۔ ختم نبوت سے مراد:

خَتْمٌ کا معنی ہے کسی چیز کا آخر، اتمام یا مہر اور نبوت کا معنی ہے پیغام الٰہی پہنچانے کی ذمہ داری۔ ختم نبوت سے مراد انبیاء کے سلسلے کا اختتام اور **خاتم النبیین** سے مراد انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والا۔ ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے حضرت محمد ﷺ کو اس جہان میں بھیج کر انبیاءؑ کی آمد کا سلسلہ ختم فرمایا۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی معبوث نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ(سورة الاحزاب)

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔

س 18۔ تکمیل دین پر آیت کا ترجمہ لکھیں:

ج۔ ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔''

س 19۔ حضرت محمد ﷺ کی آمد سے کس چیز کا تصور ابھرا ہے؟

ج۔ **حضرت محمد ﷺ کی آمد** حضرت محمد ﷺ کی آمد سے بین الاقوامیت کا تصور ابھرا ایک مرکز، ایک اُسوہ اور ایک صحیفہ ہدایت نے نسل انسانی کو وحدت سے آشنا کر دیا قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ ''اے نبیؐ فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں''۔

باب نمبر 3

علم کی فرضیت وفضیلت

سوال نمبر 1: قرآن کی روشنی میں علم کی اہمیت بیان کریں۔

ج: قرآن کی روشنی میں علم کی اہمیت:

علم کا مفہوم:

لفظی مفہوم: علم کے معنی ہیں جاننا اور آگاہ ہونا۔

اصطلاحی مفہوم: کسی چیز کی حقیقت کو جان لینا علم کہلاتا ہے۔

علم کی اہمیت:

علم سے انسان اپنی ذات اور کائنات کی پہچان حاصل کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی صرف علم ہی کے ذریعے ممکن ہے۔علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ لفظ ''علم'' کو قرآن مجید میں تقریباً 750 مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تخلیق انسانیت اور علم:

حضرت آدمؑ کی تخلیق کے بعد اللہ کی طرف سے جو پہلی نعمت ان کو دی گئی وہ علم کی نعمت تھی۔اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو ہر چیز کا علم سکھا دیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (سورۃالبقرۃ: ۳۱)

''اور اللہ نے آدمؑ کو تمام اشیاء کے نام سکھائے''

۲۔ مخلوقات پر فضیلت:

انسان کی عظمت کی بنیاد علم ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسے باقی مخلوقات پر فضیلت علم ہی کی وجہ سے دی۔یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ (سورۃ البقرۃ: ۳۴)

''اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔''

۳۔ ابتدائے اسلام اور علم:

اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر بے حد احسانات ہیں ان میں سے ایک احسان علم ہے جو اس نے اپنے بندوں کو عطا کیا نبی کریمؐ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی۔اس کا پہلا لفظ علم کی اہمیت اور فضیلت کو اجاگر کر رہا ہے۔اس میں ارشاد ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ o الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ o (سورۃ العلق: ۱ ۔ ۵)

ترجمہ: ''اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھیئے جس نے پیدا کیا۔جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔پڑھیے کہ آپ کا پروردگار

بڑا کریم ہے۔جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا۔''

۴۔ **اہل علم اور تقویٰ:**

بندہ مومن کی عبادت کا مقصد تقویٰ اور رضاء الٰہی کا حصول ہے۔قرآن میں ارشاد ہے:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (سورۃالفاطر:۲۸)

''اللہ کے بندوں میں سے اہل علم ہی اللہ سے ڈرتے ہیں''

۵۔ **اہل علم کی برتری:**

علم والا انسان جاہل سے ہمیشہ ممتاز رہتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (الزمر:۹)

''فرما دیجئے کہ کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں۔

۶۔ **بلند درجہ لوگ:**

علم عظمت اور سربلندی کا ذریعہ ہے۔زیور علم سے آراستہ لوگ اللہ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔جو لوگ نور ایمان سے منور ہو کر علم سے کام لیتے ہیں اُن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ امِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْعِلْمَ دَرَجَات (سورۃ المجادلۃ:۱۱)

''یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جنھیں علم دیا گیا اللہ اُن کے درجات بلند فرمائے گا۔''

۷۔ **تعلیم انسانیت مقصد بعثت:**

حضور ﷺ کو بھیجا ہی اس لیے گیا کہ آپ ﷺ انسانیت کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ یُعَلِّمُکُمُ الکِتٰبَ وَالحِکْمَۃَ وَ یُعَلِّمُکُمْ مَّالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ البقرۃ:۱۵۱)

''اور (وہ نبی ﷺ) تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں وہ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔''

۸۔ **انبیائے کرامؑ اور علم:**

علم کی اہمیت اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ نے دیگر انبیاءؑ کو بھی علم سکھایا۔قرآن مجید میں حضرت یوسفؑ کے بارے میں ارشاد ہوا:

اٰتَیْنٰہُ حُکْماً وعِلْماً (سورۃ یوسف:۲۲)

''ہم نے اُسے حکومت اور علم عطا فرمایا۔''

۹۔ **حضور ﷺ کی دعا:**

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو علم میں اضافہ کی دعا کرنے کا حکم دیا آپ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

وَ قُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً (طٰہٰ:۱۱۴)

''اور کہہ دو کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔''

سوال نمبر 2: احادیث کی روشنی میں حصول علم کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

ج: احادیث کی روشنی میں حصول علم کی اہمیت

علم کا مفہوم:

لفظی مفہوم: علم کے معنی ہیں جاننا اور آگاہ ہونا۔

اصطلاحی مفہوم: کسی چیز کی حقیقت کو جان لینا علم کہلاتا ہے۔

حصول علم کی اہمیت:

علم سے انسان اپنی ذات اور کائنات کی پہچان حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادات اور بندگی صرف علم ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ میں حصول علم کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ فرضیت علم:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجه) ”علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔“

۲۔ بعثت نبوی ﷺ کا مقصد:

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد علم کی تعلیم دینا بیان فرمایا۔ ارشاد ہوا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا (ابن ماجه) ”بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔“

۳۔ بدر کے قیدیوں کے ساتھ سلوک:

غزوہ بدر کے قیدیوں میں سے جو قیدی پڑھے لکھے تھے فدیہ ادا نہ کر سکے آپ ؐ نے انہیں فرمایا:

”دس دس مسلمان بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دو تمہیں آزاد کر دیا جائے گا“

۴۔ علم کا سب سے زیادہ حقدار:

آپ ﷺ نے فرمایا:

”علم و حکمت مومن کی متاع گم گشتہ ہے جہاں سے میسر ہو، حاصل کرنے کی کوشش کرے کیونکہ وہی اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔“

۵۔ عمر کی قید سے بالاتر:

حصول علم کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں۔ آپ ﷺ نے ماں کی گود سے قبر میں اترنے تک حصول علم کا عمل جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوا:

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحَدِ (مسلم)

”ماں کی گود سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو۔“

۶۔ انبیاء کے وارث:

آپ ﷺ کی آمد کے بعد مزید انبیاءؑ کی آمد کا سلسلہ بند ہو گیا اب علمائے اُمت کو وراثت علم کا مالک بنا کر ان کی پیروی کا حکم دیا گیا۔ ارشاد ہوا:

اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاء (ترمذی) ''علماء انبیاءؑ کے وارث ہیں۔''

۷۔ **تبلیغ علم کا حکم:**

علم سیکھنا اور سکھانا دونوں باعث اجر و ثواب ہیں۔حضورﷺ نے خود تبلیغ علم کی ہدایت فرمائی۔ارشاد نبویﷺ ہے:

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیۃ (بخاری) ''مجھ سے ایک آیت بھی سنو تو اسے آگے پہنچادو اور اس کی تبلیغ کرو۔''

آخری حج کے موقع پر فرمایا:

فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ (بخاری) ''جو حاضر ہے وہ اس تک میری یہ تعلیم پہنچادے جو یہاں نہیں''

۸۔ **بہترین مجلس:**

ایک مرتبہ رسول اللہﷺ مسجد میں تشریف لائے، وہاں دو مجلسیں ہورہی تھیں۔ایک حلقہ ذکر اور دوسرا حلقہ علم۔آپﷺ نے دونوں کی تعریف کی اور پھر علم کی مجلس میں شریک ہوگئے اور فرمایا کہ:

''یہ پہلی مجلس سے بہتر ہے۔''

۹۔ **جنت کی پھلواریاں:**

حضورﷺ نے فرمایا:''جب تم جنت کی پھلواریوں میں سے گزرو تو ان سے جی بھر کر فائدہ اُٹھایا کرو'صحابہ کرامؓ نے پوچھا: جنت کی پھلواریاں کیا ہیں؟ فرمایا:''علم کی مجلسیں''

۱۰۔ **نافع علم کی دعا:**

حضورﷺ روزانہ صبح و شام جو دعائیں مانگا کرتے تھے اُن میں سے نفع بخش علم سے متعلق دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْماً نَافِعاً (ابو داؤد) ''اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم کی درخواست کرتا ہوں۔''

حاصل کلام:

پس مسلمان کو علم کی طرف سب سے زیادہ توجہ دینی چاہیے قرآن نے دین کے بنیادی احکام کے ساتھ ساتھ دنیاوی فلسفہ، تاریخ، غذا اور سائنسی علوم پر غور و فکر کی بھی دعوت دی ہے۔رزق حلال بھی اسلام کا تقاضا ہے اس لیے مومن کو معاشی علوم و فنون سے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔یہ بھی ضروری ہے کہ جو علم حاصل ہوا ہے اسے آگے پھیلایا جائے اور دیئے سے دیا جلایا جائے۔

سوال نمبر3: قرآن وحدیث کی روشنی میں علم کی فضیلت بیان کیجئے۔

ج: قرآن وحدیث کی روشنی میں علم کی فضیلت

علم کا مفہوم:

لفظی مفہوم: علم کے معنی ہیں جاننا اور آگاہ ہونا۔

اصطلاحی مفہوم: کسی چیز کی حقیقت کو جان لینا علم کہلاتا ہے۔

قرآن مجید اور علم کی فضیلت:

علم کی فضیلت کے حوالے سے چند آیات مبارکہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ مخلوقات پر فضیلت:

انسان کی عظمت کی بنیاد علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے باقی مخلوقات پر فضیلت علم ہی کی وجہ سے دی۔ یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ (سورۃ البقرۃ: ۳۴)

''اور جب ہم نے فرشتون سے فرمایا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔''

۲۔ اہل علم کی برتری:

عالم کو جاہل پر فضیلت علم ہی کی وجہ سے دی گئی ہے۔ اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ o (الزمر: ۹)

''فرما دیجئے کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں''

۴۔ بلند درجہ لوگ:

علم عظمت اور سربلندی کا ذریعہ ہے۔ زیور علم سے آراستہ لوگ اللہ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ جو لوگ نور ایمان سے منور ہو کر علم سے کام لیتے ہیں اُن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَات (سورۃ المجادلۃ: ۱۱)

''یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جنھیں علم دیا گیا اللہ اُن کے درجات بلند فرمائے گا۔''

۵۔ انبیائے کرامؑ اور علم:

علم کی فضیلت اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ نے دیگر انبیاءؑ کو بھی علم سکھایا۔ قرآن مجید میں حضرت یوسفؑ کے بارے میں ارشاد ہوا:

اٰتَيْنٰهُ حُكْماً وَعِلْماً (سورۃ یوسف: ۲۲) ''ہم نے اُسے حکومت اور علم عطا فرمایا۔''

۶۔ حضورﷺ کی دعا:

اللہ تعالیٰ نے آپﷺ کو علم میں اضافہ کی دعا کرنے کا حکم دیا اور آپﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

رَبِّ زِدْنِىْ عِلْماً (طٰہٰ: ۱۱۴) ''اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔''

احادیث اور علم کی فضیلت:

۱۔ فرضیتِ علم:

حصولِ علم اتنا اہم اور فضیلت والا عمل ہے کہ رسول اکرمﷺ نے اسے ہر مسلمان پر فرض قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجه) ''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔''

۲۔ **معلم انسانیت:**

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد انسانیت کو تعلیم دینا بیان فرمایا۔ ارشاد ہوا:

اِنَّمَابُعِثْتُ مُعَلِّمًا (ابن ماجه) ''بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

۳۔ **عمر کی قید سے بالاتر:**

فضیلتِ علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام نے حصول علم کے لئے کوئی خاص عمر مقرر نہیں کی۔۔ آپ ﷺ نے تو ماں کی گود سے قبر میں اترنے تک حصول علم کا عمل جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَی اللَّحْدِ (مسلم) ''ماں کی گود سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو۔''

۴۔ **جنت کا راستہ:**

علم کا حصول جنت کا راستہ بتاتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَلَکَ طَرِیْقاً یَلْتَمِسُ فَیهِ عِلْماً سَهلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِیقاً اِلیٰ الْجَنَّة (مسلم)

''جو حصول علم کے راستے پر چلا اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دے گا۔''

۵۔ **بہترین مجلس:**

فضیلت علم کے حوالے سے ایک واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، وہاں دو مجلسیں ہو رہی تھیں۔ ایک حلقہ ذکر اور دوسرا حلقہ علم۔ آپ ﷺ نے دونوں کی تعریف کی اور پھر علم کی مجلس میں شریک ہو گئے اور فرمایا کہ:

''یہ پہلی مجلس سے بہتر ہے۔''

۶۔ **نافع علم کی دعا:**

حضور ﷺ روزانہ صبح وشام جو دعائیں مانگا کرتے تھے اُن میں سے نفع بخش علم سے متعلق دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ عِلْماً نَافِعاً (ابو داؤد) ''اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم کی درخواست کرتا ہوں۔''

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ علم کے معانی ہیں۔

(الف) شناخت (ب) جاننا (ج) طلب کرنا (د) مانگنا

2۔ پہلی وحی والی سورۃ کا نام:

(الف) سورۃ الفاتحہ (ب) سورۃ البقرہ (ج) سورۃ الکوثر (د) سورۃ العلق

3۔ پہلی وحی میں نازل ہونے والی آیات کی تعداد:

(الف) 6 (ب) 5 (ج) 4 (د) 3

4۔ حضورﷺ کس بات پر فخر کرتے تھے۔

(الف) نبی ہونے پر (ب) سپہ سالار ہونے پر (ج) بادشاہ ہونے پر (د) استاد ہونے پر

5۔ نبیﷺ نے فرمایا کہ مجھے بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(الف) معلم (ب) سپہ سالار (ج) بادشاہ (د) مصلح

علم کی اہمیت

6۔ انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا ہے:

(الف) بندہ (ب) مخلوق (ج) غلام (د) نائب

7۔ انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا ہے:

(الف) بندہ (ب) مخلوق (ج) غلام (د) خلیفہ

8۔ فرشتوں پر آدمؑ کی فضیلت کی وجہ صرف ہے:

(الف) عبادت (ب) خلافت (ج) علم (د) عقل

9۔ مومن علم کا سب سے زیادہ ہے:

(الف) چاہنے والا (ب) حق دار (ج) متلاشی (د) دلدادہ

10۔ فدیہ نہ دینے والے کافر قیدی آزاد ہونے کے لئے کتنے مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں:

(الف) 10 (ب) 12 (ج) 15 (د) 20

11۔ ایک مومن کی متاع گم گشتہ کیا ہے؟

(الف) تلاوت قرآن پاک (ب) احکام خداوندی (ج) عقائد (د) علم وحکمت

حصول علم کی اہمیت

12۔ مومن کی عبادات کا مقصد۔حصول ہے؟

(الف) دولت (ب) شہرت (ج) جنت (د) رضائے الٰہی کا

13۔ مومن کی عبادات کا مقصد۔حصول ہے؟

(الف) دولت (ب) شہرت (ج) جنت (د) تقویٰ کا

14۔ اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

(الف) اہل علم (ب) پرہیزگار (ج) عبادت گزار (د) دولت مند

15۔ علم حاصل کرو:

(الف) بچپن میں (ب) جوانی میں (ج) بڑھاپے میں (د) گود سے گور تک

16۔ ماں کی گود سے لیکر قبر تک حاصل کرو:

(الف) حکمت (ب) علم (ج) مال (د) ثواب

17۔ حصول علم کے لیے قید نہیں:

(الف) مال کی (ب) عمر کی (ج) زمانے کی (د) وقت کی

علم کی فضیلت

18۔ اللہ تعالیٰ درجے بلند کرتا ہے:

(الف) اہل ایمان کے (ب) اہل علم کے (ج) تاجروں کے (د) اہل ایمان اور اہل علم کے

19۔ حضورﷺ نے جنت کی پھلواریاں کسے قرار دیا ہے؟

(الف) دوستوں کی مجلسوں کو (ب) علم کی مجلسوں کو (ج) بزرگوں کی مجلسوں کو (د) سماع کی مجلسوں کو

20۔ علم کی طلب ہے:

(الف) عبادت (ب) مال (ج) شہرت (د) اولاد

21۔ علم کی بنیاد پر پوری دنیا پر چھا گئے۔

(الف) عیسائی (ب) یہودی (ج) پارسی (د) مسلمان

22۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس قوم کو سربلند فرمایا ہے جس نے:

(الف) ملک کو خوبصورت بنایا (ب) اپنی طاقت بڑھائی (ج) ملک فتح کیے (د) علم و عمل میں ترقی کی

23۔ رسول اللہﷺ ہمیشہ عطا کرنے کی دُعا کرتے:

(الف) اعمال صالح (ب) علم نافع (ج) رزق حلال (د) صدق مقال

24۔ علم ہمیں راستہ بتاتا ہے۔

(الف) جنت کا (ب) دوزخ کا (ج) اندھیرے کا (د) جنگ کا

25۔ اللہ تعالیٰ نے _____ کے ذریعے سے انسانوں کو علم سکھایا۔

(الف) تیر (ب) تلوار (ج) بندوق (د) قلم

26۔ تقویٰ تقاضا کرتا ہے۔

(الف) خوف خدا (ب) خوف موت (ج) حصول معیار (د) حصول دولت

جوابات

1	ب	5	الف	9	ب	13	الف	17	د	21	د
2	د	6	د	10	الف	14	د	18	ب	22	ب
3	ب	7	د	11	د	15	ب	19	الف	23	الف
4	د	8	ج	12	د	16	ب	20	د	24	د
25	د	26	الف								

سوالات کے مختصر جوابات

س1۔ علم کا مفہوم کیا ہے؟

ج۔ علم کا مفہوم:

لفظی مفہوم:

علم کے معنی ہیں جاننا اور آگاہ ہونا۔ **اصطلاحی مفہوم:** کسی چیز کی حقیقت کو جان لینا علم کہلاتا ہے۔

س2۔ علم کا لفظی معنی بیان کریں۔

ج۔ لفظی مفہوم:

علم کے معنی ہیں جاننا اور آگاہ ہونا۔

س3۔ حضرت محمدؐ پر نازل ہونے والی پہلی وحی میں کس کام کی ترغیب دی گئی ہے؟

ج۔ پہلی وحی میں ترغیب

حضرت محمدؐ پر نازل ہونے والی پہلی وحی میں حصول علم کی ترغیب دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھیئے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔ پڑھیے کہ آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا۔''

س4۔ پہلی وحی میں کس بات پر زور دیا گیا ہے؟

ج۔ پہلی وحی:

حضرت محمدﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی میں حصول علم پر زور دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھیئے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔ پڑھیے کہ آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا۔''

س5۔ حضورﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی کی پہلی آیت کا ترجمہ لکھیں۔

ج۔ پہلی آیت کا ترجمہ:

''اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھیے جس نے پیدا کیا۔

س6۔ علم کی فرضیت وفضیلت کے بارے میں حدیث شریف اور اس کا ترجمہ لکھیں۔

ج۔ علم کی فرضیت وفضیلت پر حدیث

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجه) ترجمہ: ''طلب علم ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔''

س7۔ طلب علم کے بارے میں حدیث عربی میں لکھیں؟

ج۔ طلب علم سے متعلق حدیث

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجه)

علم کی اہمیت

س8۔ نبیؐ کی بعثت کا کیا مقصد ہے، حدیث سے واضح کریں؟

ج۔ **بعثت کا مقصد**

نبیؐ کی بعثت کا مقصد علم کی ترویج ہے۔ نبیؐ کا ارشاد مبارک ہے:

انما بعثت معلما (ابن ماجه) مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔

س9۔ انسان کو باقی مخلوقات پر فضیلت کیوں حاصل ہے؟

ج۔ **انسان کی مخلوقات پر فضیلت**

انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے۔ اسے علم ہی کی وجہ سے باقی مخلوقات پر فضیلت حاصل ہے علم ہی کی وجہ سے فرشتوں کو آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس سے واضح ہوا کہ انسان کے لیے عظمت کی بنیاد علم ہے۔

س10۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو علم میں اضافے کے لیے کونسی دعا سکھائی؟

ج۔ **علم میں اضافے کی دعا**

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علم میں اضافہ کے لیے یہ دعا سکھائی ہے:

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِىْ عِلْماً (سورة طٰہٰ: ۱۱۴) ترجمہ: ''اور کہہ دو کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔''

س11۔ عہدِ رسالت ﷺ میں اشاعت علم کے لیے کس طرح کی کوششیں ہوئیں؟

ج۔ **عہدِ رسالت میں اشاعت علم کی کوششیں**

علم کی اشاعت کے سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کی کوششوں کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ غزوہ بدر کے بعد جو کافر قیدی آزاد ہونے کے لیے فدیہ نہ دے سکے ان سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دس مسلمان بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں تو انہیں آزاد کر دیا جائے گا۔

س12۔ بدر کے غریب قیدیوں کو فدیے کی بجائے آزادی کے لیے کیا شرط رکھی گئی؟

ج۔ **بدر کے غریب قیدیوں کو آزادی کی شرط**

بدر کے غریب قیدی جن کے پاس فدیہ کی رقم نہ تھی اُن کی رہائی کی یہ شرط رکھی گئی کہ وہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو انہیں رہا کر دیا جائے گا۔

س13۔ نبیؐ نے علم کا سب سے زیادہ حقدار کسے قرار دیا ہے؟

ج۔ **علم کا سب سے زیادہ حقدار**

نبیؐ نے ارشاد فرمایا! علم وحکمت مومن کی متاع گم گشتہ ہے جہاں سے بھی میسر ہو حاصل کرنے کی کوشش کرے وہی اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔

س14۔ علم وحکمت کے حصول کے بارے میں حدیث شریف کا ترجمہ لکھیں۔

ج۔ **علم وحکمت**

علم وحکمت مومن کی متاع گم گشتہ ہے جہاں سے میسر ہو حاصل کرنے کی کوشش کرے کیونکہ وہی اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔

س15۔ مومن کی گمشدہ میراث کیا ہے؟

ج۔ گمشدہ میراث:

حدیث کے مطابق مومن کی گمشدہ میراث علم وحکمت ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

''علم وحکمت مومن کی متاع گم گشتہ ہے جہاں سے میسر ہو حاصل کرنے کی کوشش کرے کیونکہ وہی اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔''

حصول علم کی اہمیت

س16۔ بندۂ مومن کی عبادات کا مقصد کیا ہے؟

ج۔ **عبادات کا مقصد**

بندۂ مومن کی عبادات کا مقصد تقوی اور رضائے الٰہی کا حصول ہے۔

س17۔ قرآن مجید کی رو سے زیادہ تقوی والے کون لوگ ہیں؟

ج۔ **تقوی والے لوگ**

قرآن مجید کی رو سے زیادہ تقوی والے لوگ اہل علم ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''بے شک اللہ کے بندوں میں سے اہل علم ہی اللہ سے زیادہ ڈرتے ہیں۔''

س18۔ اللہ سے کون لوگ ڈرتے ہیں؟

ج۔ **اللہ سے ڈرنے والے لوگ**

قرآن مجید کی رو سے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے لوگ اہل علم ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''بے شک اللہ کے بندوں میں سے اہل علم ہی اللہ سے زیادہ ڈرتے ہیں۔''

س19۔ ''اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا'' کا ترجمہ لکھیں۔

ج۔ ترجمہ ''اللہ کے بندوں میں سے اہل علم ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔''

س20۔ بَلِّغُوۡا عَنِّیۡ وَلَوۡ آیۃ کا ترجمہ لکھیں۔

ج۔ ترجمہ ''مجھ سے ایک آیت بھی سنو تو اسے آگے پہنچا دو اور اس کی تبلیغ کرو''

س21۔ علم ایک ہمہ گیر عمل ہے،حدیث سے واضح کریں؟

ج۔ **علم ہمہ گیر عمل**

نبیؐ نے ارشاد فرمایا ''ماں کی گود سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو'' اس سے معلوم ہوا علم ایک مسلسل اور ہمہ گیر عمل ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

س22۔ حصول علم کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں۔حدیث سے واضح کریں۔

ج۔ **حصول علم**

''ماں کی گود سے لیکر قبر تک علم حاصل کرو۔'' یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ''مومن علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا حتیٰ کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔''

س23۔ اُطۡلُبُوا الۡعِلۡمَ مِنَ الۡمَھۡدِ اِلَی اللَّحَدِ کا ترجمہ کریں۔

ج۔ ترجمہ:

''ماں کی گود سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو۔''

علم کی فضیلت

س24۔ اللہ کے نزدیک کون سے لوگ برابر نہیں ہو سکتے ؟

ج۔ اللہ کے نزدیک برابری کا معیار

اللہ کے نزدیک جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہو سکتے۔

س25۔اللہ تعالیٰ کن لوگوں کے درجات بلند کرتا ہے؟

ج۔ بلند درجات والے لوگ

اللہ تعالیٰ ایمان والے اور اہل علم لوگوں کے درجات بلند کرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَات(سورۃالمجادلہ: ۱۱)

''یعنی تم میں جو لوگ ایمان لائے اور جنھیں علم دیا گیا اللہ اُن کے درجات بلند فرمائے گا۔''

س26۔ نبیؐ نے جنت کی پھلواریوں کسے قرار دیا ہے؟

ج۔ جنت کی پھلواریوں

نبیؐ نے جنت کی پھلواریاں علم کی مجلسوں کو قرار دیا ہے۔

س27۔ حدیث کے مطابق جنت کی پھلواریاں سے کیا مراد ہے؟

ج۔ جنت کی پھلواریاں

نبیؐ نے جنت کی پھلواریاں علم کی مجلسوں کو قرار دیا ہے۔

س28۔ علم کے دو اہم فوائد لکھیں؟

ج۔ علم کے فوائد

علم کے دو اہم فوائد یہ ہیں:

۱۔ حقوق و فرائض سے آگاہی ۲۔ رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ

س29۔ علم کی اہمیت اور فوائد سے متعلقہ چند روایات لکھیں؟

ج۔ علم کی اہمیت اور فوائد

علم حاصل کرو اللہ کے لیے علم حاصل کرنا نیکی ہے۔علم کی طلب عبادت ہے۔اس میں مصروف رہنا تحقیق اور بحث و مباحثہ کرنا جہاد ہے۔علم سکھاؤ تو صدقہ ہے۔علم تنہائی کا ساتھی،علم جنت کا راستہ بتاتا ہے۔اللہ تعالیٰ علم ہی کے ذریعے قوموں کو سربلندی عطا فرماتا ہے۔

س30۔ مسلمانوں کے عروج و زوال کی وجہ لکھیں؟

ج۔ عروج و زوال کی وجہ

علم ہی کی بنا پر مسلمان تمام دنیا پر چھا گئے تھے۔مگر جب انہوں نے قرآن کی تعلیمات کو چھوڑا اور علم کی روشنی سے دور ہوئے،زوال کا شکار ہو گئے۔

س31۔ علم کی اہمیت بیان کیجیے۔

ج۔ علم کی اہمیت

علم حاصل کرو اللہ کے لیے علم حاصل کرنا نیکی ہے۔علم کی طلب عبادت ہے۔اس میں مصروف رہنا تحقیق اور بحث ومباحثہ کرنا جہاد ہے۔

س32۔ علم کی فضیلت مختصراً لکھئے۔

ج۔ **علم کی فضیلت**

علم حاصل کرنا نیکی ہے۔علم کی طلب عبادت ہے۔اس میں مصروف رہنا تحقیق اور بحث ومباحثہ کرنا جہاد ہے۔علم سکھاؤ تو صدقہ ہے۔علم تنہائی کا ساتھی، علم جنت کا راستہ بتاتا ہے۔اللہ تعالیٰ علم ہی کے ذریعے قوموں کو سربلندی عطا فرماتا ہے۔

س33۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو حصول علم کے بارے میں کیا درس دیتا ہے؟

ج۔ **حصول علم کا درس**

اسلام اپنے ماننے والوں کو درس دیتا ہے کہ علم کی تلاش میں نکلو اور حکمت کے موتی جہاں جہاں سے ملیں اُنہیں حاصل کرو۔

س34۔ نبیؐ نفع بخش علم کے لیے جو دعا مانگا کرتے تھے اُن میں سے ایک تحریر کریں؟

ج۔ **نافع علم کی دعا:**

نبیؐ حصول علم کے لیے صبح وشام جو دعائیں مانگا کرتے تھے اُن میں سے ایک یہ تھی:

''اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم کی درخواست کرتا ہوں۔''

س35۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْماً نَافِعاً کا ترجمہ کریں۔

ج۔ ترجمہ:

''اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم کی درخواست کرتا ہوں۔''

باب نمبر4

زکوٰۃ (فرضیت، اہمیت ومصارف)

س1: زکوٰۃ کا مفہوم اور اس کی فرضیت بیان کیجئے۔

ج: زکوٰۃ کا مفہوم:

لغوی مفہوم: زکوٰۃ کا لفظی معنی پاک ہونا، نشوونما پانا اور بڑھنا ہے۔

اصطلاحی مفہوم: زکوٰۃ سے مراد ''ایسی مالی عبادت جو ہر صاحبِ نصاب عاقل اور بالغ مسلمان پر سال میں ایک مرتبہ ایک خاص مقدار میں ادا کرنا فرض ہو۔''

قرآن مجید اور فرضیت زکوٰۃ:

زکوٰۃ 2 ہجری کو فرض ہوئی اور 8 ہجری کو اس کے تفصیلی احکامات نازل ہوئے اور 9 ہجری میں انہیں عملی طور پر نافذ کر دیا گیا۔ زکوٰۃ کی فرضیت واہمیت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ 82 سے زائد مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کا ذکر ایک ساتھ آیا ہے۔

۱۔ **خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا** (سورۃ التوبۃ:۱۰۳)

(اے نبیؐ) ان (مومنین) کے مالوں سے صدقہ (زکوٰۃ) لیں اور اس کے ذریعے انہیں پاک صاف کریں اور ان کا تزکیہ نفس کریں۔

۲۔ **وَ اَقِيْمُوْا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ** (سورۃ البقرۃ:۱۱۰)

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔

۳۔ **يَااَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ** (سورۃ البقرۃ: ۱۶۷)

''مومنو! اپنی پاکیزہ کمائیوں میں سے خرچ کرو۔''

احادیث اور فرضیتِ زکوٰۃ:

قرآن مجید کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی زکوٰۃ کی فرضیت کا ذکر بھی متعدد بار ہوا ہے۔ چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ **اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلَ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ (بخاری)**

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتیٰ کہ وہ توحید ورسالت کی گواہی دیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔''

۲۔ حضورﷺ نے زکوٰۃ کے مال کو غرباء میں تقسیم کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

تُوخِذُ مِنْ اَغْنِيَا ئِهِمْ وَ فَتُرِدُ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ (بخاری)

"(زکوٰۃ) ان کے امیروں سے لی جائے گی اوران کے غریبوں کولوٹادی جائے گی۔"

۳۔ ایک مرتبہ ایک قبیلہ اسلام قبول کرنے آیا آپ ﷺ نے انہیں بنیادی عقائد اور نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کی بھی تلقین کی۔

صاحب نصاب:

وہ شخص جس کے پاس ساڑھے سات (7.5) تولے سونا یا ساڑھے باون (52.5) تولے چاندی ہو یا اتنی مالیت کی رقم یا مال ہو۔ اُسے صاحب نصاب کہتے ہیں۔

زکوٰۃ کی خاص شرح:

جو شخص صاحب نصاب ہو اور اس کے پاس مال رکھے ہوئے ایک سال گزر گیا ہو تو اُس میں سے چالیسواں حصہ (2.5%) زکوٰۃ کے طور پر ادا کیا جائے گا۔

سونے اور چاندی کا نصاب

سونے کا نصاب ساڑھے سات (7.5) تولے ہے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون (52.5) تولے ہے۔

نقد رقم پر زکوٰۃ:

مال و دولت اور نقدی کی صورت میں ساڑھے سات (7.5) تولے سونا یا ساڑھے باون (52.5) تولے چاندی کے نصاب کی بازاری قیمت کے برابر مالیت ہونی چاہیے۔

زرعی پیداوار:

وہ زمین جس کی فصلوں کو بارش سے پانی لگایا جاتا ہو اس کی پیداوار میں سے دسواں حصہ (10%) بطور زکوٰۃ ادا کیا جائے گا۔ جسے "عشر" کہتے ہیں اور وہ زمین جس کی فصلوں کو کنویں یا نہری پانی سے سیراب کیا جاتا ہو اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ (5%) بطور زکوٰۃ ادا کیا جائے گا۔

زکوٰۃ سے مستثنٰی اشیاء:

خوراک، لباس، رہائشی مکان، گھریلو سواریاں، وقف جائدادیں، ناجائز کمایا ہوا مال و دولت، نصاب سے کم مال یا وہ مال جس پر ایک سال مکمل نہ ہوا ہو تو اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی جائے گی۔

سوال نمبر 2۔ زکوٰۃ کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

ج: زکوٰۃ کا مفہوم:

لغوی مفہوم: زکوٰۃ کا لفظی معنی پاک ہونا، نشوونما پانا اور بڑھنا ہے۔

اصطلاحی مفہوم: زکوٰۃ سے مراد "ایسی مالی عبادت جو ہر صاحب نصاب عاقل بالغ مسلمان پر سال میں ایک مرتبہ خاص مقدار میں ادا کرنا فرض ہو۔"

زکوٰۃ کی اہمیت:

زکوٰۃ سماجی فلاح و بہبود کا ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے معاشرے کے محروم اور مفلس لوگوں کی کفالت بھی ہوتی ہے۔ اور معاشرے میں نفرت و انتقام کی بجائے ہمدردی و احترام اور باہمی محبت کے جذبات کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ زکوٰۃ دینے والے کے دل سے مال کی محبت مٹ جاتی ہے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کا جذبہ غالب آجاتا ہے۔ غریبوں سے ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے اور دولت کے گردش میں آنے سے معاشرے کے افراد کی

مالی حالت بہتر ہوتی ہے۔

قرآن مجید اور زکوٰۃ کی اہمیت:

زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ 82 سے زائد مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کا ذکر ایک ساتھ آیا ہے۔

۱۔ نماز اور زکوٰۃ کا ایک ساتھ ذکر:

وَ اَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکوٰۃَ (سورۃ البقرۃ:۱۱۰)

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔''

۲۔ منکرین زکوٰۃ کو وعید:

قرآن مجید میں منکرین زکوٰۃ کو وعید بڑے سخت الفاظ میں سنائی گئی ہے ارشاد ہوتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَ الْفِضَّۃَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍo یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَ جُنُوْبُھُمْ وَ ظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ (سورۃ التوبۃ: ۳۴-۳۵)

''جو لوگ سونا چاندی سینت سینت کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔اس (قیامت کے) دن اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کے چہرے، ان کے پہلو اور ان کی پشتیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جو تم اپنے لیے جمع کر کے لائے ہو اب اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے رہے تھے۔

۳۔ سابقہ انبیاءؑ کی تعلیم:

زکوٰۃ دین اسلام کا ایک اہم رُکن تو ہے ہی مگر سابقہ انبیاءؑ بھی اس کی ادائیگی کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ارشاد ہوا:

وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکوٰۃِ (سورۃ مریم:۵۵)

''اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔''

۴۔ رسول ﷺ کی دعا کا ذریعہ:

صحابہ کرامؓ نبی اکرم ﷺ سے دعائیں لینے کے لئے بھی زکوٰۃ کی ادائیگی میں سبقت لینے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ یَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰہِ وَ صَلَوٰاتِ الرَّسُوْلِ (سورۃ التوبۃ:۹۹)

''اور جو وہ خرچ کرتے ہیں اُسے اللہ کی قربت اور رسول ﷺ کی دعائے رحمت کا ذریعہ بناتے ہیں۔''

۵۔ اسلامی حکومت کی ذمہ داری:

اسلامی حکومت کی ذمہ داریوں میں شامل ہے کہ جب برسرِ اقتدار ہو زکوٰۃ کے نظام کو قائم کرے ارشاد ہوتا ہے:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ (سورۃ الحج:۴۱)

''وہ لوگ (مومنین ہیں) اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں''

۶۔ موت سے قبل انفاق کا حکم:

زکوٰۃ کی ادائیگی بہت فضیلت والا علم ہے اس کی اہمیت یوں بھی ہے اللہ تعالیٰ نے موت سے قبل اپنی راہ میں مال و دولت کو خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُم مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ (سورۃ المنافقون: ۱۰)

''اور اُس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تم کو عطا کیا ہے اس پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے۔''

احادیث اور زکوٰۃ کی اہمیت:

حضور اکرم ﷺ نے بھی زکوٰۃ کی اہمیت بیان کی ہے اور اس کی ادائیگی پر بہت زور دیا ہے۔

۱۔ دیگر اعمال سے برتری:

ایک مرتبہ ایک گروہ نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام کی تعلیمات دریافت کیں تو حضور اکرم ﷺ نے اعمال میں سے پہلے نماز اور پھر زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔

۲۔ رسول ﷺ کو اللہ کا حکم:

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا اَن لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُولَ اللهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلوٰةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكوٰةَ (بخاری)

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتیٰ کہ وہ توحید و رسالت کی گواہی دیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔''

۳۔ دوزخ سے نجات:

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ (مسلم)

''دوزخ سے بچو جاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ (اللہ کی راہ میں) دینا پڑے۔''

۴۔ فرشتوں کی دعا:

حدیث کے مطابق اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لئے فرشتے بھی دعا کرتے ہیں۔ اُن میں سے ایک دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقاً خَلَفاً (مسلم)

''اے اللہ خرچ کرنے والوں کو اچھا بدلہ دے۔''

۵۔ مال کے شر سے نجات:

اگر کوئی مسلمان اپنے مال میں زکوٰۃ ادا کر لی تو اس نے اس مال کے تمام شرور سے خود کو محفوظ کر لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَدّٰى زَكوٰةَ مَالِهٖ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ شَرُّ هُ (ابن خزیمہ)

''جس نے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی، اُس مال کا شر اُس سے دور ہو گیا۔''

۶۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا عمل:

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کی بعد جب کچھ قبائل نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا: آپؓ نے فرمایا:

وَاللهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلوٰةِ وَ الزَّكوٰةِ (بخاری)

''اللہ کی قسم! میں اُس شخص سے لڑونگا جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا۔''

سوال نمبر 3: قرآنی تعلیمات کی روشنی میں زکوٰۃ کے مصارف بیان کیجئے۔

ج: زکوٰۃ کے مصارف کا مفہوم:

لفظی مفہوم: مصارف مصرف کی جمع ہے مصرف کے معنی ہیں صرف یا خرچ کرنے کی جگہ۔

اصطلاحی مفہوم: مصارف زکوٰۃ سے مراد وہ لوگ، جگہیں یا کام ہیں جہاں زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکے۔

زکوٰۃ کے مصارف:

قرآن نے زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان کیے ہیں:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (سورۃ التوبۃ: ۶۰)

’’زکوٰۃ تو غریبوں، مسکینوں، زکوٰۃ کے محکمے میں کام کرنے والوں اور ان لوگوں کے لیے ہے جن کے دلوں کو اسلام کی طرف جوڑنا ہے اور گردن چھڑانے میں جو تاوان بھریں اور خدا کی راہ میں اور مسافروں کے سلسلے میں۔ یہ خدا کی طرف سے ٹھہرایا ہوا ہے۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے‘‘

اس آیت کی روشنی میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف یہ ہیں۔

۱۔ فقراء ۲۔ مساکین ۳۔ عاملین

۴۔ تالیف قلب ۵۔ رقاب ۶۔ غارمین

۷۔ فی سبیل اللہ ۸۔ ابن السبیل

۱۔ فقراء (کم آمدنی والے)

وہ تنگ دست لوگ جن کے پاس مال تو ہوتا ہے مگر اس سے وہ اپنی ضروریات پوری نہیں کرسکتے اور دوسروں سے مانگنے میں شرم محسوس نہ کریں۔ ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

۲۔ مساکین (محتاج)

وہ خستہ حال لوگ جن کے پاس اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے کچھ بھی نہ ہو اور وہ شرم کی وجہ سے دستِ سوال دراز نہ کرتے ہوں۔ یہ لوگ بھی زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

۳۔ عاملینِ زکوٰۃ (زکوٰۃ وصول کرنیوالے)

زکوٰۃ کے محکمے کے ملازمین جو زکوٰۃ اور عشر جمع کرنے کے لئے مقرر ہوں، ان کی تنخواہ جمع کی گئی زکوٰۃ میں سے دی جائے گی۔

۴۔ تالیفِ قلب (دلوں کو جوڑنا)

یہ ایسے غریب کافر یا نومسلم افراد ہوتے ہیں جن کی مالی مدد زکوٰۃ سے کی جائے تاکہ انہیں اسلام کی طرف مائل کیا جاسکے۔

۵۔ رقاب (غلام یا قیدی)

غلام کو غلامی سے آزاد کروانے کے لئے یا کسی مسلمان قیدی کو قید سے رہائی کے لئے زکوٰۃ ادا کی جاسکتی ہے۔

۶۔ **غارمین** (مقروض لوگ)

وہ لوگ جنہوں نے قرض لیا ہو اور وہ اُسے ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، زکوٰۃ کے مال سے اُن کا قرض بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔

۷۔ **فی سبیل اللہ** (اللہ کی راہ میں)

اللہ کی راہ میں جہاد، دین کی اشاعت، تعلیمی اداروں کی مالی معاونت کے لئے بھی زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔

۸۔ **ابن السبیل** (مسافر)

وہ سفر کرنے والا شخص جو دوران سفر کسی وجہ سے ضرورت مند ہو گیا ہو، خواہ وہ اپنے گھر میں مالدار ہی کیوں نہ ہو، اس کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

رشتہ داروں کو ترجیح:

زکوٰۃ دیتے وقت پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھا جائے۔ باہر کے لوگوں کو بعد میں دی جائے۔ اسی طرح جو لوگ خود بڑھ کر سوال نہیں کرتے غربت کے باوجود خوددار اور غیرت مند ہوتے ہیں انھیں تلاش کر کے زکوٰۃ و صدقات دیے جائیں۔

س4: زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو قرآن مجید میں کیا وعید سنائی گئی ہے؟

ج: زکوٰۃ کا مفہوم:

لغوی مفہوم: زکوٰۃ کا لفظی معنی پاک ہونا، نشوونما پانا اور بڑھنا ہے۔

اصطلاحی مفہوم: زکوٰۃ سے مراد ''ایسی مالی عبادت ہے جو ہر صاحب نصاب عاقل و بالغ مسلمان پر سال میں ایک مرتبہ خاص مقدار میں ادا کرنا فرض ہوتی ہے۔''

قرآن مجید میں منکرین زکوٰۃ کو وعید:

قرآن مجید میں کئی مقامات پر زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو وعید بڑے سخت الفاظ میں سنائی گئی ہے۔ چند آیات مبارکہ درج ذیل ہیں:

۱۔ **مال کی حقیقی ملکیت:**

مسلمان جو بھی کماتا ہے وہ حقیقت میں اُس کا مال ہی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے اس لئے مال و دولت جمع کرنے کے بجائے اللہ کا دیا ہوا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیئے تاکہ اللہ کی خوشنودی حاصل ہو سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اٰتُوهُم مِّن مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیٓ اٰتٰکُمۡ (سورۃ النور: ۳۳)

''اور تم اُنہیں اللہ کے مال میں سے دے دو جو اُس نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔''

۲۔ **ذخیرہ اندوزی کی ممانعت:**

اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کو خزانے کی صورت میں جمع کر کے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں کی سختی سے سرزنش کی ہے۔ اور ایسے لوگوں کو جہنم کی آگ کی وعید سنائی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ الَّذِیۡنَ یَکۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَ الۡفِضَّةَ وَ لَا یُنۡفِقُوۡنَهَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ٥ یَّوۡمَ یُحۡمٰی عَلَیۡهَا فِیۡ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُکۡوٰی بِهَا جِبَاهُهُمۡ وَ جُنُوۡبُهُمۡ وَ ظُهُوۡرُهُمۡ هٰذَا مَا کَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِکُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا کُنۡتُمۡ تَکۡنِزُوۡنَ (سورۃ التوبۃ: ۳۴-۳۵)

''جولوگ سونا چاندی سینت سینت کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ۔انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے ۔اس (قیامت کے) دن اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کے چہرے،ان کے پہلو اور ان کی پشتیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جو تم اپنے لیے جمع کر کے لائے ہو اب اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے رہے تھے۔''

۳۔ موت سے قبل انفاق کا حکم:

زکوٰۃ کی ادائیگی بہت فضیلت والا عمل ہے اس کی اہمیت یوں بھی ہے اللہ تعالیٰ نے موت سے قبل اپنی راہ میں مال و دولت کو خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُم مِّن قَبْلِ اَنْ يَاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ (سورۃ المنافقون: ۱۰)

''اور اُس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تم کو عطا کیا ہے اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے ۔''

۴۔ منکرین آخرت کی نشانی:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک زکوٰۃ کی ادائیگی اتنی زیادہ اہم ہے کہ جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اُنہیں آخرت کا بھی منکر قرار دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ (سورۃ فُصِّلت: ۷)

''جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہی تو آخرت کے بھی منکر ہیں۔''

۵۔ گلے کا طوق:

جو لوگ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے میں کنجوسی کا مظاہرہ کرتے ہیں ان کا یہ عمل اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ہے۔قیامت کے دن اس مال کا طوق بنا کر اُنکے گلوں میں لٹکا دیا جائے گا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْراً لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (سورۃ آل عمران: ۱۸۰)

''اور جو لوگ اس (مال و دولت) میں سے اللہ کی راہ میں دینے میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کیا ہے وہ ہرگز اس بخل کو اپنے حق میں بہتر خیال نہ کریں، بلکہ یہ ان کے حق میں برا ہے،عنقریب روزِ قیامت انہیں (گلے میں) اس مال کا طوق پہنایا جائے گا جس میں وہ بخل کرتے ہیں۔''

س5: زکوٰۃ کی مذہبی اور سماجی اہمیت بیان کریں

یا زکوٰۃ کے معاشرتی اور اخلاقی فوائد بیان کریں۔

ج: زکوٰۃ کا مفہوم:

لغوی مفہوم: زکوٰۃ کا لفظی معنی پاک ہونا،نشوونما پانا اور بڑھنا ہے۔

اصطلاحی مفہوم: زکوٰۃ سے مراد ''ایسی مالی عبادت ہے جو ہر صاحبِ نصاب عاقل و بالغ مسلمان پر سال میں ایک مرتبہ خاص مقدار میں ادا کرنا فرض ہو۔''

زکوٰۃ کی مذہبی اہمیت:

۱۔ قرآنی حکم:

زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں زکوٰۃ کی ادائیگی اور نماز کا ذکر 82 سے زائد مرتبہ ایک ساتھ آیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوْا الزَّکٰوۃَ (سورۃ البقرۃ:۱۱۰)

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔

۲۔ رضائے الٰہی کا حصول:

زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے اور بندہ مومن کی عبادت کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔اس لیے وہ مالی عبادت میں صدقہ وخیرات کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرتا ہے۔

۳۔ دوزخ سے نجات:

اللہ کی راہ میں اپنا مال و دولت خرچ کرنا آخرت کے عذاب سے نجات دیتا ہے۔حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ (مسلم)

''دوزخ سے بچو چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ (اللہ کی راہ میں) دینا پڑے۔''

۴۔ مال کے شر سے نجات:

اگر کوئی مسلمان اپنے مال میں زکوٰۃ ادا کردے تو اس مال کے شر سے وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَدّٰی زَکٰوۃَ مَالِہٖ فَقَدْ ذَھَبَ عَنْہُ شَرُّہٗ (ابن خزیمہ)

''جس نے مال کی زکوٰۃ ادا کردی،اُس مال کا شر اُس سے دور ہو گیا۔''

زکوٰۃ کی سماجی اہمیت:

۱۔ گردشِ دولت:

زکوٰۃ کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں رکنے کی بجائے گردش میں آجاتی ہے بلکہ امیروں سے غریبوں کی طرف آتی ہے جس سے معاشی توازن پیدا ہوتا ہے اور مضبوط معیشت اور مضبوط معاشرہ وجود میں آتا ہے قرآن میں ہے:

کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ (سورۃ الحشر:۷)

''(زکوۃ کا نظام اس لیے قائم کیا) تاکہ ایسا نہ ہو کہ دولت تمہارے دولت مندوں کے درمیان سمٹ کر رہ جائے''

۲۔ مفلسوں کی کفالت:

زکوٰۃ سے معاشرے کے محروم، نادار اور مفلس لوگوں کی کفالت اور مدد ہوتی ہے۔وہ بھی ضروریات زندگی حاصل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

۳۔ سماجی برائیوں کا خاتمہ:

قتل، چوری، رشوت، ڈاکہ، خودکشی جیسی سماجی برائیاں غربت کی وجہ سے جنم لیتی ہیں۔زکوٰۃ کا نظام ان برائیوں کے خاتمے کا سبب بنتا ہے۔

۴۔ **مال کی محبت کا خاتمہ:**

زکوٰۃ دینے سے انسان کے اندر سے دولت کی لالچ وحرص اور ہوس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں مال و دولت کی محبت مٹ جاتی ہے۔

زکوٰۃ کی اخلاقی اہمیت:

۱۔ **باہمی محبت کا فروغ:**

جب امراء اپنے ہاتھوں سے زکوٰۃ کی رقم غریبوں میں تقسیم کرتے ہیں تو ان کے درمیان محبت والفت کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔

۲۔ **احساس ہمدردی:**

غریب لوگوں کی مالی حالت بہت کمزور ہوتی ہے جب زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو اس کے مال میں سے کچھ حصہ نکل جاتا ہے اُسے احساس ہوتا ہے کہ مال کی کمی کتنی اذیت ناک ہوتی ہے۔اس طرح امراء،غرباء سے ہمدردی کرنے لگ جاتے ہیں۔

۳۔ **نفرت کا خاتمہ:**

زکوٰۃ ادا کرنے سے امیر اور غریب کے درمیان مال و دولت کی وجہ سے جو نفرت کی فضا قائم ہوتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔

کثیرالانتخابی سوالات

فرضیت

1۔ زکوۃ کے لفظی معنی ہیں:

(الف) غریبوں کو دینا (ب) ادا کرنا (ج) قرض (د) پاک ہونا

2۔ زکوۃ ہے۔

(الف) قولی عبادت (ب) مالی عبادت (ج) بدنی عبادت (د) لسانی عبادت

3۔ زکوۃ ہر صاحب نصاب مسلمان پر ہے:

(الف) واجب (ب) فرض (ج) سنت (د) مستحب

4۔ زکوۃ ادا نہ کرنا بہت بڑا ہے:

(الف) گناہ (ب) ثواب (ج) اجر (د) عذاب

5۔ قرآن مجید میں اکثر مقامات پر کس کی فرضیت کا ذکر ایک ساتھ آیا ہے؟

(الف) حج اور نماز (ب) نماز اور اخلاق (ج) روزہ اور زکوۃ (د) نماز اور زکوۃ

6۔ زکوۃ ادا کرنے سے مال میں پیدا ہوتی ہے۔

(الف) برکت (ب) طاقت (ج) کمی (د) پاکیزگی

اہمیت

7۔ نبی کریمؐ نے اعمال میں سب سے پہلے نماز اور پھر ذکر فرمایا:

(الف) کلمہ طیبہ کا (ب) زکوۃ کا (ج) روزہ کا (د) حج کا

8۔ رسول اکرمؐ کی رحلت کے بعد زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا۔

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمرؓ نے (ج) حضرت عثمانؓ نے (د) حضرت علیؓ نے

9۔ منکرین زکوۃ کے خلاف جہاد کس نے کیا۔

(الف) حضرت ابوبکرؓ نے (ب) حضرت عمرؓ نے (ج) حضرت عثمانؓ نے (د) حضرت علیؓ نے

10۔ زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے۔

(الف) خوشخبری سنائی ہے (ب) سخت وعید سنائی ہے (ج) خبردار کیا ہے (د) نصیحت کی

11۔ زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف قرآن کی کس سورۃ میں وعید سنائی گئی ہے؟

(الف) سورۃ الانفال (ب) سورۃ البقرۃ (ج) سورۃ التوبۃ (د) سورۃ الاحزاب

12۔ زکوٰۃ بہترین ذریعہ ہے۔

(الف) بھلائی کا (ب) سماجی فلاح و بہبود کا (ج) خیرات کا (د) نجات کا

13۔ زکوٰۃ سے کفالت ہوتی ہے:

(الف) مفلسوں کی (ب) عورتوں کی (ج) امیروں کی (د) غریبوں کی

14۔ زکوٰۃ سے کفالت ہوتی ہے:

(الف) محروم کی (ب) عورتوں کی (ج) امیروں کی (د) غریبوں کی

15۔ زکوٰۃ دینے والوں کے دل سے مٹ جاتی ہے:

(الف) اولاد کی محبت (ب) دنیا کی محبت (ج) دین کی محبت (د) مال کی محبت

16۔ معاشرے کے افراد کی مالی حالت بہتر ہو جاتی ہے:

(الف) فلاحی کاموں سے (ب) گرش دولت سے

(ج) نیکی کرنے سے (د) غربت مٹانے سے

مصارف

17۔ زکوٰۃ کے مصارف ہیں۔

(الف) دو (ب) آٹھ (ج) چار (د) چھ

18۔ مصارف زکوٰۃ کی تفصیل کس صورت میں ہے۔

(الف) سورۃ الانفال (ب) سورۃ البقرۃ (ج) سورۃ التوبۃ (د) سورۃ الاحزاب

19۔ غارمین سے کیا مراد ہے:

(الف) مغرور لوگ (ب) قرض دار (ج) مسافر (د) غریب

20۔ زکوٰۃ دیتے وقت پہلے خیال رکھنا چاہیے:

(الف) غریبوں کا (ب) یتیموں کا (ج) قریبی رشتہ داروں کا (د) دوستوں کا

جوابات

1	د	4	الف	7	ب	10	ب	13	الف	16	ب
2	ب	5	د	8	الف	11	ج	14	الف	17	ب
3	ب	6	الف	9	الف	12	ب	15	د	18	ج
19	ب	20	ج								

سوالات کے مختصر جوابات

فرضیت

س1۔ زکوٰۃ کا معنی اور مفہوم تحریر کریں؟

ج۔ زکوٰۃ کا معنی ومفہوم

زکوٰۃ کے لغوی معنی پاک صاف کرنا، پھلنا پھولنا اور نشو ونما پانا کے ہیں۔ زکوٰۃ ایسی مالی عبادت ہے جو ہر صاحب نصاب مسلمان پر فرض ہے یہ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ جب کسی صاحب نصاب شخص کے مال پر ایک سال گزر جائے تو اس میں سے ڈھائی فیصد زکوٰۃ دینی ہوگی۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے ہے۔

س2۔ زکوٰۃ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرضیت زکوٰۃ پر کسی ایک آیت کا ترجمہ لکھیئے۔

ج۔ زکوٰۃ کی فرضیت

زکوٰۃ کے لغوی معنی صاف کرنا، پھلنا پھولنا اور نشو ونما پانا کے ہیں۔

''ایسی مالی عبادت جو ہر عاقل وبالغ صاحب نصاب مسلمان پر ایک مقررہ شرح سے مال اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی صورت میں فرض ہے زکوٰۃ کہلاتی ہے''

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو

س3۔ زکوۃ کن لوگوں پر فرض ہے؟

ج۔ فرض زکوٰۃ

زکوۃ ہر صاحب نصاب مسلمان پر اپنے مال میں سے ایک خاص شرح کے مطابق فرض ہے اور اس پر ایک سال مکمل گزر جائے۔

س4۔ قرآن مجید میں کن دو عبادات کا اکٹھا ذکر آیا ہے؟

ج۔ دو عبادتوں کا ذکر

قرآن مجید میں نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ایک ساتھ آیا ہے۔

س5۔ زکوٰۃ کی فرضیت قرآنی آیت سے واضح کریں۔

ج۔ زکوٰۃ کی فرضیت

زکوٰۃ کی فرضیت درج ذیل آیت کریمہ سے ثابت ہوتی ہے:

ا۔ ''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو''

اہمیت

س6۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف کس نے جہاد کیا؟

ج۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف جہاد:

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کی بعد جب کچھ قبائل نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا: آپؓ نے فرمایا:

وَاللہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ (بخاری)

''اللہ کی قسم! میں اُس شخص سے لڑوں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا۔''

س 7۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو قرآن نے کیا وعید سنائی ہے؟

ج۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو وعید

''جو لوگ سونا چاندی سینت سینت کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ اس (قیامت کے) دن اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کے چہرے، ان کے پہلو اور ان کی پشتیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جو تم اپنے لیے جمع کر کے لائے ہو اب اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے رہے تھے۔''

س 8۔ زکوٰۃ کے فوائد/ فضائل تحریر کریں۔

ج۔ زکوٰۃ کے فوائد/ فضائل

۱۔ سماجی فلاح و بہبود کا بہترین ذریعہ ہے۔
۲۔ محروم و مفلس افراد کی کفالت کا ذریعہ ہے۔
۳۔ نفرت و انتقام کا خاتمہ ہوتا ہے۔
۴۔ ہمدردی و احترام اور باہمی محبت کا جذبہ فروغ پاتا ہے۔
۵۔ دل سے مال کی محبت مٹ جاتی ہے۔
۶۔ اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔
۷۔ دولت کے گردش میں آجانے سے معاشرے کے افراد کی مالی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔
۸۔ مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔

س 9۔ کن لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی؟

ج۔ جن کی کفالت ہم پر ضروری ہے انھیں زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی مثلاً والدین اپنی اولاد کو اور اولاد اپنے والدین کو خاوند اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

س۔ الغارمین سے کیا مراد ہے؟

ج۔ الغارمین سے مراد قرض دار ہے اور یہ بھی زکوٰۃ کا حق دار ہوتا ہے۔

مصارف

س 9۔ مصارف زکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟ مصارف زکوٰۃ کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟

ج۔ مصارف زکوٰۃ

مصارف زکوٰۃ کا مطلب ہے وہ لوگ اور وہ کام جن پر زکوٰۃ خرچ کی جا سکتی ہے۔

۱۔ فقرا
۲۔ مساکین
۳۔ عاملین
۴۔ تالیف قلب
۵۔ رقاب
۶۔ فی سبیل اللہ
۷۔ الغارمین
۸۔ ابن السبیل

س10۔کوئی سے دو مصارف زکوٰۃ تحریر کیجیے۔

ج۔ **دو مصارف زکوٰۃ**

۱۔ **فقرا:** فقیر کی جمع ہے اور فقیر اسے کہتے ہیں جو زندہ رہنے کے لیے دوسروں کا محتاج ہو۔ مثلاً مفلس، بیوہ عورتیں اور یتیم بچے جو اپنی ضروریات کے لیے دوسروں کے سامنے دست دراز کریں۔

۲۔ **مساکین:** مسکین کی جمع ہے۔ مسکین اسے کہتے ہیں جو اپنی حاجت بھر مال نہیں پاتا نہ لوگوں سے مانگتا ہے (ایک خوددار غریب آدمی)

س11۔ آخری دو مصارف زکوٰۃ از روئے قرآن کون سے ہیں؟

ج۔ **آخری دو مصارف زکوٰۃ**

فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں)

اللہ کی راہ میں جہاد، دین کی اشاعت، مدارس کی مالی معاونت اور حج کرنے والوں کی مدد کے لئے بھی زکوٰۃ خرچ کی جاسکتی ہے۔

ابن السبیل (مسافر)

وہ سفر کرنے والا شخص جو دوران سفر کسی وجہ سے ضرورت مند ہو گیا ہو، خواہ وہ اپنے گھر مین مالدار ہی کیوں نہ ہو، اس کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

اضافی سوالات

س12۔زکوٰۃ کا نصاب تحریر کریں؟

ج۔ **نصاب زکوٰۃ**

۱۔ **سونا:** ساڑھے سات تولے

۲۔ **چاندی:** ساڑھے باون تولے

۳۔ نقدی اور مال تجارت، سونے کے نصاب کے برابر نقدی یا قیمت۔

س13۔ نصاب زکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟

ج۔ **نصاب زکوٰۃ سے مراد**

نصاب زکوٰۃ سے مراد مال کی وہ مقررہ مقدار اور حد ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔

س14۔ صاحب نصاب کسے کہتے ہیں؟

ج۔ **صاحب نصاب**

وہ شخص جس کے پاس ساڑھے سات (7.5) تولے سونا یا ساڑھے باون (52.5) تولے چاندی ہو یا اتنی مالیت کی رقم یا مال ہو۔ اُسے صاحب نصاب کہتے ہیں۔